

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درکنِ حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد
کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر
اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

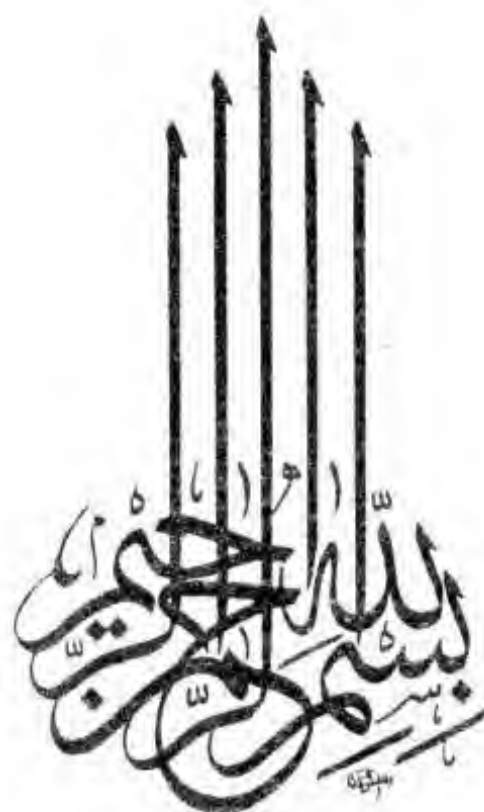
زیرنگرانی

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد شامی صاحب رحمہ اللہ
رہنمائی دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

ادارۃ تالیفات اشرفیہ

پتہ: فوارہ مستان پاکستان

(061-4540513-4519240)



دریں حدیث

سلسلہ

درس حدیث-5

عام فہم تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک سدا بہار مبارک سلسلہ

درک حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی اور اسکو یاد
کیا اور اسکو محفوظ رکھا اور پھر دوسروں کو پہنچا دیا۔ (ترمذی)
نیز فرمایا سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان علم دین کی بات سیکھے پھر
اپنے مسلمان بھائی کو سکھا دے۔ (ابن ماجہ)

از افادات:

شیخ الحدیث حضرت

مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ

زیر نگرانی

فقیر العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ

رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

ادارۃ تالیفات اشرفیہ

چوک فوارہ ملت ان پاکستان

(061-4540513-4519240)

درکِ حدیث

تاریخ اشاعت..... رجب المرجب ۱۴۲۷ھ
ناشر..... ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت..... سلامت اقبال پریس ملتان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قارئین سے گزارش

ادراہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔
الحمد للہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں
تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ..... چوک فوارہ..... ملتان مکتبہ رشیدیہ..... دلچہ بازار..... راولپنڈی
ادارہ اسلامیات..... انارکلی..... لاہور یونیورسٹی بک اسٹینسی..... خیبر بازار..... پشاور
مکتبہ سید احمد شہید..... اردو بازار..... لاہور ادارۃ الانور..... نیوٹاؤن..... کراچی نمبر 5
مکتبہ رحمانیہ..... اردو بازار..... لاہور مکتبہ المنظور الاسلامیہ..... جامعہ حسینہ..... علی پور
مکتبہ المنظور الاسلامیہ..... بلاک زیڈ..... مدینہ ٹاؤن..... بنگ موڑ..... فیصل آباد

ادارہ اشاعت الخیر - حضوری باغ روڈ - ملتان
ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K. 119-121- HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTRE) BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

ملتان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ادارہ کی جدید مرتبہ ”درس حدیث“ کی چار جلدیں ماشاء اللہ کافی مقبول ہوئیں درس حدیث کا یہ مبارک سلسلہ فقیر العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ کی زیر نگرانی شروع ہوا یقیناً یہ بھی حضرت کیلئے دیگر حسنات جاریہ میں سے ایک ہے اس لئے اس جلد پر بھی مقدمہ حضرت ہی کا لکھا ہوا دیا جا رہا ہے۔ عرصہ دراز سے مزید جلدوں کا انتظار تھا۔ اللہ پاک ہمارے اکابر رحمہم اللہ کو اجر عظیم سے نوازیں جو بے حد محتوں سے ہمارے لئے دین اور اس کے مآخذ کو سہل الوصول فرما گئے۔ اور دین کے ہر شعبہ سے متعلق معلومات فضائل و احکام کا عظیم ذخیرہ جو اپنی عربی زبان کی وجہ سے حلقہ خواص تک محدود تھا۔ ان حضرات اکابر نے دیگر خدمات جلیلہ کے ساتھ ساتھ یہ عظیم خدمت بھی سرانجام دی کہ ان دینی علوم کو اردو کے لباس سے آراستہ کر کے عوام الناس کی ایک بڑی ضرورت کو پورا فرما گئے۔

اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو ٹھنڈا فرمائیں اور جنت کو ان کا ٹھکانہ بنائیں آمین

الحمد للہ شروع سے ادارہ کی کوشش رہی ہے کہ اپنے اکابر کی مستند و بے غبار تعلیمات کو مزید مزین و سہل کر کے پیش کیا جائے۔ اس جلد کے سلسلہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا اور علماء کرام کی مشاورت سے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ کی مقبول عام تصنیف ”فضائل اعمال“ میں سے فضائل قرآن و فضائل رمضان کو سابقہ جلدوں کی طرح سبق وار درس کی شکل میں مرتب کیا ہے۔ اور فضائل اعمال کے مستند ہونے میں ان شاء اللہ شک کی گنجائش نہیں۔

اس جلد میں فضائل قرآن و فضائل رمضان کے تمام مضامین بالترتیب لئے گئے ہیں صرف دوران سبق آنے والی احادیث کا عربی متن نہیں دیا گیا تا کہ عوام الناس بسہولت مختصر وقت میں درس مکمل کر سکیں۔ شروع سبق میں حدیث مبارکہ کا مختصر عربی متن تبرکاً نقل کیا گیا ہے۔ بعض جگہ اپنے اکابر حضرت سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ..... حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ و دیگر اکابرین کے افادات کا اضافہ کیا گیا ہے جو کہ ان شاء اللہ موضوع کی مناسبت سے مفید ہوگا۔ بلاشبہ گھروں، مساجد، اسکولوں و مکاتب میں ان سبق وارا احادیث کو سننے سنانے کی پابندی کی جائے تو مختصر وقت میں دین کی اہم باتیں سیکھی جاسکتی ہیں۔ ان شاء اللہ اس مبارک سلسلہ احادیث کی جلد نمبر ۶ بعنوان فضائل ذکر اور جلد نمبر ۷ بنام فضائل درود شریف (منتخب از فضائل اعمال) جلد منظر عام پر آ رہی ہیں۔ و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب

اللہ پاک ہم سب کو دین کی صحیح فہم نصیب فرمائیں اور اپنے فضل سے خدمت دین الی یوم الدین لیتے رہیں۔

واللہ (مدا) محمد اسحاق عفی عنہ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ بمطابق اگست 2006ء

تقریظ

فقہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ

رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان و نگران اعلیٰ مجلس تحقیقات اسلامیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم..... اما بعد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے پیش نظر اللہ پاک نے قرآن مجید کی حفاظت جس طرح اپنے ذمہ لی ہے اسی طرح الفاظ قرآن کی تشریح جو ذخیرہ آحادیث کی شکل میں موجود ہے اسکی حفاظت و صیانت بھی اللہ پاک نے اس امت کے ذریعے فرمائی۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ حفاظت حدیث کے سلسلہ میں اس امت کے محدثین حضرات نے عجیب کمالات دکھائے۔ اسماء الرجال کے علم ہی کو دیکھ لیجئے اس علم سے سابقہ امتیں محروم رہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات چونکہ تاقیامت محفوظ اور قابل عمل تھیں اس لئے ان فرامین کی حفاظت کیلئے محدثین نے اسماء الرجال اور اس کے علاوہ دوسرے علوم متعارف کرائے جنہوں نے احادیث مبارکہ کے گرد ایک قوی حصار کا کام کیا تا کہ کوئی دین دشمن حسب منشاء ان احادیث میں کوئی تغیر و تصرف نہ کر سکے۔

عصر حاضر میں مسلمانوں کی مغلوبیت میں جہاں دیگر عوامل کارفرما ہیں ان سب میں بنیادی چیز یہی ہے کہ ہم اپنی بنیاد یعنی اسلامی تعلیمات سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ اور اس بات کے جاننے کے باوجود کہ ہماری دینی و دنیاوی فلاح و ترقی اسلامی تہذیب اسلامی تعلیمات اور انہی اقدار میں ہے جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چلایا اور تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان ان اسلامی تعلیمات پر مضبوطی سے عمل پیرا رہے اللہ پاک نے انہیں اخروی نجات کے علاوہ دنیا میں بھی شان و شوکت غلبہ و نصرت سے نوازا اور پوری دنیا کے غیر مسلم ان کے خادم اور زیر دست کی حیثیت سے رہے۔

آج ہم سب مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان غالب ہوں لیکن اس کے لئے جو بنیادی چیز ہے یعنی تعلیمات نبوت کی روشنی میں زندگی کے سفر کو طے کرنا۔ اسکی طرف ہماری توجہ کم ہوتی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ معاشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تعلیمات کو عام کیا جائے اور جس طرح تلاوت قرآن کو اپنے معمول میں شامل کیا جاتا ہے اسی طرح ہمارے بعض اکابر کے معمول میں تلاوت حدیث بھی شامل تھی۔

”ادارہ تالیفات اشرفیہ“ اس لحاظ سے بڑی مبارک کا مستحق ہے کہ عوام کو اس بنیادی ضرورت کو عام فہم انداز میں درس حدیث

کی شکل میں پیش کرنے کا سہرا اُسی کے سر ہے۔ اس سے قبل ”درس قرآن“ بھی عوام الناس میں بے حد مقبول ہو چکا ہے۔
دل سے دعا ہے کہ فرامین نبوی کا یہ سدا بہار گلدستہ عند اللہ مقبول ہو اور ہم سب تعلیمات نبوی کی روشنی میں اپنا قبلہ درست کر کے دنیا و آخرت کی سعادتوں سے اپنے دامن بھر لیں۔
لفظ: عبدالستار عفی عنہ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

ادارہ کی مطبوعہ کتاب ”تحفہ رمضان“ کی اشاعت پر فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ نے ایک گراں قدر مقدمہ تحریر فرمایا جو گویا رمضان کے جملہ امور صالحہ کی طرف راغب کر نیوالا ہے زیر نظر درس حدیث کے موضوع کی مناسبت سے حضرت کا یہ مقدمہ یہاں دیا جا رہا ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو قرآن اور رمضان جیسی نعمتوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اس رمضان المبارک میں اللہ پاک کی رضائے عالی کے حصول کے لئے خوب محنت کی جانی چاہئے۔

۱۔ پورے ذوق و شوق سے روزے اور تراویح کا اہتمام کیا جائے ان عبادات کا حکم ہمارے فائدے کیلئے دیا گیا ہے تاکہ ہم رحمت خداوندی کے خزینوں سے حصہ پاسکیں یہ عبادات مشروع نہ کی جاتیں تو یہ مبارک اوقات غفلت میں گزر جاتے۔ اب غفلت بھی ہو تب بھی محرومی نہ ہوگی۔

۲۔ مسجد میں تکبیر اولیٰ کیساتھ نماز باجماعت کی پابندی کا عزم کیا جائے کہ کوئی نماز فوت ہوگی نہ جماعت چھوٹے گی۔ گھروں میں افطاری کی وجہ سے مسجد کی جماعت سے محرومی ہو جاتی ہے۔

۳۔ کلمہ طیبہ کے ذکر درود شریف اور توبہ استغفار کی کثرت کی جائے۔ کوئی وقت ذکر وغیرہ سے خالی نہ گزرے۔

۴۔ تلاوت قرآن پاک کا خصوصی اہتمام، نوافل میں بھی اور دیکھ کر بھی قیام نماز میں تلاوت سے ایک لفظ پر سونٹکی اور نماز میں بیٹھ کر پڑھنے سے ہر حرف پر پچاس نیکی کا ثواب ملتا ہے دس پندرہ پارے بلکہ پورا قرآن پاک یومیہ ختم کرنے والے بھی بہت سے لوگ اس وقت بھی موجود ہیں۔

۵۔ روزے کا ایک مقصد حصول تقویٰ (گناہوں سے بچنا) ہے اگر گناہوں کو نہیں چھوڑا تو روزہ رکھنا گویا بے جان

ماہ رمضان نہایت مبارک مہینہ ہے جس کے دن میں روزہ فرض اور اس کی راتوں میں تراویح مسنون ہے۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جس میں شب بیداری کا ثواب ہزار مہینے سے بہتر ہے اس میں ہر نیکی کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ اور اہل اسلام کے لئے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے یہ سب اسباب رحمت اور مغفرت ہیں۔ جو خداوندی کا بحر کرم جوش میں ہے اور ہر روز ملائکہ کے ذریعہ منادی کرائی جاتی ہے کہ اے طالب! خیر سامنے آ اور متوجہ ہواے طالب شر! بس کر گناہوں سے تائب ہو کر طاعت اور نیکی کی زندگی کو اختیار کر۔

رمضان المبارک زندگی میں انقلاب لانے، دلوں کا رخ مولائے کریم کی طرف پھیرنے، دوزخ سے آزادی حاصل کرنے اور جنت کو فضل خداوندی سے حاصل کرنے کا انتہائی اہم وقت ہے۔ ممکن ہے کہ تیری زندگی کا یہ آخری رمضان ہو..... موت کے بعد کروڑوں حسرتوں اور آرزوؤں کے باوجود ایک سجدہ بھی کرنا چاہو گے یا ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا چاہو گے..... تو یہ ثواب حاصل نہ ہو سکے گا۔ ایسا بازار پھر نصیب نہ ہوگا۔

ایک شاعر کہتے ہیں:-

باز کے یابی این چنیں بازار را
کہ بہ یک گل میزری گلزار را

ہے۔ حضور پاک ﷺ فرماتے ہیں۔ جو شخص جھوٹ اور اس پر عمل کو نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔

۶۔ نظر کو گناہ سے بچانا ہے۔ زبان کی حفاظت کرنی ہے ہاتھ پاؤں حتیٰ کہ دل و دماغ کے گناہوں سے بھی روزے کو پاک اور محفوظ رکھنا ہے۔ جیسے کھانے پینے سے روزہ رکھ چھوڑا ہے کہ نہ کھائیں گے نہ پیئیں گے اسی طرح گناہوں سے بھی روزہ رکھا جائے۔ کہ روزہ رکھ لیا ہے گناہ نہیں کریں گے۔ کھانا پینا افطاری کے بعد حلال ہو جاتا ہے لیکن گناہ افطاری کے بعد بھی حلال نہیں۔ نہ رمضان میں نہ غیر رمضان میں، بلکہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے تو سوچنا چاہئے کہ جب عارضی و وقتی حرام کو حکم خداوندی کی وجہ سے چھوڑا ہے تو دائمی حرام کو بطریق اولیٰ بحکم خداوندی چھوڑ دینا ضروری ہے۔

۷۔ مغفرت و رحمت خداوندی کے حصول میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ اس ماہ مبارک میں مولا کریم اپنے بندوں کی مسابقت دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کا حکم فرماتے ہیں: **وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ**۔

۸۔ بازار اور گھریلو کاموں سے جس قدر جلدی ہو سکے فراغت حاصل کر کے زیادہ سے زیادہ اوقات مسجد کے لئے فارغ کر لینے چاہئیں دس دن کے اعتکاف کے علاوہ جتنا وقت بھی مل سکے مسجد میں گزاریں۔

۹۔ ماہ مبارک اگر اہل اللہ کی صحبت اور خدمت میں گزارنے کا اہتمام کر لایا جائے جیسے کہ ہمارے اکابر کا معمول تھا۔ تو امید ہے کہ اوپر والے سب نمبرات پر عمل کرنے کا راستہ

نکل آئے گا اور سب پر عمل آسان ہو جائے گا۔

۱۰۔ اپنے ملازمین کیلئے کام میں سہولت کرنا بھی مطلوب ہے۔
۱۱۔ اپنے پڑوسیوں نیز غرباء و مساکین کی خدمت اور ولداری بھی اس ماہ مبارک کا خصوصی عمل ہے۔ حدیث پاک میں وارد ہے کہ ماہ مبارک میں حضور پاک ﷺ کا جو دوست یا بہت بڑھ جاتا تھا۔ آپ چلتی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔

افطاری میں غریبوں کو شریک کیجئے اور مالی تعاون بھی کیجئے تاکہ وہ اطمینان سے رمضان المبارک گزار سکیں اور آپ ان کی دعاؤں کے مستحق بنیں اس ماہ مبارک میں جیسے جو وہ سچائے خداوندی اور اس کی رحمت اپنے بندوں پر بارش کی طرح برستی ہے اسی طرح اہل اللہ کے قلوب میں دعوت الی اللہ اور شفقت علی الخلق کے جذبات موجزن ہوتے ہیں شوق الی اللہ اور خوف خدا کے ملے جلے خیالات کا ان کے سینوں میں تلاطم ہوتا ہے..... سنت نبویہ کی اتباع میں ان کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ خدا سے کئی ہوئی مخلوق کا رشتہ عبودیت دوبارہ جوڑ دیا جائے۔ فساق و فجار اور سرکشوں کو اپنے مولیٰ کریم کے دربار کی حاضری دوبارہ نصیب ہو جائے۔ شیطان کے چنگل سے نکل کر یہ اللہ کے فرمانبردار بندے بن جائیں۔

۱۲۔ اسلام کی سر بلندی علماء و مدارس دینیہ کی حفاظت مظلوم مسلمانوں کی حمایت و نصرت کی خوب خوب دعائیں کی جائیں رمضان المبارک کے فضائل اور اس کے حقوق و اعمال کی طرف متوجہ کرنے کیلئے ہمیشہ اولیاء کرام اور مشائخ عظام نے اپنے نورانی مواعظ سے لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی رحمہ اللہ کے دعائیہ کلمات

دنیا دارالاسباب ہے لیکن ایک مسلمان کیلئے اسباب سے بالاتر ایک نعمت خداوندی موجود ہے جیسے مختصر لفظ میں ”دُعا“ کہا جاتا ہے عزم و یقین سے مانگی جانے والی دعائیں کبھی رایگاں نہیں جاتیں ہاں ان کی قبولیت کے مراتب ہماری محدود عقل سے ماورا ہیں جن میں ہزار ہا حکم خداوندی مخفی ہیں۔ دعا ایک مسلمان کیلئے دنیا و آخرت کی مشکلات کے حل کیلئے مضبوط ہتھیار ہے ذیل میں رمضان المبارک کی مناسبت سے عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ کے الہامی دعائیہ کلمات دیئے جا رہے ہیں۔ جن کا ورد صرف رمضان ہی کے ساتھ مختص نہیں اس لئے ان کلمات کو پوری زندگی حرز جاں بنانے کی ضرورت ہے۔ اللہ پاک ہمیں صرف اپنا محتاج رکھیں غیر کی ہر قسم کی احتیاجی سے محفوظ رکھیں۔

ہم آپ کے مواخذہ کو برداشت نہیں کر سکتے نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ لَيْسَ لَنَا ذَنْبٌ أَوْ آخِطَانًا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ (سورة البقرة آیت ۲۸۶)

ہم پر جو شامت اعمال طاری ہے ہم سے اس کا تحمل نہ ہو سکے گا دنیا میں نہ آخرت میں وَأَعْفُ عَنَّا ہمیں معاف فرما دیجئے وَأَغْفِرْ لَنَا ہماری مغفرت فرما دیجئے۔ وَارْحَمْنَا ہم پر رحم فرمائیے أَنْتَ مَوْلَانَا آپ ہمارے مولا ہیں ہم کو اپنا بنا لیجئے۔ آپ قادر مطلق ہیں جس کو چاہیں بنا سکتے ہیں یا اللہ! ہم آپ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور آپ سے رحم کی درخواست کرتے ہیں، اپنے نبی الرحمة ﷺ کے صدقہ اور طفیل میں ہماری دعائیں قبول فرما لیجئے۔

یا اللہ! ہمارے پاس اور کوئی سرمایہ نہیں، کوئی وسیلہ نہیں اقرار جرم کرتے ہیں آپ کے نبی الرحمة ﷺ کا وسیلہ پیش کر کے آپ کی رحمت کے طلب گار ہیں، یا اللہ! اس ماہ مبارک کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک سانس ہمارے لئے باعث رحمت بنا دیجئے۔ یا اللہ! ہمیں ہر خطا و عصیاں سے محفوظ رکھئے ہر تقصیر و کوتاہی سے محفوظ رکھئے۔ ہمیں اس ماہ مبارک میں اپنی رحمتوں کا مورد بنا دیجئے اپنی مغفرت کا مورد بنا دیجئے۔ اور عذابِ نار سے نجات بھی عطا فرمائیے۔

یا اللہ! رمضان المبارک آ رہا ہے، آپ کی ہزاروں رحمتوں اور نعمتوں کے ساتھ آ رہا ہے جنت کی نشانیوں کے ساتھ آ رہا ہے آپ کا وعدہ ہے کہ تمام گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔

یا اللہ! رمضان المبارک کی جتنی رحمتیں ہیں، جتنے انعامات و احسانات ہیں، جتنے انوار و تجلیات ہیں ہم سب کو ان کے حاصل کرنے کی استعداد و صلاحیت عطا فرما دیجئے، کسی چیز سے ہمیں محروم نہ فرمائیے۔

یا اللہ! ہم کو اپنی عبادات و طاعات خاصہ کی توفیق، اپنے نبی الرحمة ﷺ کے اتباع کی توفیق فرمائیے، یا اللہ! غرضوں سے نفس و شیطان کے مکائد سے ہم کو محفوظ فرمائیے یا اللہ! مجبوراً معاشرہ کے غلبہ سے اور نفس و شیطان کے غلبہ سے ہم سے جو فسق و فجور کے کام ہوئے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں اور چھوڑ دینے کا عزم کرتے ہیں۔ مگر ڈرتے ہیں کہ پھر ہم سے ان کا ارتکاب ہو جائے گا یا اللہ! آپ ہی محافظ حقیقی ہیں، رحم کرنے والے ہیں ہم پر رحم فرمائیے، ہمیں محفوظ رکھئے اور اپنا موردِ رحمت بنا لیجئے۔ یا اللہ! یہ رمضان آپ کا مہینہ ہے اور آپ اس کا اجر خود عطا فرمائیں گے یا اللہ! ہم سے زیادہ محتاج اور کون ہے، ہم آپ کے فضل و کرم کے بہت محتاج ہیں، ہمیں اپنا فرمانبردار بنا لیجئے، اپنے نبی الرحمة ﷺ کا وفادار، سچا امتی بنا دیجئے، یا اللہ! تمام لعنت زدہ کاموں سے ہمیں بچا لیجئے کہ جن سے آپ ناراض ہوتے ہیں، یا اللہ!

یا اللہ! آپ نے توفیق دی ہے اور آپ چاہتے بھی یہی ہیں کہ آپ کے بندے آپ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں۔ عجز و نیاز کا اظہار کریں، اقرار جرم کریں، یا اللہ! ہم سب اقرار جرم کر رہے ہیں، ہم مجرم ہیں، ہم سے اب تک بڑی نالائقیوں سرزد ہوئیں، ہمارے اندر شیطانیات تھی، ابلیسیات تھی جس میں ہم مبتلا رہے لیکن اب ہم اس ماہ مبارک میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس میں ہمیں پاک صاف کر کے داخل کر لیجئے اس کے ایک ایک لمحہ میں جو آپ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اس کا ہم کو مورد بنا دیجئے، مستحق بنا دیجئے اور دائماً اس پر یا اللہ! ہماری حیات کو قائم رکھئے ہم کو بھٹکنے اور بے راہ روہونے سے بچا لیجئے۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نبی الرحمة ﷺ کے سامنے شرمندگی سے بچا لیجئے اور حضور اقدس ﷺ کو خوش کرنے کے لئے ہم پر اور تمام امت مسلمہ پر رحم فرمائیے، تمام عالم اسلام پر، سارے پاکستان میں ہر جگہ، ہمارے والدین پر اعزاء و اقرباء پر ہمارے دوست احباب پر سب پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائیے۔

یا اللہ! آپ کے محبوب نبی کریم ﷺ کے امتی اس وقت جہاں جہاں بھی ہیں اور دشمنوں کی زد میں ہیں، سازشوں میں ہیں، ان کی حفاظت فرمائیے ان کو ہدایت دیجئے یا اللہ! ان کو دشمنوں سے آزاد کر دیجئے، اعدائے دین کی سازشوں سے ان کو بچا لیجئے۔ یا اللہ! آپ ایک عاجز بندے کی دعا قبول فرما کر سارے عالم اسلام پر اپنی رحمت فرمائیں ہم پر بھی رحمت فرمائیں، ہمارے اہل و عیال پر بھی رحم فرمائیے، ہمارے عزیز و اقارب پر بھی رحم فرمائیے، یا اللہ! جو بیمار ہیں ان کو شفاء عاجلہ و کاملہ عطا فرمائیے جو پریشان حال ہیں ان کی پریشانی رفع فرما دیجئے۔ یا اللہ! جن کے ایمانوں میں ضعف ہے ان کے ایمانوں میں قوت پیدا فرما دیجئے ہم کو کسی خیر سے محروم نہ فرمائیے۔

یا اللہ! تمام ممالک اسلامیہ میں پھر اسلام کی حیات طیبہ عطا فرما دیجئے۔ ان کی اعانت و نصرت فرمائیے۔ یا اللہ یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا اس کو گمراہیوں سے بچائیے۔ ہر قسم کے فواحش و منکرات سے جو رائج الوقت ہو رہے ہیں۔ ان سے محفوظ رکھئے، یا اللہ! یہاں کے علماء صلحا کو توفیق دیجئے کہ آپ کے دین کی اشاعت کرتے

رہیں، یا اللہ! جو لوگ صاحب اختیار ہیں جن کو آپ نے اپنی مخلوق کا امین و پاسبان بنایا ہے ان کو حوصلہ دیجئے، فہم دیجئے، صلاحیت دیجئے، ان کی اعانت و نصرت فرمائیے اور ان کے ذریعے پاکستان کو صحیح معنی میں مملکت اسلامیہ بنا دیجئے اور نفاذ شریعت کا اتمام فرما دیجئے۔

یا اللہ! اس مملکت اسلامیہ کو گمراہی سے، ذلت سے، رسوائی سے اور بدنامی سے بچا لیجئے۔ یا اللہ! اس ملک میں کوئی ایسا مرد مجاہد پیدا فرما دیجئے جو اس ملک کی کایا پلٹ دے فسق و فجور کو مٹا دے۔ احکام شرعیہ کا نفاذ کر دے۔ اور اسلامی فضا ملک میں پھیلا دے۔

یا اللہ! ہمارے قلوب کی صلاحیتیں درست فرما دیجئے، ایمانوں میں تازگی عطا فرما دیجئے، تقاضائے ایمان بیدار فرما دیجئے ہمارے دلوں میں گناہوں سے نفرت پیدا فرما دیجئے، غیرت پیدا فرما دیجئے یا اللہ! ہمیں ظاہری و باطنی ہلاکت سے بچا لیجئے، یا اللہ! اپنی مغفرت و رحمت کا مورد بنا دیجئے اور عذاب نار سے بچا لیجئے۔

اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ وَلِیّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلْتُكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

یا اللہ! اس ماہ مبارک میں ہر شر سے بچا لیجئے، نفس و شیطان کی شرارتوں سے، گمراہیوں سے، ضلالتوں سے بچا لیجئے، یا اللہ! اپنی رحمتوں کے دروازے ہم پر کھول دیجئے اپنے انعامات و احسانات کے دروازوں کو کھول دیجئے، یا اللہ! ہم میں ہر ایک کو اپنی رحمت کا مورد بنا لیجئے، ہم تمام عمر کے گناہوں سے ندامت قلب کے ساتھ توبۃ النصوح کرتے ہیں معاف فرما دیجئے، تمام عمر کے گناہوں کو معاف فرما دیجئے۔ سب کو پاک صاف کر دیجئے۔ ہم کو بھی پاک صاف کر دیجئے، یا اللہ! ہم سے راضی ہو جائیے اور ہم کو راضی کر دیجئے، ہمارے استعداد ناقص ہیں تو اس کو درست کر دیجئے ہماری صلاحیتیں بگڑی ہوئی ہیں تو ان کو ٹھیک فرما دیجئے، ہمارے ایمانوں میں تازگی عطا فرمائیے۔ ہمارے اسلام میں قوت عطا فرما دیجئے اور کسی خیر سے ہم کو محروم نہ فرمائیے آمین یا رب العالمین

فہرست عنوانات

۲۶	ترتیل قرآن کیا ہے	۱۶	قرآن کریم کی تلاوت کے آداب
۲۷	قرآنی آیات اور جنت کے درجات	۱۷	ظاہری آداب
۲۸	ایک حرف پر دس نیکیاں	۱۷	باطنی آداب
۲۸	آلہ پر نوے نیکیاں	۱۷	حفظ قرآن کا حکم
۲۸	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نصائح برائے حفاظ قرآن	۱۸	سب سے بہتر شخص
۲۹	قرآن کے حافظ و عامل کے والدین کا اعزاز	۱۸	تلاوت پر انعام خداوندی
۲۹	بچوں کو قرآن سے محروم رکھنے کا وبال	۱۹	دو تین یا چار آیات سیکھنے کا اجر
۳۰	آگ سے حفاظت	۱۹	اونٹوں سے افضل ہونے کا مطلب
۳۱	قاری قرآن کو سفارش کا حق	۲۰	ایک بزرگ کا واقعہ
۳۱	تہجد میں قرآن پڑھنے والا	۲۰	اے حفاظ قرآن! تمہارے سینہ میں علم اعظم ہے
۳۲	قرآن کریم سے خالی دل	۲۱	قرآن کے ماہر اور اکتنے والے کا اجر
۳۲	تلاوت کی افضلیت	۲۱	دو شخص جن پر حسد جائز ہے
۳۲	نماز میں تین آیات کا پڑھنا	۲۲	قرآن پڑھنے والوں کی مثالیں
۳۳	دیکھ کر قرآن کریم پڑھنے کا اجر	۲۲	عزت و ذلت کی بنیاد
۳۳	دلوں کی صفائی	۲۳	مکہ مکرمہ کا ناظم جنگلات
۳۴	امت محمدیہ کا فخر	۲۳	سلوک کا آخری درجہ
۳۵	اصلاح قلب کا نسخہ	۲۳	قرآن کو بطور پیشہ پڑھنا گناہ ہے
۳۶	دنیا میں نور اور آخرت کا ذخیرہ	۲۴	قرآن امانت اور صلہ رحمی کا مرتبہ
۳۶	امت محمدیہ کو وصیت	۲۴	قرآن کریم کا جھگڑا
۳۸	اجتماعی تلاوت کی برکت	۲۵	تفسیر قرآن سے محروم لوگ
۳۸	سیکنہ کا نزول	۲۶	حافظ قرآن کا درجہ

۵۱	غافلین کی فہرست سے نجات	۳۹	فرشتوں کا ڈھانک لینا
۵۱	فتنوں سے نجات کا نسخہ	۳۹	تلاوت والے گھر میں برکات
۵۲	ہر بیماری سے شفاء	۳۹	خوشحالی کا حقیقی مستحق
۵۲	سب سے افضل سورۃ	۴۰	قرب الہی حاصل کرنے کا نسخہ
۵۲	پورے قرآن کا خلاصہ	۴۰	قرب حاصل ہونے کی تشریح
۵۲	بے مثال سورۃ	۴۱	اللہ تعالیٰ کے خاص لوگ
۵۲	سورۃ فاتحہ کا عمل	۴۲	خوش الحان قاری
۵۳	دونوروں کی بشارت	۴۲	خوش الحانی کیا ہے:
۵۴	سورۃ یسین اور سورۃ واقعہ کے فضائل و فوائد	۴۳	قرآن مجید کے حقوق
۵۵	سورہ ملک کے فضائل و برکات	۴۵	تلاوت قرآن کی مقدار
۵۵	مسلل تلاوت	۴۵	مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلس قرآن
۵۶	قرآن کریم کی حفاظت کرو	۴۵	قیامت کا دن
۵۶	قرآن بھلانے پر وعید	۴۶	قرآن کا سننا
۵۷	سورۃ ملک کے نام	۴۶	قرآن کا پڑھنا اور سننا
۵۷	سورۃ الملک کے خواص	۴۶	آہستہ اور اونچی تلاوت
۵۷	سورۃ یسین کے خواص	۴۶	خفیہ اور اعلانیہ عمل کی حکمت
۵۸	قرآن کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانے پر وعید	۴۷	قرآن مقبول سفارشی
۵۹	فضائل قرآن ذکر کرنے کا مقصد	۴۷	قرآن اور روزے کی سفارش
۶۰	برکت قرآن	۴۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ اور اولیاء کا قرآن کریم کیساتھ تعلق
۶۱	فوائد احادیث	۴۸	ختم قرآن کی مدت
۶۳	فوائد احادیث	۴۹	سب سے بڑا سفارشی
۶۶	فضائل قرآن سے متعلق احادیث کا خلاصہ	۴۹	قبر میں قرآن کی مدد
۶۶	اسباب محبت	۵۰	علوم نبوت کے حامل اور ان کے اخلاق
۶۶	قرآن کریم محبت الہی کا افضل ترین سبب ہے	۵۰	تین شخص جو قیامت میں بے خوف ہوں گے
۶۸	قرآن کریم کا ادب اور اس کا صلہ	۵۰	قرآن کریم کی ایک آیت سیکھنے کا اجر

۶۹	قرآن سے متعلق چہل احادیث مبارکہ	۸۲	وہ شخص جو رمضان میں اپنی بخشش نہ کر اسکا
۷۰	قرآن کے ذریعہ کھانے والا فاسق فاجر ہے	۸۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ پر درود نہ پڑھنے والا
۷۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ استقبالیہ	۸۳	بوڑھے والدین کی خدمت نہ کرنے والا
۷۰	تراویح کی اہمیت	۸۴	رمضان المبارک میں خصوصی رحمت
۷۲	رمضان میں نقلی عبادات کی تاکید	۸۴	شب و روز جہنم سے آزادی
۷۳	رمضان المبارک میں اکابر کے معمولات	۸۴	تین آدمی جن کی دعاء رد نہیں ہوتی
۷۳	حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا معمول	۸۵	رمضان میں دعا کی خصوصی مقبولیت
۷۳	شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ اللہ کے معمولات	۸۵	مانگنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں
۷۳	بزرگوں کے تذکرہ کا مقصد	۸۶	قبولیت دعا کا مطلب
۷۴	رمضان اور قرآن کا تعلق	۸۶	خواہ مخواہ بددعا دینے سے بچو
۷۵	رمضان المبارک کی چھ خصوصیتیں	۸۷	قبولیت دعا کی شرائط
۷۵	صبر کا مہینہ	۸۸	سحری کھانے والوں پر رحمت
۷۵	غنمخواری کا مہینہ	۸۹	سحری کی برکات
۷۶	رحمت، مغفرت اور آگ سے آزادی	۸۹	سحری کے کھانے کی مقدار
۷۶	ماتحتوں پر تخفیف	۸۹	اللہ والوں کا کھانا
۷۷	چار چیزوں کی کثرت	۹۰	رمضان کے ثمرات سے محروم
۷۸	رمضان میں اُمت محمدیہ کیلئے پانچ خصوصیتیں	۹۰	محرومی کے اسباب
۷۸	روزہ دار کے منہ کی بو	۹۰	روزہ ڈھال ہے
۷۹	روزہ داروں کے لئے مچھلیوں کا استغفار	۹۰	ڈھال ہونے کا مطلب
۷۹	جنت کی تزیین	۹۰	روزہ کی ڈھال کو توڑنے والی چیزیں
۸۰	شیاطین کا قید ہونا	۹۰	روزہ دار کے لئے چھ آداب
۸۱	سب روزہ داروں کی مغفرت	۹۲	برکات رمضان
۸۱	مغلوب عقل کے کرشمے	۹۳	رمضان کے ثمرات سے محروم
۸۲	تین آدمیوں کی ہلاکت کی دعا	۹۵	خواص روزہ داروں کی خاص صفت
۸۲	ایک بددعا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین	۹۵	ہر عضو پر روزہ فرض ہے

۱۰۵	لیلۃ القدر کو طاق راتوں میں تلاش کرو	۹۶	روزے کی قضاء اور کفارہ
۱۰۵	طاق راتیں کونسی ہیں	۹۶	روزہ ارکان اسلام میں سے ہے
۱۰۵	لیلۃ القدر کی تعیین کا اٹھایا جانا	۹۶	دین کی کسی بھی بات کا مذاق اڑانا کفر ہے
۱۰۵	جھگڑے کی نحوست	۹۷	گناہوں کا تریاق
۱۰۶	جھگڑے فساد کا سبب	۹۸	شب قدر کے بیان میں
۱۰۶	رضاء بالقضاء	۹۸	تراسی برس چار ماہ سے زیادہ کی عبادت کا ثواب
۱۰۷	شب قدر کو مخفی رکھنے کی حکمتیں	۹۸	شب قدر کی نعمت کا سبب
۱۰۷	نویں ساتویں اور پانچویں رات کی تعیین	۹۹	سورۃ القدر کی تفسیر
۱۰۹	حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق	۹۹	انسان کی عظمت
۱۰۹	ہمیں مسلسل تلاش میں رہنا چاہیے	۹۹	روح سے کیا مراد ہے
۱۱۰	شب قدر کی علامات	۱۰۰	شب قدر میں ہونے والے گذشتہ واقعات
۱۱۰	شب قدر کی دُعاء	۱۰۰	سلامتی کی برسات
۱۱۱	اعتکاف کی غرض	۱۰۰	پوری رات برکت والی ہے
۱۱۱	اعتکاف کے دو فوائد	۱۰۱	تمام چھوٹے گناہوں کی معافی
۱۱۲	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا اعتکاف کا خیال نہ کرنا	۱۰۱	قیام اور احتساب کا مطلب
۱۱۲	اعتکاف کا ثواب	۱۰۱	عبادت سے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں
۱۱۳	اعتکاف اور اس کی اقسام	۱۰۱	شب قدر کا محروم ہر خیر سے محروم ہے
۱۱۳	اعتکاف کے فضائل و برکات	۱۰۲	لوگوں کی بے پرواہی کا سبب
۱۱۶	رمضان المبارک میں ہونیوالے انعامات الہیہ کی تفصیل	۱۰۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت
۱۱۸	رمضان المبارک کی برکتوں سے محروم	۱۰۲	حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی عبادت
۱۱۸	مغفرت در مغفرت	۱۰۲	تابعین و صلحاء رحمہم اللہ کی رات کی عبادتیں
۱۱۸	فیصلہ مغفرت کے گواہ	۱۰۳	شوال کے چھ روزے
۱۱۹	دل کی اصلاح کا تیر بہدف نسخہ	۱۰۳	ہر مہینے کے تین روزے
۱۲۰	اللہ تعالیٰ کی مومنوں کے ساتھ شفقت	۱۰۴	اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کی عبادت پر فخر اور رحمت
۱۲۰	انعام کی رات	۱۰۴	ہر عبادت گزار کے گھر فرشتے آتے ہیں

درک حدیث

منتخب

فضائل قرآن

فضائل نماز

تلاوت قرآن کے آداب

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔

قرآن کریم کی تلاوت کے آداب

کلام اللہ شریف معبود کا کلام ہے۔ محبوب و مطلوب کے فرمودہ الفاظ ہیں۔ جن لوگوں کو محبت سے کچھ واسطہ پڑا ہے وہ جانتے ہیں کہ معشوق کے خط کی محبوب کی تقریر تحریر کی کسی دل کھوئے ہوئے کے یہاں کیا وقعت ہوتی ہے اس کے ساتھ جو شیفگی و فریفتگی کا معاملہ ہوتا ہے اور ہونا چاہئے وہ قواعد و ضوابط سے بالاتر ہے۔

ع محبت تجھ کو آداب محبت خود سکھا دے گی

اس وقت اگر جمال حقیقی اور انعامات غیر متناہی کا تصور ہو تو موجزن ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی وہ احکم الحاکمین کا کلام ہے سلطان السلاطین کا فرمان ہے۔ اس سطوت و جبروت والے بادشاہ کا قانون ہے کہ جس کی ہمسری نہ کسی بڑے سے بڑے سے ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ جن لوگوں کو سلاطین کے دربار سے کچھ واسطہ پڑ چکا ہے وہ تجربے سے اور جن کو سابقہ نہیں پڑا وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ سلطانی فرمان کی ہیبت قلوب پر کیا ہو سکتی ہے۔ کلام الہی محبوب و حاکم کا کلام ہے اس لئے دونوں آداب کا مجموعہ اس کے ساتھ برتنا ضروری ہے۔

حضرت عکرم رضی اللہ عنہ جب کلام پاک پڑھنے کیلئے کھولا کرتے تھے تو بیہوش ہو کر گر جاتے تھے اور زبان پر جاری ہو جاتا تھا۔

هَذَا كَلَامُ رَبِّيْ هَذَا كَلَامُ رَبِّيْ

(یہ میرے رب کا کلام ہے یہ میرے رب کا کلام ہے)

یہ ان آداب کا اجمال ہے اور ان تفصیلات کا اختصار ہے

جو مشائخ نے آداب تلاوت میں لکھے ہیں جن کی کسی قدر توضیح کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ بندہ نوکر بن کر نہیں چا کر بن کر نہیں بلکہ بندہ بن کر آقا و مالک محسن و منعم کا کلام پڑھے صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص اپنے کو قراءت کے آداب سے قاصر سمجھتا رہے گا وہ قرب کے مراتب میں ترقی کرتا رہے گا اور جو اپنے کو رضا و عجب کی نگاہ سے دیکھے گا وہ ترقی سے دور ہوگا۔

مسواک اور وضو کے بعد کسی ایک سوئی کی جگہ میں نہایت وقار و تواضع کے ساتھ رو بہ قبلہ بیٹھے اور نہایت ہی حضور قلب اور خشوع کے ساتھ اس لطف سے جو اس وقت کے مناسب ہے اس طرح پڑھنے کہ گویا خود حق سبحانہ و عز اسمہ کو کلام پاک سنارہا ہے۔ اگر وہ معنی سمجھتا ہے تو تدبر و تفکر کے ساتھ آیات وعد و رحمت بر دُعائے مغفرت و رحمت مانگے اور آیات عذاب و وعید پر اللہ سے پناہ چاہے کہ اس کے سوا کوئی بھی چارہ ساز نہیں۔ آیات تنزیہ و تقدیس پر سبحان اللہ کہے اور از خود تلاوت میں رونا نہ آوے تو بہ تکلف رونے کی سعی کرے۔

پس اگر یاد کرنا مقصود نہ ہو تو پڑھنے میں جلدی نہ کرے۔ کلام پاک کو رحل یا تکیہ یا کسی اونچی جگہ پر رکھے۔ تلاوت کے درمیان میں کسی سے کلام نہ کرے۔ اگر کوئی ضرورت پیش ہی آ جاوے تو کلام پاک بند کر کے بات کرے اور پھر اس کے بعد آغوش پڑھ کر دوبارہ شروع کرے۔ اگر مجمع میں لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھنا افضل ہے ورنہ آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے۔ مشائخ نے تلاوت کے چھ آداب ظاہری اور چھ باطنی ارشاد فرمائے۔

ظاہری آداب

- (۱) غایت احترام سے با وضو روبہ قبلہ بیٹھے۔
- (۲) پڑھنے میں جلدی نہ کرے ترتیل و تجوید سے پڑھے۔
- (۳) رونے کی سعی کرے چاہے بہ تکلف ہی کیوں نہ ہو۔
- (۴) آیات رحمت و آیات عذاب کا حق ادا کرے جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ (۵) اگر ریا کا احتمال ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی تکلیف و حرج کا اندیشہ ہو تو آہستہ پڑھے ورنہ آواز سے۔
- (۶) خوش الحانی سے پڑھے کہ خوش الحانی سے کلام پاک پڑھنے کی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے۔

باطنی آداب

- (۱) کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے۔
- (۲) حق سبحانہ و تقدس کی علو شان اور رفعت و کبریائی کو دل میں رکھے جس کا کلام ہے۔
- (۳) دل کو وساوس و خطرات سے پاک رکھے۔
- (۴) معافی کا تدبر کرے اور لذت کیساتھ پڑھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب تمام رات اس آیت کو پڑھ کر گزار دی۔
إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
اے اللہ! اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر مغفرت فرما دے تو عزت و حکمت والا ہے
سعید بن جبیر نے ایک رات اس آیت کو پڑھ کر صبح کر دی۔
وَأَمَّا زُورَ الْيَوْمِ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ

او مجرمو! آج قیامت کے دن فرمانبرداروں سے الگ ہو جاؤ
(۵) جن آیات کی تلاوت کر رہا ہے دل کو ان کے تابع بنادے۔ مثلاً اگر آیت رحمت زبان پر ہے۔ دل سرور محض بن جائے اور آیت عذاب اگر آگئی ہے تو دل لرز جائے۔
(۶) کانوں کو اس درجہ متوجہ بنادے کہ گویا خود حق سبحانہ و تقدس کلام فرما رہے ہیں اور یہ سن رہا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ محض اپنے لطف و کرم سے مجھے بھی ان آداب کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمہیں بھی۔

حفظ قرآن کا حکم

مسئلہ: اتنے قرآن شریف کا حفظ کرنا جس سے نماز ادا ہو جائے ہر شخص پر فرض ہے۔ اور تمام کلام پاک کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر کوئی بھی العیاذ باللہ حافظ نہ رہے تو تمام مسلمان گناہ گار ہیں بلکہ زرکشی سے ملا علی قاریؒ نے نقل کیا ہے کہ جس شہر یا گاؤں میں کوئی قرآن پاک پڑھنے والا نہ ہوتا سب گناہ گار ہیں اس زمانہ ضلالت و جہالت میں جہاں ہم مسلمانوں میں اور بہت سے دینی امور میں گمراہی پھیل رہی ہے۔ وہاں ایک عام آوازہ یہ بھی ہے کہ قرآن شریف کے حفظ کرنے کو فضول سمجھا جا رہا ہے۔ اس کے الفاظ رٹنے کو حماقت بتلایا جاتا ہے۔ اس کے الفاظ یاد کرنے کو دماغ سوزی اور تھسج اوقات کہا جاتا ہے۔ اگر ہماری بددینی کی یہی ایک وبا ہوتی تو اس پر کچھ تفصیل سے لکھا جاتا مگر یہاں ہر ادا مرض ہے اور ہر خیال باطل ہی کی طرف کھینچتا ہے اس لئے کس کس چیز کو روئے اور کس کس کا شکوہ کیجئے۔

دعا کیجئے

اے اللہ ہمیں قرآن کریم کے تمام ظاہری و باطنی آداب کا خیال رکھتے ہوئے تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

سب سے بہتر شخص

عن عثمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ
 تَنْجِيحًا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ
 شخص ہے جو قرآن شریف سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری شریف)

ہولناک دن میں عرش کے سایہ کے نیچے رہیں گے ان لوگوں کو بھی
 شمار کیا ہے جو مسلمانوں کے بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے ہیں
 نیز ان لوگوں کو بھی شمار کیا ہے جو بچپن میں قرآن شریف سیکھتے ہیں
 اور بڑے ہو کر اس کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں۔

تلاوت پر انعام خداوندی

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
 منقول ہے کہ حق سبحانہ و تقدس کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو
 قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں
 مانگنے کی فرصت نہیں ملتی میں اُس کو سب دعائیں مانگنے والوں
 سے زیادہ عطا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ شانہ کے کلام کو سب
 کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ خود حق تعالیٰ شانہ کو
 تمام مخلوق پر یعنی جس شخص کو قرآن پاک کے یاد کرنے یا جاننے
 اور سمجھنے میں اس درجہ مشغولی ہے کہ کسی دوسری دعا وغیرہ کے
 مانگنے کا وقت نہیں ملتا، میں دُعا مانگنے والوں کے مانگنے سے بھی
 افضل چیز اس کو عطا کروں گا۔ دنیا کا مشاہدہ ہے کہ جب کوئی
 شخص شیرینی وغیرہ تقسیم کر رہا ہو اور کوئی مٹھائی لینے والا اس
 کے ہی کام میں مشغول ہو اور اس کی وجہ سے نہ آسکتا ہو تو یقیناً
 اس کا حصہ پہلے ہی نکال لیا جاتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں
 اسی موقع پر مذکور ہے کہ میں اس کو شکر گزار بندوں کے ثواب
 سے افضل ثواب عطا کروں گا۔

تشریح: اکثر کتب میں یہ روایت واؤ کے ساتھ ہے جس
 کا ترجمہ لکھا گیا۔ اس صورت میں فضیلت اُس شخص کے لئے جو
 کلام پاک سیکھے اور اس کے بعد دوسروں کو سکھائے۔ لیکن بعض
 کتب میں یہ روایت او کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ اس صورت
 میں بہتری اور فضیلت عام ہوگی کہ خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے
 دونوں کے لئے مستقل خیر و بہتری ہے۔

کلام پاک چونکہ اصل دین ہے اُس کی بقاء و اشاعت پر ہی
 دین کا مدار ہے۔ اس لئے اس کے سیکھنے اور سکھانے کا افضل ہونا
 ظاہر ہے کسی توضیح کا محتاج نہیں البتہ اس کی انواع مختلف ہیں۔
 کمال اس کا یہ ہے کہ مطالب و مقاصد سمیت سیکھے اور ادنیٰ درجہ اس کا
 یہ ہے کہ فقط الفاظ سیکھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا
 دوسرا ارشاد حدیث مذکور کی تائید کرتا ہے جو سعید بن سلیم رضی اللہ عنہ
 سے مرسل منقول ہے کہ جو شخص قرآن شریف کو حاصل کر لے اور
 پھر کسی دوسرے شخص کو جو کوئی اور چیز عطا کیا گیا ہو اپنے سے افضل
 سمجھے تو اُس نے حق تعالیٰ شانہ کے اس انعام کی جو اپنے کلام پاک
 کی وجہ سے اس پر فرمایا ہے۔ تحقیر کی ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ
 جب کلام الہی سب کلاموں سے افضل ہے جیسا کہ مستقل احادیث
 میں آنے والا ہے تو اس کا پڑھنا پڑھانا یقیناً سب چیزوں سے افضل
 ہونا ہی چاہیے۔ ایک دوسری حدیث سے ملا علی قاریؒ نے نقل کیا
 ہے کہ جس شخص نے کلام پاک کو حاصل کر لیا اُس نے علوم نبوت کو
 اپنی پیشانی میں جمع کر لیا۔ سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ
 سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اس کے کلام پاک کی محبت قلب میں
 ہو۔ شرح احياء میں ان لوگوں کی فہرست میں جو قیامت کے

دو تین یا چار آیات سیکھنے کا اجر

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ہم لوگ صفہ میں بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ علی الصبح بازارِ بطحان یا عقیق میں جاوے اور دو اونٹنیاں عمدہ سے عمدہ بلا کسی قسم کے گناہ اور قطع رحمی کے پکڑ لائے صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کو تو ہم میں سے ہر شخص پسند کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسجد میں جا کر دو آیتوں کا پڑھنا یا پڑھا دینا۔ دو اونٹنیوں سے اور تین آیات کا تین اونٹنیوں سے اسی طرح کا چار کا چار سے افضل ہے اور انکے برابر اونٹوں سے افضل ہے۔ صفہ: مسجد نبوی میں ایک خاص معین چبوترہ کا نام ہے جو فقراء مہاجرین کی نشست گاہ تھی۔ اصحاب صفہؓ کی تعداد مختلف اوقات میں کم و بیش ہوتی رہتی تھی۔ علامہ سیوطیؒ نے ایک سو ایک نام گنوائے ہیں۔ اور مستقل رسالہ ان کے اسماء گرامی میں تصنیف کیا ہے۔ بطحان اور عقیق مدینہ طیبہ کے پاس دو جگہ ہیں۔ جہاں اونٹوں کا بازار لگتا تھا۔ عرب کے نزدیک اونٹ نہایت پسندیدہ چیز تھی۔ بالخصوص وہ اونٹنی جس کا کوہان فرہ ہو۔ بغیر گناہ کا مطلب یہ ہے کہ بے محنت چیز اکٹرا چھین کر کسی سے لی جاتی ہے یا یہ کہ میراث وغیرہ میں کسی رشتہ دار کے مال پر قبضہ کر لے یا کسی کا مال چُرالے۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کی نفی فرمادی کہ بالکل بلا مشقت اور بدوں کسی گناہ کے حاصل کر لینا جس قدر پسندیدہ ہے۔ اس سے زیادہ بہتر و افضل ہے چند آیات کا حاصل کر لینا اور یہ یقینی امر ہے کہ ایک دو اونٹ درکنار ہفت اقلیم کی سلطنت بھی اگر کسی کو مل جاوے تو کیا آج نہیں تو کل موت اس سے جبراً جد کر دے گی۔ لیکن ایک آیت کا اجر ہمیشہ کے لئے ساتھ رہنے والی چیز ہے۔ دنیا ہی میں دیکھ لیجئے کہ آپ کسی شخص کو ایک روپیہ عطا فرمادیتے تھے اس کی اس کو مسرت ہوگی

بمقابلہ اس کے کہ ایک ہزار روپیہ اس کے حوالے کر دیں کہ اس کو اپنے پاس رکھ لے میں ابھی واپس آ کر لے لوں گا کہ اس صورت میں بجز اس پر بار امانت کے اور کوئی فائدہ اس کو حاصل نہیں ہوگا۔ حقیقت اس حدیث شریف میں فانی و باقی کے تقابل پر تنبیہ بھی مقصود ہے کہ آدمی اپنی حرکت سکون پر غور کرے کہ کسی فانی چیز پر اس کو ضائع کر رہا ہوں یا باقی رہنے والی چیز پر اور پھر حسرت ہے ان اوقات پر جو باقی رہنے والا وبال کماتے ہوں۔

اونٹوں سے افضل ہونے کا مطلب:

حدیث کا اخیر جملہ اور ان کے برابر اونٹوں سے افضل ہے۔ تین مطالب کا محتمل ہے اول یہ کہ چار کے عدد تک بالتفصیل ارشاد فرمایا اور اس کے مافوق کو اجمالاً فرمادیا کہ جس قدر آیات کوئی شخص حاصل کرے گا اس کے بقدر اونٹوں سے افضل ہے۔ اس صورت میں اونٹوں سے جنس مراد ہے خواہ اونٹ ہوں یا اونٹنیاں۔ اور بیان ہے چار سے زیادہ کا اس لئے کہ چار تک کا ذکر خود تصریحاً مذکور ہو چکا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ انہیں اعداد کا ذکر ہے جو پہلے مذکور ہو چکے اور مطلب یہ ہے کہ رغبات مختلف ہوا کرتی ہیں۔ کسی کو اونٹنی پسند ہے تو کوئی اونٹ کا گرویدہ ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لفظ سے یہ ارشاد فرمادیا کہ ہر آیت ایک اونٹنی سے بھی افضل ہے اور اگر کوئی شخص اونٹ سے محبت رکھتا ہو تو ایک آیت ایک اونٹ سے بھی افضل ہے تیسرا مطلب یہ ہے کہ یہ بیان انہی اعداد کا ہے جو پہلے ذکر کئے گئے چار سے زائد کا نہیں ہے۔ مگر دوسرے مطلب میں جو تقریر گزری کہ ایک اونٹنی یا ایک اونٹ سے افضل ہے یہ نہیں بلکہ مجموعہ مراد ہے کہ ایک آیت ایک اونٹ اور ایک اونٹنی دونوں کے مجموعہ سے افضل ہے۔ اسی طرح ہر آیت اپنے موافق عدد اونٹنی اور اونٹ دونوں کے مجموعے سے افضل ہے تو گویا فی آیت کا مقابلہ ایک جوڑا سے ہوا۔ بعض علماء نے اسی

مطلب کو پسند فرمایا ہے کہ اس میں فضیلت کی زیادتی ہے۔ اگرچہ یہ مراد نہیں کہ ایک آیت کا اجر ایک اونٹ یا دو اونٹ کا مقابلہ کر سکتا ہے یہ صرف تنبیہ اور تمثیل ہے۔ ایک آیت جس کا ثواب دائمی اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ ہفت اقلیم کی بادشاہت سے جو فنا ہو جانے والی ہے افضل اور بہتر ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ کے بعض تجارت پیشہ احباب نے اُن سے درخواست کی کہ جہاز سے اُترنے کے وقت حضرت جدہ تشریف فرما ہوں تا کہ جناب کی برکت سے ہمارے مال میں نفع ہو اور مقصود یہ تھا کہ تجارت کے منافع سے حضرت کے بعض خدام کو کچھ نفع حاصل ہو۔ اول تو حضرت نے عذر فرمایا مگر جب انہوں نے اصرار کیا تو حضرت نے دریافت فرمایا کہ تمہیں زائد سے زائد جو نفع مال تجارت میں ہوتا ہے وہ کیا مقدار ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ مختلف ہوتا ہے زائد سے زائد ایک کے دو ہو جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس قلیل نفع کے لئے اس قدر مشقت اٹھاتے ہو۔ اتنی سی بات کے لئے ہم حرم محترم کی نماز کیسے چھوڑ دیں جہاں ایک کے لاکھ ملتے ہیں۔ ”در حقیقت مسلمانوں کے غور کرنے کی جگہ ہے کہ وہ ذرا سی دنیوی متاع کی خاطر کس قدر دینی منافع کو قربان کر دیتے ہیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے حفاظ

سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کہ جب آپ یہ سوچ لیں کہ آپ کے سینہ میں اللہ کا کلام ہے تو پھر آپ میں جو کم درجہ کی باتیں ہیں، کوئی بھی گناہ، کوئی بھی گراوٹ کی بات، کوئی بھی سو قیانہ اور اوجھی حرکت، جیسے مال کی محبت، عہدہ کی محبت اور تراویح کا تھوڑا تھوڑا معاوضہ لینا یہ ساری چیزیں آپ کی نظر سے ایسی گر جائیں کہ اگر آپ اپنی حیثیت پہچان لیں، جس طرح سے وہ شخص جس نے صاف کہہ دیا کہ میں تمہیں نہیں جانتا کہ تم نے کب امانت رکھوائی؟ پھر اقرار کر لیا کہ ہاں! ہاں! تم نے امانت رکھوائی تھی اور پھر دے دیا، اسی طرح سے آپ یہ سمجھ لیں کہ آپ کے پاس کیا دولت ہے تو پھر کبھی کسی گناہ کی طرف، کبھی کسی ادنیٰ کام کی طرف، کبھی کسی پست خیالی کی طرف آپ کا ذہن نہیں جاسکتا۔

اے حفاظ قرآن!

تمہارے سینہ میں علم اعظم ہے

بس آپ یہ سمجھ لیں کہ آپ کے سینہ میں کیا ہے۔

برخود نظر کشاز تہی دامنی مرغ

در سینہ تو ماہ تمامے نہادہ اند

شاعر نے تو چاند کو خطاب کر کے کہا، کہ ہلال جب

باریک ہوتا ہے تو بے چارہ حقیر معلوم ہوتا ہے تب اپنے اوپر

اپنے مستقبل پر نظر ڈالو اپنی تہی دامنی پر رنج نہ کرو کہ تو خالی ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ ہمارے سینوں کو قرآن مجید سے منور فرما دیجئے اور قرآن مجید کے انوار و برکات سے ہمارے

گھروں، محلوں، شہروں اور ملکوں کو منور فرما دیجئے آمین وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

قرآن کے ماہر اور اٹکنے والے کا اجر

عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الماہر بالقرآن
تسبیحاً: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے
کہ قرآن کا ماہر ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو میرٹھی ہیں اور نیک کار ہیں اور۔ جو شخص قرآن شریف کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے
اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دو ہزار اجر ہے۔

تشریح: قرآن شریف کا ماہر وہ کہلاتا ہے جس کو یاد بھی
خوب ہو اور پڑھتا بھی خوب ہو اور اگر معانی و مراد پر بھی قادر ہو تو
پھر کیا کہنا۔ ملائکہ کے ساتھ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی
قرآن شریف کے لوح محفوظ سے نقل کر نیوالے ہیں اور یہ بھی
اس کا نقل کر نیوالا اور پہنچانے والا ہے تو گویا دونوں ایک ہی
مسک پر ہیں یا یہ کہ حشر میں ان کے ساتھ اجتماع ہوگا۔ اٹکنے
والے کو دو ہزار اجر ایک اس کی قراءت کا دوسرا اس کی اس
مشقت کا جو اس بار بار کے اٹکنے کی وجہ سے برداشت کرتا ہے۔
لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ اس ماہر سے بڑھ جاوے۔ ماہر
کے لئے جو فضیلت ارشاد فرمائی گئی ہے وہ اس سے بہت بڑھ کر
ہے کہ مخصوص ملائکہ کے ساتھ اس کا اجتماع فرمایا ہے بلکہ مقصود یہ
ہے کہ اس کے اٹکنے کی وجہ سے اس مشقت کا اجر مستقل ملے گا۔
لہذا اس عذر کی وجہ سے کسی کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ ملا علی قاریؒ
نے طبرانی اور بیہقی کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن
شریف پڑھتا ہے اور وہ یاد نہیں ہوتا تو اس کے لئے دو ہزار اجر
ہے اور جو اس کی یاد کرنے کی تمنا کرتا رہے لیکن یاد کرنے کی
طاقت نہیں رکھتا مگر وہ پڑھنا بھی نہیں چھوڑتا تو حق تعالیٰ شانہ
اس کا حفاظ ہی کے ساتھ حشر فرمائیں گے۔

دو شخص جن پر حسد جائز ہے

ابن عمرؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد منقول

ہے کہ حسد دو شخصوں کے سوا کسی پر جائز نہیں۔ ایک وہ جس کو حق
تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ دن
رات اس میں مشغول رہتا ہے۔ دوسرے وہ جس کو حق سبحانہ نے
مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہے۔
قرآن شریف کی آیات اور احادیث کثیرہ کے عموم سے حسد
کی بُرائی اور ناجائز ہونا مطلقاً معلوم ہوتا ہے۔ اس حدیث شریف
سے دو آدمیوں کے بارے میں جواز معلوم ہوتا ہے چونکہ وہ
روایات زیادہ مشہور و کثیر ہیں اس لئے علماء نے اس حدیث کے
دو مطلب ارشاد فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ حسد اس حدیث شریف
میں رشک کے معنی میں ہے جس کو عربی میں غبطہ کہتے ہیں۔ حسد
اور غبطہ میں یہ فرق ہے کہ حسد میں کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر
یہ آرزو ہوتی ہے کہ اس کے پاس یہ نعمت نہ رہے خواہ اپنے پاس
حاصل ہو یا نہ ہو اور رشک میں اپنے پاس اس کے حصول کی تمنا و
آرزو ہوتی ہے عام ہے کہ دوسرے سے زائل ہو یا نہ ہو۔ چونکہ
حسد بالا جماع حرام ہے اس لئے علماء نے اس لفظ حسد کو مجازاً
غبطہ کے معنی میں ارشاد فرمایا ہے جو دنیوی امور میں مباح ہے اور
دینی امور میں مستحب۔ دوسرا مطلب یہ بھی ممکن ہے کہ بسا اوقات
کلام علی سبیل الفرض والتقدیر مستعمل ہوتا ہے یعنی اگر حسد جائز
ہوتا تو یہ دو چیزیں ایسی تھیں کہ ان میں جائز ہوتا۔

قرآن پڑھنے والوں کی مثالیں

ابوموسیٰؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اس کی مثال ترنج کی سی ہے اس کی خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے اور مزہ بھی لذیذ اور جو مومن قرآن شریف نہ پڑھے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ خوشبو کچھ نہیں مگر مزہ شیریں ہوتا ہے اور جو منافق قرآن شریف نہیں پڑھتا اس کی مثال حنظل کے پھل کی سی ہے کہ مزہ کڑوا اور خوشبو کچھ نہیں اور جو منافق قرآن شریف پڑھتا ہے اس کی مثال خوشبودار مٹھول کی سی ہے کہ خوشبو عمدہ اور مزہ کڑوا۔

مقصود اس حدیث میں غیر محسوس شے کو محسوس کے ساتھ تشبیہ دینا ہے تاکہ ذہن میں فرق کلام پاک کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں سہولت سے آ جاوے ورنہ ظاہر ہے کہ کلام پاک کی تلاوت و مہک سے کیا نسبت ترنج و کھجور کو اگرچہ ان اشیاء کے ساتھ تشبیہ میں خاص نکات بھی ہیں جو علوم نبویہ سے تعلق رکھتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی وسعت کی طرف مشیر ہیں۔ مثلاً ترنج ہی کو لے لیجئے منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے، معدہ کو صاف کرتا ہے، ہضم میں قوت دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ منافع ایسے ہیں کہ قراءت قرآن شریف کے ساتھ خاص مناسبت رکھتے ہیں مثلاً منہ کا خوشبودار ہونا، باطن کا صاف کرنا، روحانیت میں قوت پیدا کرنا۔ یہ منافع تلاوت میں ہیں جو پہلے منافع کے ساتھ بہت ہی مشابہت رکھتے ہیں۔ ایک خاص اثر ترنج میں یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ جس گھر میں ترنج ہو وہاں جن نہیں جاسکتا۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر کلام پاک کے ساتھ خاص مشابہت ہے بعض اطباء سے میں نے سنا ہے کہ ترنج سے حافظہ بھی قوی ہوتا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے احیاء میں نقل کیا ہے کہ تین چیزیں حافظہ کو بڑھاتی ہیں۔ ۱۔ مسواک

اور ۲۔ روزہ اور ۳۔ تلاوت کلام اللہ شریف کی۔

ابوداؤد کی روایت میں اس حدیث کے ختم پر ایک اور مضمون نہایت ہی مفید ہے کہ بہتر ہم نشین کی مثال مشک والے آدمی کی سی ہے اگر تجھے مشک نہ مل سکا تو اس کی خوشبو تو کہیں گئی نہیں اور بدتر ہم نشین کی مثال آگ کی بھٹی والے کی طرح سے ہے کہ اگر سیاہی نہ پہنچے تب بھی دھواں تو کہیں گیا ہی نہیں نہایت ہی اہم بات ہے۔ آدمی کو اپنے ہم نشینوں پر بھی نظر کرنا چاہیے۔ کہ کس قسم کے لوگوں میں ہر وقت نشست و برخاست ہے۔

عزت و ذلت کی بنیاد

حضرت عمرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ اس کتاب یعنی قرآن پاک کی وجہ سے کتنے ہی لوگوں کو بلند مرتبہ کرتا ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔ یعنی جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں، عمل کرتے ہیں، حق تعالیٰ شانہ اُن کو دنیا و آخرت میں رفعت و عزت عطا فرماتے ہیں اور جو لوگ اس پر عمل نہیں کرتے حق سبحانہ و تقدس اُن کو ذلیل کرتے ہیں کلام اللہ شریف کی آیات سے بھی یہ مضمون ثابت ہوتا ہے ایک جگہ ارشاد ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوا سُلُوْسًا مِّنْهُنَّ لَّا يَمْلِكُوْنَ شَيْءًا وَلَا يَضُرُّوْنَ نَفْسًا وَّاهِدَةً مِّنْهُمْ وَلَا يَقْنَطُوْنَ اَنْ يُغْلِبُوْا فِىْ حَرْبٍ وَّلَا يَخَافُوْنَ اِلٰهًا غَيْرَ اِلٰهِهِمْ هَٰؤُلَاءِ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فَاسِقِيْنَ

شانہ اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَنَزَّلْنَا مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿١٠﴾ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ اس امت کے بہت سے منافق قاری ہوں گے۔ بعض مشائخ سے احیاء میں نقل کیا ہے کہ بندہ ایک سورت کلام پاک کی شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ فارغ ہو اور دوسرا شخص ایک سورۃ شروع کرتا ہے تو ملائکہ اس کے ختم

تک اس پر لعنت کرتے ہیں۔ بعض علماء سے منقول ہے کہ آدمی تلاوت کرتا ہے اور خود اپنے اوپر لعنت کرتا ہے اور اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ قرآن شریف میں پڑھتا ہے **لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ** اور خود ظالم ہونے کی وجہ سے اس وعید میں داخل ہوتا ہے اسی طرح پڑھتا ہے۔ **لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَذِبِينَ** اور خود جھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کا مستحق ہوتا ہے۔

مکہ مکرمہ کا ناظم جنگلات

عامر بن واثلہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے نافع بن عبد الحارثؓ کو مکہ مکرمہ کا حاکم بنا رکھا تھا۔ اُن سے ایک دفعہ دریافت فرمایا کہ جنگلات کا ناظم کس کو مقرر کر رکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ابن ابزی رضی اللہ عنہ کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ ابن ابزیؓ کون شخص ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارا ایک غلام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعتراض فرمایا کہ غلام کو امیر کیوں بنادیا۔ انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کلام کی بدولت بہت سے لوگوں کے رفع درجات فرماتے ہیں اور بہت سوں کو پست کرتے ہیں۔

سلوک کا آخری درجہ

سلوک کا آخری درجہ قرآن ہے اور نوافل میں قرآن مجید پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے جب سالک تمام مقامات طے کر لیتا

ہے جو ذکر سے طے ہوتے ہیں اس کے بعد جو آخری درجہ ہے قرب الہی کا وہ کلام الہی کی کثرت تلاوت سے حاصل ہوتا ہے حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی فرماتے ہیں کہ جو قرب قراءت کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اس قرب کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اور یہ قرب استحضار سے عظمت سے اور ثواب کے یقین سے حاصل ہوتا ہے پڑھتے جائے اور یقین کرتے جائے کہ ثواب مل رہا ہے ہر حرف پر دس نیکیاں مل رہی ہیں اس کا شوق آپ کے دل میں زیادہ ہونا چاہیے جتنا زیادہ پڑھیں گے اتنی زیادہ نیکیاں ملیں گی بس بھائیو! اگر اپنے اندر یہ صفت پیدا کر لیں تو قرآن مجید کی تلاوت میں روح پیدا ہو جائے۔

قرآن کو بطور پیشہ پڑھنا گناہ ہے

اور اگر اس کو پیشہ بنائیں تو اس سے بہت اچھا ہے کہ دنیا کو آدمی ذریعہ بنائے کسب معاش کا قیامت کے دن وہ لوگ جو حلال روزی حاصل کرتے تھے اور جائز طریقوں سے کاروبار کرتے تھے ان دنیا دار قاریوں حافظ اور عالموں سے بدرجہا آگے ہوں گے جنہوں دین کو ذریعہ بنا لیا تھا اپنا پیٹ بھرنے کا اور دنیا کمانے کا تاجروں میں بکثرت اولیاء اللہ نکلے ہیں جو سمجھتے تھے ہم دنیا دار ہیں صرف بچوں کے پالنے اور اپنا پیٹ پالنے کے لئے ایک دھندہ کیا ہے اور اس میں ذکر کرتے تھے نماز پڑھتے تھے ڈرتے رہتے تھے استغفار کرتے رہتے تھے وہ کئی عالموں اور حافظوں سے بڑھ کر نکلیں گے۔

دعا کیجئے

اے اللہ قرآن مجید کو ہماری دنیا و آخرت کا راہنما اور مونس فرما دیجئے اور ہمیں قدم قدم پر اس کی راہنمائی حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے کی توفیق عطا فرمائیے آمین **وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**

قرآن امانت اور صلہ رحمی کا مرتبہ

عن عبد الرحمن رضي الله عنه بن عوف عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ثلث تحت العرش يوم القيامة القرآن يحاج العباد له ظهر وبطن والامانة والرحم تنادي الامن وصلني وصله الله ومن قطعني قطعه الله (رواه في شرح السنة)

ترجمہ: عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہونگی ایک کلام پاک کہ جھگڑے گاہندوں سے قرآن پاک کے لئے ظاہر ہے اور باطن دوسری چیز امانت ہے اور تیسری رشتہ داری جو پکارے گی کہ جس شخص نے مجھ کو جوڑا اللہ اس کو اپنی رحمت سے ملادے اور جس نے مجھ کو توڑا اللہ اپنی رحمت سے اُس کو جدا کر دے۔ ان چیزوں کے عرش کے نیچے ہونے سے مقصود ان کا کمال قُرب ہے یعنی حق سبحانہ و تقدس کے عالی دربار میں بہت ہی قریب ہونگی۔

قرآن کریم کا جھگڑا

تشریح: کلام اللہ شریف کے جھگڑنے کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس کی رعایت کی اس کا حق ادا کیا اس پر عمل کیا اُن کی طرف سے دربار حق سبحانہ میں جھگڑیگا اور شفاعت کریگا ان کے درجے بلند کرائیگا۔ ملا علی قاریؒ نے بروایت ترمذی نقل کیا ہے کہ قرآن شریف بارگاہ الہی میں عرض کریگا کہ اس کو جوڑا مرحمت فرمائیں تو حق تعالیٰ شانہ کرامت کا تاج مرحمت فرمادیں گے۔ پھر وہ زیادتی کی درخواست کریگا تو حق تعالیٰ شانہ اکرام کا پورا جوڑا مرحمت فرمادیں گے پھر وہ درخواست کریگا کہ یا اللہ آپ اس شخص سے راضی ہو جائیں تو حق سبحانہ و تقدس اس سے رضا کا اظہار فرمادیں گے۔ اور جب کہ دنیا میں محبوب کی رضا سے بڑھ کر کوئی بھی بڑی سے بڑی نعمت نہیں ہوتی تو آخرت میں محبوب کی رضا کا مقابلہ کون سی نعمت کر سکتی ہے اور جن لوگوں نے اس کی حق تلفی کی ہے اُن سے اس بارے میں مطالبہ کرے گا کہ میری کیا رعایت کی میرا کیا حق ادا کیا۔ شرح

احیاء میں امام صاحبؒ سے نقل کیا ہے کہ سال میں دو مرتبہ ختم کرنا قرآن شریف کا حق ہے۔ اب وہ حضرات جو کبھی بھول کر بھی تلاوت نہیں کرتے ذرا غور فرمائیں کہ اس قوی مقابل کے سامنے کیا جواب دہی کریں گے۔ موت بہر حال آنے والی چیز ہے اس سے کسی طرح مفر نہیں۔ قرآن شریف کے ظاہر اور باطن ہونے کا مطلب ظاہر یہ ہے کہ ایک ظاہری معنی ہیں جن کو ہر شخص سمجھتا ہے اور ایک باطنی معنی ہیں جن کو ہر شخص نہیں سمجھتا جس کی طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد نے اشارہ کیا ہے کہ جو شخص قرآن پاک میں اپنی رائے سے کچھ کہے اگر وہ صحیح بھی ہو تب بھی اس شخص نے خطا کی۔ بعض مشائخ نے ظاہر سے مراد اس کے الفاظ فرمائے ہیں کہ جن کی تلاوت میں ہر شخص برابر ہے اور باطن سے مراد اس کے معنی اور مطالب ہیں جو حسب استعداد مختلف ہوتے ہیں۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر علم چاہتے ہو تو قرآن پاک کے معانی میں غور و فکر کرو کہ اس میں اولین و آخرین کا علم ہے مگر کلام پاک کے معنی کے لئے

جو شرائط و آداب ہیں ان کی رعایت ضروری ہے یہ نہیں کہ ہمارے زمانے کی طرح سے جو شخص عربی کے چند الفاظ کے معنی جان لے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بغیر کسی لفظ کے معنی جانے اردو ترجمے دیکھ کر اپنی رائے کو اس میں داخل کر دے۔

تفسیر قرآن سے محروم لوگ

کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی تفسیر تین شخصوں پر ظاہر نہیں ہوتی۔ اول وہ جو علوم عربیہ سے واقف نہ ہو۔ دوسرے وہ شخص جو کسی کبیرہ پر مصر نہ ہو یا بدعتی ہو کہ اس گناہ اور بدعت کی وجہ سے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے معرفت قرآن سے قاصر رہتا ہے۔ تیسرے وہ شخص کہ کسی اعتقادی مسئلہ میں ظاہر کا قائل ہو اور کلام اللہ شریف کی جو عبارت اس کے خلاف ہو اس سے طبیعت اچلتی ہو اس شخص کو بھی فہم قرآن سے حصہ نہیں ملتا۔ اللہم احفظنا منهم۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے

حفاظ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو یہ دولت قرآن عطا فرمائی ہے تو اس میں روح بھی خشیت بھی اور تقویٰ بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور یہ بات بغیر صحبت کے اور بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوتی، قرآن مجید کے یاد کرنے میں آپ نے جتنی محنت کی ہے اب اس یاد میں جان ڈالنے اور موزونیت پیدا کرنے کے لئے بھی آپ کو محنت کرنی چاہئے، اگر آپ نے قرآن مجید

کے یاد کرنے میں دو برس لگائے تو سچی بات یہ ہے کہ اس میں چار برس لگائے اس لئے کہ وہ تو الفاظ ہیں جس کو کافر و مومن سب پڑھ سکتے ہیں اور بے شک کافر کو یاد ہونا مشکل ہے، لیکن یاد ہوتا ہے اب بھی مصر و شام میں کتنے غیر مسلم ایسے ہیں جن کو قرآن مجید یاد ہے۔ المنجد کا مصنف جو عیسائی تھا وہ حافظ تھا، تو معانی قرآن علوم قرآن اور قرآن مجید کو دل میں راسخ کرنے کے لئے اپنے اخلاق کو صحیح کرنے کے لئے آپ کو وقت لگانے اور محنت کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کے ساتھ ایک گاڑی میں بیٹھا ہوا جا رہا تھا میں نے عرض کیا کہ حضرت اس سفر میں قرآن مجید میں جو بات حاصل ہوتی ہے اور سمجھ میں آتی ہے وہ گھر پر نہیں آتی، تو حضرت بہت خوش ہوئے اور دوسروں کو مخاطب کیا کہ دیکھو مولانا کیا کہہ رہے ہیں؟ یہی سچی بات ہے۔ میدان جہاد میں جن لوگوں نے قرآن مجید کو سمجھا تھا۔ اور خدمت کے میدانوں میں جنہوں نے قرآن مجید کو سمجھا تھا اور محنت کے میدانوں میں جنہوں نے قرآن مجید کو سمجھا تھا، ان کی سمجھ تو ہمارے یہاں قرآن مجید پڑھنے سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے مجاہدہ کی ضرورت ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو قرآن مجید کی تعظیم کرنے کی اس پر عمل کرنے کی، اور اس کا لطف لینے کی اور اس سے قرب حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دعا کیجئے

اے اللہ قرآن مجید کو ہماری دنیا و آخرت کا راہنما اور مولس فرما دیجئے اور ہمیں قدم قدم پر اس کی راہنمائی حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حافظ قرآن کا درجہ

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقال لصاحب القرآن اقرأ وارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلک عند اخرایۃ تقرأھا (رواہ احمد)

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے (کہ قیامت کے دن) صاحب قرآن سے کہا جاوے گا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا۔ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا۔ بس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہنچے۔

تشریح: صاحب قرآن سے بظاہر حافظ مراد ہے اور ملا علی قاریؒ نے بڑی تفصیل سے اُس کو واضح کیا ہے کہ یہ فضیلت حافظ ہی کے لئے ہے۔ ناظرہ خواں اس میں داخل نہیں۔ اول اس وجہ سے کہ صاحب قرآن کا لفظ بھی اسی طرف مشیر ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ مسند احمد کی روایت میں ہے۔ (یہاں تک کہ پڑھے جو کچھ قرآن شریف اس کے ساتھ ہے) یہ لفظ اس امر میں زیادہ ظاہر ہے کہ اس سے حافظ مراد ہے۔ اگرچہ محتمل وہ ناظرہ خواں بھی ہے جو کہ قرآن شریف بہت کثرت کے ساتھ پڑھتا ہو۔ مرقاۃ میں لکھا ہے وہ پڑھنے والا مراد نہیں جس کو قرآن لعنت کرتا ہو۔ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ وہ قرآن کو پڑھتے ہیں اور قرآن ان کو لعنت کرتا ہے۔ اس لئے اگر کسی شخص کے عقائد وغیرہ درست نہ ہوں تو قرآن شریف کے پڑھنے سے اس کی مقبولیت پر استدلال نہیں ہو سکتا۔ خوارج کے بارے میں بکثرت اس قسم کی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

ترتیل قرآن کیا ہے

ترتیل کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ ترتیل لغت میں صاف اور واضح

طور پر پڑھنے کو کہتے ہیں اور شرع شریف میں کئی چیز کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرنے کو کہتے ہیں۔ اول حرفوں کو صحیح نکالنا یعنی اپنے مخرج سے پڑھنا تاکہ طا کی جگہ تا اور ضاد کو جگہ ظانہ نکلے۔ دوسرے وقوف کی جگہ پر اچھی طرح سے ٹھہرنا تاکہ وصل اور قطع کلام کا بے محل نہ ہو جاوے تیسرے حرکتوں میں اشباع کرنا یعنی زبر زیر پیش کو اچھی طرح سے ظاہر کرنا۔ چوتھے آواز کو تھوڑا سا بلند کرنا تاکہ کلام پاک کے الفاظ زبان سے نکل کر کانوں تک پہنچیں اور وہاں سے دل پر اثر کریں پانچویں آواز کو ایسی طرح سے درست کرنا کہ اس میں درد پیدا ہو جاوے اور دل پر جلدی اثر کرے کہ درد والی آواز دل پر جلدی اثر کرتی ہے اور اس سے روح کو قوت اور تاثر زیادہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اطباء نے کہا ہے کہ جس دوا کا اثر دل پر پہنچانا ہو اس کو خوشبو میں ملا کر دیا جائے کہ دل اس کو جلدی کھینچتا ہے اور جس دوا کا اثر جگر میں پہنچانا ہو اس کو شیرینی میں ملایا جائے کہ جگر مٹھائی کا جاذب ہے اسی وجہ سے بندہ کے نزدیک اگر تلاوت کے وقت خوشبو کا خاص استعمال کیا جاوے تو دل پر تاثیر میں زیادہ تقویت ہوگی۔ چھٹے تشدید اور مد کو اچھی طرح ظاہر کیا جاوے کہ اس کے اظہار سے کلام پاک میں عظمت ظاہر ہوتی ہے اور تاثیر میں اعانت ہوتی ہے۔ ساتویں آیات رحمت و عذاب کا حق ادا کرے جیسا کہ تمہید میں گذر چکا۔ یہ سات چیزیں ہیں جن کی رعایت ترتیل

کے اعلیٰ درجے پر پہنچے گا اور جو شخص کچھ حصہ پڑھا ہوا ہو گا وہ اس کی بقدر درجات پر پہنچے گا۔ بالجملة منتہائے ترقی منتہائے قراءت ہوگی۔ بندہ کے نزدیک حدیث بالا کا مطلب کچھ اور معلوم ہوتا ہے۔ فان كان صوابا فمن الله وان كان خطاء فمني ومن الشيطان والله ورسوله منه بريئان۔ اگر درست ہو تو حق تعالیٰ شانہ کی اعانت سے ہے اور اگر غلط ہو تو میری اپنی تقصیر سے ہے۔

حاصل اس مطلب کا یہ ہے کہ حدیث بالا سے درجات کی وہ ترقی مراد نہیں جو آیات کے لحاظ سے فی آیت ایک درجہ ہے اس ترقی میں ترتیل سے پڑھنے نہ پڑھنے کو بظاہر کوئی تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ جب ایک آیت پڑھی جائے ایک درجہ کی ترقی ہوگی عام ہے کہ ترتیل سے ہو یا بلا ترتیل۔ بلکہ اس حدیث میں بظاہر دوسری ترقی باعتبار کیفیت مراد ہے جس میں ترتیل سے پڑھنے نہ پڑھنے کو دخل ہے لہذا جس ترتیل سے دنیا میں پڑھتا تھا اسی ترتیل سے آخرت میں پڑھ سکے گا اور اسکے موافق درجات میں ترقی ہوتی رہے گی۔ ملا علی قاریؒ نے ایک حدیث سے نقل کیا ہے کہ اگر دنیا میں بکثرت تلاوت کرتا رہا تب تو اس وقت بھی یاد ہوگا ورنہ بھول جائے گا۔ اللہ جل شانہ اپنا فضل فرمادیں کہ ہم میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو والدین نے دینی شوق میں یاد کرا دیا تھا مگر وہ اپنی لاپرواہی اور بے توجہی سے دنیا ہی میں ضائع کر دیتے ہیں اور اس کے بالمقابل بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص قرآن پاک یاد کرتا ہوا اور اس میں محنت و مشقت برداشت کرتا ہوا مر جائے وہ حفاظ کی جماعت میں شمار ہوگا۔ حق تعالیٰ کے یہاں عطا میں کوئی کمی نہیں کوئی لینے والا ہو۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

کہلاتی ہے اور مقصود ان سب سے صرف ایک ہے یعنی کلام پاک کا فہم و تدبر۔ حضرت ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلام اللہ شریف کس طرح پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ سب حرکتوں کو بڑھاتے تھے۔ یعنی زیر زیر وغیرہ کو پورا نکالتے تھے اور ایک ایک حرف الگ الگ ظاہر ہوتا تھا۔ ترتیل سے تلاوت مستحب ہے اگرچہ معنی نہ سمجھتا ہو۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں ترتیل سے القارعة اور اذالزلزل پڑھوں یہ بہتر ہے اس سے کہ بلا ترتیل سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھوں۔

قرآنی آیات اور جنت کے درجات

شرح اور مشائخ کے نزدیک حدیث بالا کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کی ایک ایک آیت پڑھتا جا اور ایک ایک درجہ اوپر چڑھتا جا۔ اس لئے کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے درجات کلام اللہ شریف کی آیات کے برابر ہیں۔ لہذا جو شخص جتنی آیات کا ماہر ہوگا اتنے ہی درجے اوپر اس کا ٹھکانا ہوگا اور جو شخص تمام کلام پاک کا ماہر ہوگا وہ سب سے اوپر کے درجے میں ہوگا۔

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ قرآن پڑھنے والے سے اوپر کوئی درجہ نہیں پس قراء آیات کی بقدر ترقی کریں گے اور علامہ دائیؒ سے اہل فن کا اس پر اتفاق نقل کیا ہے کہ قرآن شریف کی آیات چھ ہزار (۶۰۰۰) ہیں لیکن اس کے بعد کی مقدار میں (یعنی تعداد میں) اختلاف ہے اور اتنے اقوال نقل کئے ہیں۔ ۲۰۴-۱۲-۱۹-۲۵-۳۶

شرح احیاء میں لکھا ہے کہ ہر آیت ایک درجہ ہے جنت میں پس قاری سے کہا جاوے گا کہ جنت کے درجات پر اپنی تلاوت کے بقدر چڑھتے جاؤ۔ جو شخص قرآن پاک تمام پورا کر لے گا وہ جنت

ایک حرف پر دس نیکیاں

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے اس کے لئے اس حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ملتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف، میم ایک حرف۔

مقصود یہ ہے کہ جیسے اور جملہ اعمال میں پورا عمل ایک شمار کیا جاتا ہے، کلام پاک میں ایسے نہیں بلکہ اجزائے عمل بھی پورے عمل شمار کئے جاتے ہیں اور اس لئے تلاوت کلام پاک میں ہر ہر حرف ایک ایک نیکی شمار کی جاتی ہے اور ہر نیکی پر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے (مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امْثَالِهَا) (جو شخص ایک نیکی لاوے اس کو دس نیکی کے بقدر اجر ملتا ہے) دس حصہ اجر کا وعدہ ہے اور یہ اقل درجہ ہے وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ (حق تعالیٰ شانہ جس کے لئے چاہتے ہیں اجر زیادہ فرمادیتے ہیں) ہر حرف کو مستقل نیکی شمار کرنے کی مثال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمادی کہ الم پورا ایک حرف شمار نہیں ہوگا، بلکہ الف، لام، میم علیحدہ علیحدہ حرف شمار کئے جائیں گے اور اس طرح پر الم کے مجموعہ پر تیس نیکیاں ہو گئیں۔

الم پر نوے نیکیاں

اس میں اختلاف ہے کہ الم سے سورہ بقرہ کا شروع مراد ہے یا اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ مراد ہے۔ اگر سورہ بقرہ کا شروع مراد ہے تو بظاہر مطلب یہ ہے کہ لکھے ہوئے حروف

کا اعتبار ہے لکھنے میں چونکہ وہ بھی تین ہی حروف لکھے جاتے ہیں اس لئے تیس نیکیاں ہوں گی اور اگر اس سے سورہ فیل کا شروع مراد ہے تو پھر سورہ بقرہ کے شروع میں جو الم ہے وہ نو حروف ہیں اس لئے اس کا اجر نوے نیکیاں ہو گئیں۔ بیہقی کی روایت میں ہے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ بسم اللہ ایک حرف ہے بلکہ ب، س، م، یعنی علیحدہ علیحدہ حروف مراد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

کی نصائح برائے حفاظ قرآن

حافظ قرآن کے لئے لائق و مناسب ہے کہ ان باتوں کو اپنا شعار بنالے کہ لوگ انہی باتوں کے ذریعہ اس کو پہچاننے لگیں۔ اول اس کی رات کی عبادت کے ذریعہ، جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ دوم اس کے دن کے (روزہ) ذریعہ جبکہ لوگ بے روزہ ہوں گے۔ سوم اس کے رنج و فکر آخرت کے ذریعہ جبکہ لوگ خوش ہو رہے ہوں گے۔ چہارم اس کے رونے کے ذریعہ جبکہ لوگ ہنس رہے ہوں گے۔ پنجم اس کی خاموشی کے ذریعہ جبکہ لوگ ادھر ادھر کی باتوں میں لگے ہوئے ہوں گے۔ ششم اس کی تواضع و نیاز مندی کے ذریعہ، جبکہ لوگ تکبر میں مبتلا ہوں۔ اور حافظ قرآن کے لئے لائق ہے۔ کہ رونے والا، غمگین، حکیم، بردبار، جاننے والا، پرسکون و باسکینت رہے اور حافظ قرآن کے لئے لائق نہیں کہ سخت دل اور غافل اور شور مچانے والا اور چلانے والا اور تیز مزاج ہو۔ (ابو نعیم)

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں تلاوت قرآن کی دولت نصیب فرمائیے اور اپنے فضل سے ان پر درج بالا نیکیاں ثمرات

و برکات مرتب فرما کر ہمیں دنیا و آخرت میں سُرخ رو فرمائیے۔ آمین وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

قرآن کے حافظ و عامل کے والدین کا اعزاز

عن معاذ الجہنی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قراء القرآن وعمل بما فیہ البس والداہ تاجا یوم القیمۃ ضوئہ احسن من ضوئ الشمس فی بیوت الدنیا لو كانت فیکم فما ظنکم بالذی عمل بهذا۔ (رواہ احمد وابوداؤد وصححہ الحاکم)

ترجمہ: معاذ جہنی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو۔ پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے متعلق جو خود عامل ہے۔

موانست کی طرف بھی اشارہ ہے اور اس طرف بھی کہ وہ اپنی ہوگی کہ آفتاب سے اگرچہ ہر شخص نفع اٹھاتا ہے لیکن اگر وہ کسی کو ہبہ کر دیا جائے تو اس کے لئے کس قدر افتخار کی چیز ہو۔

حاکم نے بریدہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کو ایک تاج پہنایا جاوے گا جو نور سے بنا ہوا ہوگا اور اس کے والدین کو ایسے دو جوڑے پہنائے جاویں گے کہ تمام دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ جوڑے کس صلہ میں ہیں تو ارشاد ہوگا کہ تمہارے بچے کے قرآن شریف پڑھنے کے عوض میں۔

حضرت انسؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف سکھلاوے اس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو شخص حفظ کرائے اس کو قیامت میں چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جاوے گا اور اس کے بیٹے سے کہا جاوے گا کہ پڑھنا شروع کر۔ جب بیٹا ایک آیت پڑھے گا۔ باپ کا ایک درجہ بلند کیا جاوے گا حتیٰ کہ اسی طرح تمام قرآن شریف پورا ہو۔

بچوں کو قرآن سے محروم رکھنے کا وبال
بچے کے قرآن شریف پڑھنے پر باپ کے لئے یہ فضائل ہیں

تشریح: یعنی قرآن پاک کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی برکت یہ ہے کہ اس پڑھنے والے کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جاوے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بہت زیادہ ہو اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو یعنی آفتاب اتنی دُور سے اس قدر روشنی پھیلاتا ہے اگر وہ گھر کے اندر آ جائے تو یقیناً بہت زیادہ روشنی اور چمک کا سبب ہوگا تو پڑھنے والے کے والدین کو جو تاج پہنایا جاوے گا۔ اس کی روشنی اس روشنی سے زیادہ ہوگی جس کو گھر میں طلوع ہونے والا آفتاب پھیلا رہا ہے اور جب کہ والدین کے لئے یہ ذخیرہ ہے تو خود پڑھنے والے کے اجر کا خود اندازہ کر لیا جاوے کہ کس قدر ہوگا کہ جب اس کے طفیلیوں کا یہ حال ہے تو خود اصل کا حال بدرجہا زیادہ ہوگا کہ والدین کو یہ اجر صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ وہ اس کے وجود یا تعلیم کا سبب ہوئے ہیں۔ آفتاب کے گھر میں ہونے سے جو تشبیہ دی گئی ہے اس میں علاوہ ازیں کہ قرب میں روشنی زیادہ محسوس ہوتی ہے ایک اور لطیف امر کی طرف بھی اشارہ ہے وہ یہ کہ جو چیز ہر وقت پاس رہتی ہے اس سے انس و الفت زیادہ ہوتی ہے اسلئے آفتاب کی دُوری کی وجہ سے جو اس سے بیگانگی ہے وہ ہر وقت کے قرب کی وجہ سے مُبدل بہ انس ہو جاوے گی تو اس صورت میں روشنی کے علاوہ اس کے ساتھ

آگ سے حفاظت

عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر رکھ دیا جاوے قرآن شریف کو کسی چمڑے میں پھر وہ آگ میں ڈال دیا جاوے تو نہ جلے۔

مشائخ حدیث اس روایت کے مطلب میں دو طرف گئے ہیں۔ بعض کے نزدیک چمڑے سے عام مراد ہے جس جانور کا ہو اور آگ سے دنیوی آگ مراد ہے اس صورت میں یہ مخصوص معجزہ ہے۔ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص تھا جیسا کہ اور انبیاء کے معجزے اُن کے زمانے کے ساتھ خاص ہوئے ہیں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ چمڑے سے مراد آدمی کا چمڑا ہے اور آگ سے جہنم۔ اس صورت میں یہ حکم عام ہوگا کسی زمانے کے ساتھ مخصوص نہ ہوگا یعنی جو شخص کہ حافظ قرآن ہوا اگر وہ کسی جرم میں جہنم میں ڈالا بھی جاویگا تو آگ اس پر اثر نہ کرے گی۔ ایک روایت میں مامستہ النار کا لفظ بھی آیا ہے یعنی آگ اسکو چھوئے گی بھی نہیں۔ ابوامامہ کی روایت جس کو شرح السنۃ سے ملا علی قاری نے نقل کیا ہے اس دوسرے معنی کی تائید کرتی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ قرآن شریف کو حفظ کیا کرو اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ اس قلب کو عذاب نہیں فرماتے جس میں کلام پاک محفوظ ہو۔ یہ حدیث اپنے مضمون میں صاف اور نص ہے۔ جو لوگ حفظ قرآن شریف کو فضول بتلاتے ہیں وہ خدا را ذرا ان فضائل پر بھی غور کریں کہ یہی ایک فضیلت ایسی ہے جس کی وجہ سے ہر شخص کو حفظ قرآن پر جان دینا چاہیے۔ اس لئے کون شخص ایسا ہوگا جس نے گناہ نہ کئے ہوں جس کی وجہ سے آگ کا مستحق نہ ہو۔

اور اسی پر بس نہیں دوسری بات بھی سن لیجئے کہ اگر خدا نخواستہ آپ نے اپنے بچے کو چار پیسے کے لالچ میں دین سے محروم رکھا تو یہ ہی نہیں کہ آپ اس لالچ میں دین سے محروم رہیں گے بلکہ اللہ کے یہاں آپ کو جواب دہی بھی کرنی پڑے گی آپ اس ڈر سے کہ یہ مولوی و حافظ پڑھنے کے بعد صرف مسجد کے ملانے اور نکلنے کے محتاج بن جاتے ہیں اس وجہ سے آپ اپنے لالچ سے بچنے کو اس سے بچاتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ اس سے آپ اسکو تو دائمی مصیبت میں گرفتار کر رہے ہیں مگر ساتھ ہی اپنے اوپر بھی بڑی سخت جواب دہی لے رہے ہیں حدیث کا ارشاد ہے۔

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ (الحدیث) ہر شخص سے اس کے ماتحتوں اور دست نگروں کا بھی سوال ہوگا کہ ان کو کس قدر دین سکھلایا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان عیوب سے آپ بچنے اور بچانے کی کوشش کیجئے۔ مگر جوؤں کے ڈر سے کپڑا نہ پہننا کوئی عقل کی بات نہیں البتہ اس کے صاف رکھنے کی ضرورت کوشش چاہیے۔ بالجملہ اگر آپ اپنے بچے کو دینداری کی صلاحیت سکھلائیں گے اپنی جواب دہی سے سبک دوش ہوں گے اور اس وقت تک وہ زندہ رہے جس قدر نیک اعمال کرے گا دُعا و استغفار آپ کے لئے کرے گا آپ کے لئے رفع درجات کا سبب بنے گا۔ لیکن دنیا کی خاطر چار پیسے کے لالچ سے آپ نے اس کو دین سے بے بہرہ رکھا تو یہی نہیں کہ خود آپ کو اپنی حرکت کا وبال بھگتنا پڑے گا جس قدر بداطواریاں فسق و فجور اس سے سرزد ہوں گے آپ کے نامہ اعمال بھی اس ذخیرہ سے خالی نہ رہیں گے۔ خدا را اپنے حال پر رحم کھائیں دنیا بہر حال گزر جانے والی چیز ہے اور موت ہر بڑی سے بڑی تکلیف کا خاتمہ ہے۔ لیکن جس تکلیف کے بعد موت بھی نہیں اس کا کوئی منتہا نہیں۔

دعا کیجئے: اے اللہ! ہمیں تلاوت قرآن کی دولت نصیب فرمائیے اور اپنے فضل سے ان پر درج بالا نیکیاں

ثمرات و برکات مرتب فرما کر ہمیں دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائیے۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قاری قرآن کو سفارش کا حق

عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قراء القرآن فاستظهرہ فاحل حلالہ وحرم حرامہ ادخلہ اللہ الجنة وشفعه فی عشرة من اهل بیتہ کلہم قد وجبت له النار (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قرآن پڑھا پھر اس کو حفظ یاد کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام حق تعالیٰ شانہ اسکو جنت میں داخل فرمادیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمادیں گے جن کیلئے جہنم واجب ہو چکی ہو۔

رہ سکیں۔ اللہ کا کس قدر انعام ہے اس شخص پر جس کے باپ چچا تائے دادا نانا ماموں سب ہی حافظ ہیں۔ اللہم زد فرد۔

تہجد میں قرآن پڑھنے والا

ابو ہریرہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن شریف کو سیکھو پھر اس کو پڑھو۔ اسلئے کہ جو شخص قرآن شریف سیکھتا ہے اور پڑھتا ہے اور تہجد میں اسکو پڑھتا رہتا ہے اسکی مثال اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہوئی ہو کہ اسکی خوشبو تمام مکان میں پھیلتی ہے اور جس شخص نے سیکھا اور پھر سو گیا اسکی مثال اس مشک کی تھیلی کی ہے جس کا منہ بند کر دیا گیا ہو۔

یعنی جس شخص نے قرآن پاک پڑھا اور اس کی خبر گیری کی راتوں کو نماز میں تلاوت کی اس کی مثال اس مشک دان کی سی ہے کہ جو کھلا ہوا ہو کہ اس کی خوشبو سے تمام مکان مہکتا ہے اسی طرح اس حافظ کی تلاوت سے تمام مکان انور و برکات سے معمور رہتا ہے اور اگر وہ حافظ سو جاوے یا غفلت کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تب بھی اس کے قلب میں جو کلام پاک ہے وہ تو بہر حال مشک ہی ہے اس غفلت سے اتنا نقصان ہوا کہ دوسرے لوگ اس کی برکات سے محروم رہے لیکن اس کا قلب تو بہر حال اس مشک کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

تشریح: دخول جنت ویسے تو ہر مومن کے لئے ان شاء اللہ ہے ہی اگرچہ بد اعمالیوں کی سزا بھگت کر ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن حفاظ کے لئے یہ فضیلت ابتداء دخول کے اعتبار سے ہے۔ وہ دس شخص جن کے بارے میں شفاعت قبول فرمائی گئی وہ فستاق و قجار ہیں جو مرتکب کبائر کے ہیں۔ اس لئے کہ کفار کے بارے میں تو شفاعت ہے ہی نہیں۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔

إِنَّكَ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ

(مشرکین پر اللہ نے جنت کو حرام کر دیا اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالمین کا کوئی مددگار نہیں) دوسری جگہ ارشاد ہے: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ الْآيَةُ (نبی اور مسلمانوں کیلئے اس کی گنجائش نہیں کہ وہ مشرکین کیلئے استغفار کریں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں) وغیرہ وغیرہ۔ نصوص اس مضمون میں صاف ہیں کہ مشرکین کی مغفرت نہیں ہے اس لئے حفاظ کی شفاعت سے ان مسلمانوں کی شفاعت مراد ہے جن کے معاصی کی وجہ سے ان کا جہنم میں داخل ہونا ضروری بن گیا تھا۔ جو لوگ جہنم سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ حافظ نہیں اور خود حفظ نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنے کسی قریبی رشتہ دار ہی کو حافظ بنادیں کہ اس کے طفیل یہ بھی اپنی بد اعمالیوں کی سزا سے محفوظ

قرآن کریم سے خالی دل

عبداللہ بن عباسؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص کے قلب میں قرآن شریف کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں وہ بمنزل ویران گھر کے ہے۔

ویران گھر کے ساتھ تشبیہ دینے میں ایک خاص لطیفہ بھی ہے وہ یہ کہ خانہ خالی را دیوے گیر۔ اسی طرح جو قلب کلام پاک سے خالی ہوتا ہے شیاطین کا اس پر تسلط زیادہ ہوتا ہے۔ اس حدیث میں حفظ کی کس قدر تاکید فرمائی ہے کہ اس دل کو ویران گھر ارشاد ہوا ہے جس میں کلام پاک محفوظ نہیں۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں کلام مجید پڑھا جاتا ہے اسکے اہل و عیال کثیر ہو جاتے ہیں اس میں خیر و برکت بڑھ جاتی ہے۔ ملائکہ اس میں نازل ہوتے ہیں اور شیاطین اس گھر سے نکل جاتے ہیں اور جس گھر میں تلاوت نہیں ہوتی اس میں تنگی اور بے برکتی ہوتی ہے ملائکہ اس گھر سے چلے جاتے ہیں۔ شیاطین اس میں گھس جاتے ہیں۔ ابن مسعودؓ سے منقول ہے اور بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ خالی گھر وہی ہے جس میں تلاوت قرآن شریف نہ ہوتی ہو۔

تلاوت کی افضلیت

حضرت عائشہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کی تلاوت بغیر نماز کی تلاوت سے افضل ہے اور بغیر نماز کی تلاوت تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے۔ اور صدقہ روزہ سے افضل ہے اور روزہ بچاؤ ہے آگ سے۔

تلاوت کا اذکار سے افضل ہونا ظاہر ہے اس لئے کہ یہ کلام الہی ہے اور پہلے معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو اوروں کے کلام پر وہی فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ کو فضیلت ہے مخلوق پر۔ ذکر اللہ کا افضل ہونا صدقہ سے اور روایات میں بھی وارد ہے اور صدقہ کا

روزہ سے افضل ہونا جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے دوسری بعض روایات کے خلاف ہے جن سے روزہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے لیکن یہ احوال کے اعتبار سے مختلف ہے بعض حالتوں میں روزہ افضل ہے اور بعض میں صدقہ اسی طرح لوگوں کے اعتبار سے بھی لوگوں کے لئے روزہ افضل ہے اور جبکہ روزہ آگ سے بچاؤ ہے۔ جس کا درجہ اس روایت میں سب سے اخیر میں ہے تو پھر تلاوت کلام اللہ کا کیا کہنا جو سب سے اول ہے صاحب احیاء نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ جس شخص نے نماز میں کھڑے ہو کر کلام پاک پڑھا اس کو ہر حرف پر سو ۱۰۰ نیکیاں ملیں گی اور جس شخص نے نماز میں بیٹھ کر پڑھا اس کے لئے پچاس ۵۰ نیکیاں اور جس نے بغیر نماز کے وضو کے ساتھ پڑھا اس کے لئے پچیس نیکیاں اور جس نے بلا وضو پڑھا اس کے لئے دس نیکیاں اور جو شخص پڑھے نہیں بلکہ صرف پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سنے اس کیلئے بھی ہر حرف کے بدلے ایک نیکی۔

نماز میں تین آیات کا پڑھنا

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ جب گھر واپس آئے تو تین اونٹنیاں حاملہ بڑی اور موٹی اس کو مل جاویں۔ ہم نے عرض کیا کہ بے شک (ضرور پسند کرتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آیتیں جن کو تم میں سے کوئی نماز میں پڑھ لے۔ وہ تین حاملہ بڑی اور موٹی اونٹنیوں سے افضل ہیں۔

اس حدیث شریف میں چونکہ نماز میں پڑھنے کا ذکر ہے اور وہ بغیر نماز کے پڑھنے سے افضل ہے اس لئے تشبیہ حاملہ اونٹنیوں سے دی گئی اس لئے کہ وہاں بھی دو عبادتیں ہیں۔ نماز اور تلاوت۔ ایسے ہی یہاں بھی دو چیزیں ہیں اونٹنی اور اس کا حمل۔ اس قسم کی احادیث سے صرف تشبیہ مراد ہوتی ہے۔ ورنہ ایک آیت کا باقی اجر ہزار فانی اونٹنیوں سے افضل ہے۔

دعا کیجئے: یا اللہ رمضان المبارک کی برکت سے ہمیں تلاوت قرآن و دیگر نوافل بالخصوص تہجد کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائیے اور قرآن کریم کو ہمارے دلوں کی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہماری اصلاح کا ذریعہ بنائیے۔ اے اللہ ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائیے اور قرآن کو ہمارے حق میں ایسا سفارشی بنائیے جس کی شفاعت ہمارے حق میں مقبول ہو آمین یا رب العالمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

دیکھ کر قرآن کریم پڑھنے کا اجر

عن عثمان بن عبد اللہ بن اوس الثقفی رضی اللہ عنہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قراءۃ الرجل القرآن فی غیر المصحف الف درجۃ وقراءۃ فی المصحف تضعف علی ذلک الی الفی درجۃ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: اوس ثقفی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے

کہ کلام اللہ شریف کا حفظ پڑھنا ہزار درجہ ثواب رکھتا ہے اور قرآن پاک میں دیکھ کر پڑھنا دو ہزار تک بڑھ جاتا ہے۔

پھٹے تھے۔ عمرو بن میمون نے شرح احیاء میں نقل کیا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر قرآن مجید کھولے اور بقدر سو ۱۰۰ آیات کے پڑھ لے تمام دنیا کی بقدر اس کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ قرآن شریف کا دیکھ کر پڑھنا نگا کے لئے مفید بتلایا جاتا ہے۔ ابو عبیدہؓ نے حدیث مسلسل نقل کی ہے جس میں ہر راوی نے کہا ہے کہ مجھے آنکھوں کی شکایت تھی تو استاد نے قرآن شریف دیکھ کر پڑھنے کو بتلایا۔ حضرت امام شافعیؒ صاحب بسا اوقات عشاء کے بعد قرآن شریف کھولتے تھے اور صبح کی نماز کے وقت بند کر دیتے تھے۔

دلوں کی صفائی

عبداللہ بن عمرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگتا ہے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی صفائی کی کیا صورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

یعنی گناہوں کی کثرت اور اللہ جل شانہ کی یاد سے غفلت کی وجہ سے دلوں پر بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی لگ جانے سے زنگ لگ جاتا ہے اور کلام پاک کی تلاوت اور موت کی یاد ان کے لئے صیقل کا کام دیتا ہے۔ دل کی مثال ایک آئینہ کی سی ہے جس قدر وہ دھندلا ہوگا معرفت کا انعکاس اس میں کم

تسبیح: حافظ قرآن کے سعادت و فضائل پہلے گزر چکے ہیں۔ اس حدیث شریف میں جو دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ قرآن پاک کے دیکھ کر پڑھنے میں تدبیر اور فکر کے زیادہ ہونے کے علاوہ وہ کئی عبادتوں کو متضمن ہے۔ قرآن پاک کو دیکھنا اُس کو چھوٹا وغیرہ اس درجہ سے یہ افضل ہوا۔ چونکہ روایات کا مفہوم مختلف ہے اسی وجہ سے علماء نے اس میں اختلاف فرمایا ہے کہ کلام پاک کا حفظ پڑھنا افضل ہے یا دیکھ کر۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ حدیث بالا کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ اس میں غلط پڑھنے سے امن رہتا ہے قرآن پاک پر نظر رہتی ہے قرآن شریف کو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے دوسری جماعت دوسری روایت کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ حفظ پڑھنا زیادتی خشوع کا سبب ہوتا ہے۔ ریا سے دور ہوتا ہے اور نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ حفظ پڑھنے کی تھی حفظ کو ترجیح دیتی ہے۔ امام نوویؒ نے اس میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ فضیلت آدمیوں کے لحاظ سے مختلف ہے۔ بعض کے لئے دیکھ کر پڑھنا افضل ہے جس کو اس میں تدبیر اور فکر زیادہ حاصل ہوتا ہو اور جس کو حفظ میں تدبیر زیادہ حاصل ہوتا ہو اس کے لئے حفظ پڑھنا افضل ہے۔

حافظؒ نے بھی فتح الباری میں اسی تفصیل کو پسند کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے پاس کثرت تلاوت کی وجہ سے دو کلام مجید

ہوگا اور جس قدر صاف اور شفاف ہوگا اسی قدر اس میں معرفت کا انعکاس واضح ہوگا۔ اسی لئے آدمی جس قدر معاصی شہوانیہ یا شیطانیہ میں مبتلا ہوگا اسی قدر معرفت سے دور ہوگا اور اسی آئینہ کے صاف کرنے کے لئے مشائخ سلوک ریاضت و مجاہدات، اذکار و اشتغال تلقین فرماتے ہیں۔ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اس کے قلب میں پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ نقطہ زائل ہو جاتا ہے اور اگر دوسرا گناہ کر لیتا ہے تو دوسرا نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اگر گناہوں میں بڑھتا رہتا ہے تو شدہ شدہ ان نقطوں کی کثرت سے دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے۔ پھر اس قلب میں خیر کی رغبت ہی نہیں رہتی بلکہ شر ہی کی طرف مائل ہوتا ہے اللہم احفظنا منہ۔ اسی کی طرف کلام پاک کی اس آیت میں اشارہ ہے۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (یشک اُنکے قلوب پر زنگ جمادیا ان کی بد اعمالیوں نے) ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو واعظ چھوڑتا ہوں۔ ایک بولنے والا۔ دوسرا خاموش بولنے والا قرآن شریف ہے اور خاموش موت کی یاد۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ مگر واعظ تو اس کے لئے ہو جو نصیحت قبول کرے نصیحت کی ضرورت سمجھے۔ جہاں سرے سے دین ہی بیکار ہو ترقی کی راہ میں مانع ہو وہاں نصیحت کی ضرورت کسے اور نصیحت کرے گی کیا۔ حسن بھری کہتے ہیں کہ پہلے لوگ قرآن شریف کو اللہ کا فرمان سمجھتے تھے۔ رات بھر اس میں غور و تدبیر کرتے تھے اور دن کو اس پر عمل کرتے تھے اور تم لوگ اس کے حروف اور زبیر تو بہت درست کرتے ہو مگر اس کو فرمان شاہی نہیں سمجھتے اس میں غور و تدبیر نہیں ہے۔

امت محمدیہ کا فخر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ہر چیز کیلئے کوئی شرافت و افتخار ہوا کرتا ہے جس سے وہ تفاخر

کیا کرتا ہے۔ میری امت کی رونق اور افتخار قرآن شریف ہے۔ یعنی لوگ اپنے آباؤ اجداد سے خاندان سے اور اسی طرح بہت سی چیزوں سے اپنی شرافت و بڑائی ظاہر کیا کرتے ہیں۔ میری امت کے لئے ذریعہ افتخار کلام اللہ شریف ہے کہ اس کے پڑھنے سے اس کے یاد کرنے سے اس کے پڑھانے سے اس پر عمل کرنے سے غرض اس کی ہر چیز قابل افتخار ہے اور کیوں نہ ہو کہ محبوب کا کلام ہے آقا کا فرمان ہے دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا شرف بھی اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ نیز دنیا کے جس قدر کمالات ہیں وہ آج نہیں تو کل زائل ہونے والے ہیں لیکن کلام پاک کا شرف و کمال دائمی ہے۔ کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ قرآن شریف کے چھوٹے چھوٹے اوصاف بھی ایسے ہیں کہ افتخار کیلئے ان میں کا ہر ایک کافی ہے چہ جائیکہ اس میں وہ سب اوصاف کامل طور پر پائے جاتے ہیں مثلاً اس کی حسن تالیف، حسن سیاق، الفاظ کا تناسب، کلام کا ارتباط، گزشتہ اور آئندہ واقعات کی اطلاع، لوگوں کے متعلق ایسے طعن کہ وہ اگر اس کی تکذیب بھی کرنا چاہیں تو نہ کر سکیں جیسے کہ یہود کا باوجود دعائے محبت کے موت کی تمنا نہ کر سکتا، نیز سننے والے کا اس سے متاثر ہونا، پڑھنے والے کا کبھی نہ اکتانا حالانکہ ہر کلام خواہ وہ کتنا ہی دل کو پیارا معلوم ہوتا ہو۔ مجنون بنادینے والے محبوب کا خط ہی کیوں نہ ہو دن میں دس دفعہ پڑھنے سے دل نہ اکتائے تو بیس دفعہ سے اکتا جائے گا، بیس سے نہ سہی چالیس سے اکتا دے گا، بہر حال اکتاویگا، پھر اکتاویگا۔ مگر کلام پاک کا رکوع یاد کیجئے، دو سو مرتبہ پڑھئے، چار سو مرتبہ پڑھئے، عمر بھر پڑھتے رہئے، کبھی نہ اکتاویگا۔ اگر کوئی عارض پیش آ جاوے تو وہ خود عارضی ہوگا اور جلد زائل ہو جانے والا۔ جتنی کثرت کیجئے اتنی ہی طرادت اور لذت میں اضافہ ہوگا وغیرہ وغیرہ یہ امور ایسے ہیں کہ اگر کسی کے کلام میں

ان میں سے ایک بھی پایا جاوے خواہ پورے طور سے نہ ہو تو اس پر کتنا افتخار کیا جاتا ہے۔ پھر جبکہ کسی کلام میں یہ سب کے سب امور علی وجہ الکمال پائے جاتے ہوں تو اس سے کتنا افتخار ہوگا۔ اس کے بعد ایک لمحہ ہمیں اپنی حالت پر بھی غور کرنا ہے۔ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جن کو اپنے حافظ قرآن ہونے پر فخر ہے یا ہماری نگاہ میں کسی کا حافظ قرآن ہونا باعث شرف ہے ہماری شرافت ہمارا افتخار اونچی اونچی ڈگریوں سے بڑے بڑے القاب سے دنیوی جاہ و جلال اور مرنے کے بعد چھوٹ جانے والے مال و متاع سے ہے فالی اللہ المشتکی۔

اصلاح قلب کا نسخہ

حکیم السلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”سب سے زیادہ ضروری قلب کو صالح بنانا ہے اس کے لئے شریعت نے ذکر اللہ کا نسخہ تجویز کیا ہے کہ یاد خداوندی ہمہ وقت تمہارے سامنے رہے جتنا خدا کی یاد تمہارے سامنے ہوگی اتنا ہی خوف خدا دل میں بیٹھے گا اتنا ہی آدمی جرائم سے بچنے کی کوشش کرے گا اور اگر ذکر کے بجائے جتنی بھی غفلت پیدا ہوگی اتنا ہی معاصی اور گناہوں کی کثرت ہوگی۔ اس لئے بنیادی چیز بتلائی گئی کہ ﴿الابذکر اللہ تطمئن القلوب﴾۔“

”قرآن کریم دنیا میں بھی انقلاب پیدا کرتا ہے آخرت

میں بھی قرآن دنیا میں تو دل کے اندر بجائے کفر و معصیت کے ایمان کی حلاوت پیدا کرتا ہے اور آخرت میں جہنم سے بچا کے جنت میں پہنچاتا ہے۔ یہاں بھی انقلاب لاتا ہے اور آخرت میں بھی انقلاب لائے گا اور عالم برزخ میں قبر کے اندر بھی انقلاب لائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ قرآن اخذ کیا۔ ان کے دل بدل گئے روح بدل گئے جذبات بدل گئے پھر جہاں بھی یہ حضرات پہنچے وہاں بھی انقلاب برپا کر دیا، قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے پھر تخت الٹ دینا تو یہ ہے کہ ملک فتح کر لیا قیصر کا ملک فتح ہو گیا۔ رومی ماتحت بن گئے کسریٰ کا ملک فتح ہو گیا ایران پر حکومت قائم ہو گئی یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر بڑی بات یہ ہے کہ جہاں بھی صحابہ کرامؓ پہنچے ملک بدل دیا، تہذیب بدل دی، مذہب بدل دیا، زبان بدل دی ساری چیزوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔“

”دنیا کے بہت سارے طبقات (مثلاً کاشتکار، تاجر اور سیاسی اور حکومت کا آدمی) کو دعویٰ ہے کہ دنیا کو ہم نے سنبھال رکھا ہے لیکن حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم سارے غلط کہتے ہو دنیا کو سنبھالنے والا تو ہمارا نام لینے والا ہے۔ جو ہماری یاد میں مصروف ہے اس نے دنیا کو سنبھال رکھا ہے نہ کہ تاجر کاشتکار زمیندار اور سیاسی آدمی۔ ہم نے اور ہمارے نام لینے والوں نے سنبھال رکھا ہے۔“ (جو اہر حکمت)

دعا کیجئے

اے اللہ قرآن کریم کی تلاوت کے جو اجر و ثواب ہم نے ابھی پڑھا ہے ہمیں بھی ان کے حاصل کرنیوالا اور قرآن کا قاری و عامل بنائیے اور رمضان کی برکت سے ہمیں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائیے آمین یا رب العالمین

وَاجْرِدْ عَلَيْنَا مِنَ الْحَمْدِ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ

دنیا میں نور اور آخرت کا ذخیرہ

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ اوصنی قال علیک بتقوی اللہ فانہ رأس الامر کله قلت یا رسول اللہ زدنی قال علیک بتلاوة القرآن فانہ نور لک فی الارض و ذخیر لک فی السماء (رواہ ابن حبان فی صحیحہ فی حدیث طویل)

ترجمہ: ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ حضور نے فرمایا تقویٰ کا اہتمام کرو کہ تمام امور کی جڑ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی ارشاد فرمائیں تو حضور نے فرمایا کہ تلاوت قرآن کا اہتمام کرو کہ دنیا میں یہ نور ہے اور آخرت میں ذخیرہ۔

اُمت محمدیہ کو وصیت

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حق تعالیٰ شانہ نے کل کتابیں کس قدر نازل فرمائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سو ۱۰۰ صحائف اور چار کتابیں۔ پچاس (۵۰) صحیفے حضرت شیث علیہ السلام پر اور تیس صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر اور دس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور دس صحیفے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات سے پہلے اور ان کے علاوہ چار کتابیں توراۃ انجیل زبور اور قرآن شریف نازل فرمائی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا چیز تھی۔ ارشاد فرمایا کہ وہ سب ضرب المثل تھیں مثلاً امتسلط و مغرور بادشاہ میں نے تجھ کو اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تو پیسہ پر پیسہ جمع کرتا رہے۔ میں نے تجھے اس لئے بھیجا تھا کہ مجھ تک مظلوم کی فریاد نہ پہنچنے دے تو پہلے ہی اس کا انتظام کر دے اس لئے کہ میں مظلوم کی فریاد کو رد نہیں کرتا اگرچہ فریادی کا فرہی کیوں نہ ہو۔ بندہ ناچیز کہتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ کو امیر اور حاکم بنا کر بھیجا کرتے تھے تو منجملہ اور نصائح کے اس کو بھی اہتمام سے فرمایا کرتے تھے۔ واتق دعوة المظلوم فانہ لیس بینہا و بین اللہ حجاب کہ مظلوم کی بددعا سے بچنا اس لئے

تستخرج: تقویٰ حقیقتاً تمام امور کی جڑ ہے۔ جس دل میں اللہ کا ڈر پیدا ہو جاوے اس سے پھر کوئی بھی معصیت نہیں ہوتی اور نہ پھر اس کو کسی قسم کی تنگی پیش آتی ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ جو شخص تقویٰ حاصل کرے تو حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے ہر ضیق میں کوئی راستہ نکال دیتے ہیں اور اس طرح اس کو روزی پہنچاتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا) تلاوت کا نور ہونا پہلی روایات سے بھی معلوم ہو چکا۔ شرح احیاء میں معرفۃ البوعینم سے نقل کیا ہے کہ حضرت باسط نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ذکر کیا کہ جن گھروں میں کلام پاک کی تلاوت کیجاتی ہے وہ مکانات آسمان والوں کے لئے ایسے چمکتے ہیں جیسا کہ زمین والوں کے لئے آسمان پر ستارے۔ یہ حدیث ترغیب و غیرہ میں اتنی ہی نقل کی گئی۔ یہ مختصر ہے اصل روایت بہت طویل ہے جس کو ابن حبان وغیرہ سے ملا علی قاری نے مفصل اور سیوطی نے کچھ مختصر نقل کیا ہے۔ اگرچہ ہمارے رسالہ کے مناسب اتنا ہی جزو ہے جو اوپر گذر چکا مگر چونکہ پوری حدیث بہت سے ضروری اور مفید مضامین پر مشتمل ہے اس لئے تمام حدیث کا مطلب نقل کیا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

کہ اس کے اور اللہ جل شانہ کے درمیان میں حجاب اور واسطہ نہیں
نیز ان صحیفوں میں یہ بھی تھا کہ عاقل کے لئے ضروری ہے
جب تک کہ وہ مغلوب العقل نہ ہو جائے کہ اپنے تمام اوقات کو
تین حصوں پر منقسم کرے۔ ایک حصہ میں اپنے رب کی عبادت
کرے اور ایک حصہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور سوچے کہ
کتنے کام اچھے کئے اور کتنے بُرے اور ایک حصہ کو کسبِ حلال
میں خرچ کرے عقل پر یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے اوقات کی
نگرانی کرے اپنے حالات کی درستگی کے فکر میں رہے اپنی زبان
کی فضول گوئی اور بے نفع گفتگو سے حفاظت کرے جو شخص اپنے
کلام کا محاسبہ کرتا رہیگا اس کی زبان بے فائدہ کلام میں کم چلے
گی۔ عاقل کے لئے ضروری ہے کہ تین چیزوں کے علاوہ سفر نہ
کرے یا آخرت کے لئے توشہ مقصود ہو یا کچھ فکرِ معاش ہو یا
تفریح بشرطیکہ مباح ہو۔ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا چیز تھی۔ ارشاد فرمایا کہ سب
کی سب عبرت کی باتیں تھیں مثلاً میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر
کہ جس کو موت کا یقین ہو پھر کسی بات پر خوش ہو (اس لئے کہ
جب کسی شخص کو مثلاً یہ یقین ہو جاوے کہ مجھے پھانسی کا حکم ہو چکا
عنقریب سولی پر چڑھنا ہے پھر وہ کسی چیز سے خوش نہیں ہو سکتا)
میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر کہ اس کو موت کا یقین ہے پھر وہ
ہنستا ہے۔ میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر جو دنیا کے حوادث
تغییرات، انقلابات ہر وقت دیکھتا ہے پھر دنیا پر اطمینان کر لیتا
ہے میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر کہ جس کو تقدیر کا یقین ہے۔
پھر رنج و مشقت میں مبتلا ہوتا ہے۔ میں تعجب کرتا ہوں اس
شخص پر جس کو عنقریب حساب کا یقین ہے پھر نیک اعمال نہیں
کرتا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اول تقویٰ کی وصیت فرمائی۔
اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمام امور کی بنیاد اور جڑ ہے۔ میں نے عرض
کیا کہ کچھ اور بھی اضافہ فرمادیتے۔ ارشاد ہوا کہ تلاوتِ قرآن
اور ذکر اللہ کا اہتمام کر کہ یہ دنیا میں نور ہے اور آسمان میں ذخیرہ
ہے۔ میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد ہوا کہ زیادہ ہنسی سے احتراز
کر کہ اس سے دل مرجاتا ہے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے
(یعنی ظاہر و باطن دونوں کو نقصان پہنچانے والی چیز ہے) میں
نے اور اضافہ کی درخواست کی تو ارشاد ہوا کہ جہاد کا اہتمام کر کہ
میری امت کیلئے یہی ربانیت ہے (راہب پہلی امتوں میں وہ
لوگ کہلاتے تھے کہ جو دنیا کے سب تعلقات منقطع کر کے اللہ
والے بن جاویں) میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد فرمایا کہ فقراء
اور مساکین کے ساتھ میل جول رکھ۔ ان کو دوست بنا، ان کے
پاس بیٹھا کر میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد ہوا کہ اپنے سے کم
درجے والے پر نگاہ رکھا کر (تا کہ شکر کی عادت ہو) اپنے سے
اوپر کے درجہ والوں کو محبت دیکھ مباد اللہ کی نعمتوں کی جو تجھ پر ہیں
تحقیر کرنے لگے۔ میں نے اور اضافہ چاہا تو ارشاد ہوا کہ تجھے اپنے
عیوب لوگوں پر حرف گیری سے روک دیں اور ان کے عیوب پر
اطلاع کی کوشش مت کر کہ تو ان میں خود مبتلا ہے۔ تجھے عیب
لگانے کیلئے کافی ہے کہ تو لوگوں میں ایسے عیب پہنچانے جو تجھ میں
خود موجود ہیں اور تو ان سے بے خبر ہے اور ایسی باتیں ان میں
پکڑے جن کو تو خود کرتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا
دست شفقت میرے سینہ پر مار کر ارشاد فرمایا کہ ابوذر تدبیر کی
برابر کوئی عقلمندی نہیں اور ناجائز امور سے بچنے کی برابر تقویٰ نہیں اور
خوش خلقی سے بڑھ کر کوئی شرافت نہیں۔ اس میں خلاصہ اور مطلب کا
زیادہ لحاظ کیا گیا۔ تمام الفاظ کے ترجمہ کا لحاظ نہیں کیا گیا۔

دعا کیجئے: اے اللہ قرآن کریم کی تلاوت کے جو اجر ہم نے ابھی پڑھے ہیں ہمیں بھی ان کے حاصل کرنیوالا اور قرآن کا قاری و عامل بنائیے اور
رمضان کی برکت سے ہمیں زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائیے آمین یا رب العالمین وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اجتماعی تلاوت کی برکت

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ اوصنی قال علیک بتقوی اللہ فانہ رأس الامر کلہ قلت یا رسول اللہ زدنی قال علیک بتلاوة القرآن فانہ نور لک فی الارض وذر لک فی السماء (رواہ ابن حبان فی صحیحہ فی حدیث طویل)

ترجمہ: ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ حضور نے فرمایا تقویٰ کا اہتمام کرو کہ تمام امور کی جڑ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی ارشاد فرمائیں تو حضور نے فرمایا کہ تلاوت قرآن کا اہتمام کرو کہ دنیا میں یہ نور ہے اور آخرت میں ذخیرہ۔

تشریح: ابو ہریرہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر تلاوت کلام پاک اور اس کا دور نہیں کرتی مگر ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت انکو ڈھانپ لیتی ہے۔ ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتے ہیں۔

اس حدیث شریف میں مکاتب اور مدرسوں کی خاص فضیلت ذکر فرمائی گئی۔ جو بہت سی انواع اکرام کو شامل ہے۔ ان میں سے ہر اکرام ایسا ہے کہ جس کے حاصل کرنے میں اگر کوئی شخص اپنی تمام عمر خرچ کر دے تب بھی ارزاں ہے۔ پھر چہ جائیکہ ایسے ایسے متعدد انعامات فرمائے جائیں۔ بالخصوص آخری فضیلت آقا کے دربار میں ذکر محبوب کی مجلس میں یاد ایک ایسی نعمت ہے جس کا مقابلہ کوئی چیز بھی نہیں کر سکتی۔

سکینہ کا نزول

سکینہ کا نازل ہونا متعدد روایات میں وارد ہوا ہے۔ اس کے مصداق میں مشائخ حدیث کے چند قول ہیں لیکن ان میں کوئی ایسا اختلاف نہیں کہ جس سے آپس میں کچھ تعارض ہو بلکہ سب کا مجموعہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ حضرت علیؓ سے سکینہ کی تفسیر یہ

نقل کی گئی ہے کہ وہ ایک خاص ہوا ہے جس کا چہرہ انسان کے چہرہ جیسا ہوتا ہے۔ علامہ سدی سے نقل کیا گیا کہ وہ جنت کے ایک طشت کا نام ہے جو سونے کا ہوتا ہے اس میں انبیاء کے قلوب کو غسل دیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ خاص رحمت ہے۔ طبریؒ نے اس کو پسند کیا ہے کہ اس سے سکون قلب مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ طمانیت مراد ہے۔ بعض نے اس کی تفسیر وقار سے کی ہے تو کسی نے ملائکہ سے۔ بعض نے اور بھی اقوال کہے ہیں۔ حافظؒ کی رائے فتح الباری میں یہ ہے کہ سکینہ کا اطلاق سب پر آتا ہے۔ نوویؒ کی رائے ہے کہ یہ کوئی ایسی چیز ہے جو جامع ہے طمانیت رحمت وغیرہ کو اور ملائکہ کے ساتھ نازل ہوتی ہے۔ کلام اللہ شریف میں ارشاد ہے۔ **فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَةً عَلَیْہِ دُوْسَرٰی جَگہ** ارشاد ہے۔ **هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ**۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ **فِیْہِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ**۔ غرض متعدد آیات میں اس کا ذکر ہے اور احادیث میں متعدد روایات میں اس کی بشارت فرمائی گئی ہے۔ احیاء میں نقل کیا ہے کہ ابن ثوبانؒ نے اپنے کسی عزیز سے اس کے ساتھ افطار کا وعدہ کیا مگر دوسرے روز صبح کے وقت پہنچے۔ انہوں نے شکایت کی تو کہا کہ اگر میرا تم سے وعدہ نہ ہوتا تو ہر گز نہ بتاتا کہ کیا مانع پیش آیا۔ مجھے اتفاقاً دیر

سے قریب نہیں کر سکتا) ایک شخص جو پشتانی شریف النسب ہے مگر فسق و فجور میں مبتلا ہے۔ وہ اللہ کے نزدیک اس رذیل اور کم ذات مسلمان کی برابری کسی طرح بھی نہیں کر سکتا جو متقی پرہیز گار ہے۔ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَى اللَّهَ۔

تلاوت والے گھر میں برکات

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے کہ جب گھر میں قرآن شریف پڑھا جائے تو اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور شیاطین دور بھاگ جاتے ہیں اور اپنے رہنے والوں کے لئے وہ گھر فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے۔ اس میں خیر و بھلائی زیادہ ہو جاتی ہے اور شر و فساد کم ہو جاتا ہے۔ جب گھر میں قرآن شریف نہ پڑھا جائے تو اس میں شیاطین حاضر ہوتے ہیں اور فرشتے اس مکان سے دور بھاگ جاتے ہیں اور اپنے رہنے والوں کے لئے وہ گھر تنگ و چھوٹا ہو جاتا ہے۔ اس میں خیر و برکت کم ہو جاتی ہے شر و فساد زیادہ ہو جاتا ہے۔ (محمد بن نصر)

خوشحالی کا حقیقی مستحق

اعمش حضرت خیمہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ایک عورت کا گذر ہوا تو اس نے کہا کہ خوشحالی و مبارکبادی ہو اس پیٹ کے لئے جس نے آپ کو اٹھایا اور اس پستان کے لئے جس سے آپ نے دودھ پیا۔ اس پر عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ بلکہ خوشحالی و مبارکبادی ہو اس شخص کے لئے جس نے قرآن پڑھا اور پھر اس پر عمل بھی کیا۔ (علیہ الاولیاء)

ہو گئی تھی حتیٰ کہ عشاء کی نماز کا وقت آ گیا۔ خیال ہوا کہ وتر بھی ساتھ ہی پڑھ لوں کہ موت کا اطمینان نہیں، کبھی رات میں مرجاؤں اور وہ ذمہ پر باقی رہ جائیں۔ میں دعائے قنوت پڑھ رہا تھا کہ مجھے جنت کا ایک سبز باغ نظر آیا جس میں ہر نوع کے پھول وغیرہ تھے۔ اس کے دیکھنے میں ایسا مشغول ہوا کہ صبح ہو گئی۔ اس قسم کے سینکڑوں واقعات ہیں جو بزرگوں کے حالات میں درج ہیں۔ لیکن اُن کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب ماسوا سے انقطاع ہو جاوے اور اسی جانب توجہ کامل ہو جاوے۔

فرشتوں کا ڈھانک لینا

ملائکہ کا ڈھانکنا بھی متعدد روایات میں وارد ہوا ہے۔ اسید بن حضیر کا مفصل قصہ کتب حدیث میں آتا ہے کہ انہوں نے تلاوت کرتے ہوئے اپنے اوپر ایک ابرسا چھایا ہوا محسوس کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ملائکہ تھے جو قرآن شریف سننے کے لئے آئے تھے۔ ملائکہ اثر دہام کی وجہ سے ابرسا معلوم ہوتے تھے۔ ایک صحابی کو ایک مرتبہ ابرسا محسوس ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سیکنہ تھا۔ یعنی رحمت جو قرآن شریف کیوجہ سے نازل ہوئی تھی۔ مسلم شریف میں یہ حدیث زیادہ مفصل آئی جس میں اور بھی مضامین ہیں۔ اخیر میں ایک جملہ یہ بھی زیادہ ہے من بظاہر عملہ لم یسرع بہ نسبہ۔ (جس شخص کو اس کے بُرے اعمال رحمت سے دُور کریں اس کا عالی نسب ہونا، اُونچے خاندان کا ہونا رحمت

دعا کیجئے

اے اللہ قرآن کریم کی تلاوت کے اجر سے ہمیں بھی ان کے حاصل کرنیوالا اور قرآن کا قاری و عامل بنائیے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائیے آمین یا رب العالمین وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

قرب الہی حاصل کرنے کا نسخہ

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم لا ترجعون الی اللہ بشیء افضل مما خرج منه یعنی القرآن۔ (رواہ الحاکم وصححہ ابوداؤد)

ترجمہ: ابو ذر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ اللہ جل شانہ کی طرف رجوع اور اس کے یہاں تقرب اس چیز سے بڑھ کر کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتے جو خود حق سبحانہ سے نکلی ہے یعنی کلام پاک۔

تشریح: متعدد روایات سے یہ مضمون ثابت ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے دربار میں کلام پاک سے بڑھ کر تقرب کسی چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔ امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ شانہ کی خواب میں زیارت کی تو پوچھا کہ سب سے بہتر چیز جس سے آپ کے دربار میں تقرب ہو کیا چیز ہے ارشاد ہوا کہ احمد میرا کلام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سمجھ کر یا بلا سمجھے۔ ارشاد ہوا کہ سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے دونوں طرح موجب تقرب ہے۔

قرب حاصل ہونے کی تشریح

اس حدیث شریف کی توضیح اور تلاوت کلام پاک کا سب سے بہتر طریقہ تقرب ہونے کی تشریح حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نور اللہ مرقدہ کی تفسیر سے مستنبط ہوتی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سلوک الی اللہ یعنی مرتبہ احسان حق سبحانہ و تقدس کی حضوری کا نام ہے جو تین طریقوں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ۱۔ اول تصور جس کو عرف شرع میں تفکر و تدبر سے تعبیر کرتے ہیں اور صوفیہ کے یہاں مراقبہ سے۔ ۲۔ دوسرا ذکر لسانی اور ۳۔ تیسرا تلاوت کلام پاک۔ سب سے اول طریقہ بھی چونکہ ذکر قلبی ہے اس لئے دراصل طریقے دو ہی ہیں۔ اول ذکر عام ہے کہ زبانی ہو یا قلبی دوسرے تلاوت۔ سو جس لفظ کا اطلاق حق سبحانہ و تقدس پر ہوگا اور اس کو بار بار دہرایا جاوے گا جو ذکر کا حاصل ہے تو مقررہ کے اس ذات کی طرف توجہ اور التفات کا سبب ہوگا اور گویا وہ ذات مستحضر ہوگی اور احتضار کے دوام کا نام معیت ہے جس کو اس حدیث شریف میں

ارشاد فرمایا۔ (حق سبحانہ و تقدس کا ارشاد ہے کہ بندہ نفل عبادتوں کے ساتھ میرے ساتھ تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں بھی اس کو محبوب بنا لیتا ہوں حتیٰ کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اور پاؤں جس سے وہ چلتا ہے یعنی جب کہ بندہ کثرت عبادت سے حق تعالیٰ شانہ کا مقرب بن جاتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کے اعضاء کے محافظ بن جاتے ہیں اور آنکھ کان وغیرہ سب مرضی آقا کے تابع ہو جاتے ہیں اور نفل عبادت کی کثرت اسے ارشاد فرمائی کہ فرائض متعینہ ہیں جن میں کثرت نہیں ہوتی اور اس کے لئے ضرورت ہے دوام احتضار کی جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا۔ لیکن تقرب کا یہ طریقہ صرف اسی محبوب کی پاک ذات کے لئے ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ کسی دوسرے کے نام کی تسبیح پڑھ کر اس سے تقرب حاصل کر لے تو یہ ممکن نہیں۔ اس وجہ سے کہ اس قسم کے تقرب میں جس کی طرف تقرب ہو اس میں دو بات کا پایا جانا ضروری ہے۔ اول یہ کہ اس کا علم محیط ہوذاکرین کے قلبی اور زبانی اذکار کو اگرچہ وہ مختلف زمانوں اور مختلف اوقات میں ذکر کریں دوسرے یہ کہ ذکر کرنے والے کے مدبر کہ میں تجلی اور اس کے پرکردینے کی قدرت ہو جس کو عرف میں دُتو اور تدتی نزول اور قرب سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں چونکہ اسی مطلوب میں پائی جاتی ہیں اس لئے طریق بالا سے تقرب بھی اسی پاک ذات سے حاصل ہو سکتا ہے اور اسی کی طرف اس حدیث قدسی میں اشارہ ہے جس میں

قاعدہ ہے کہ جب کوئی شخص اس کی تالیف کا اہتمام کیا کرتا ہے تو فطرۃ اس کی طرف التفات اور توجہ ہوا کرتی ہے اس لئے حق تعالیٰ شانہ کے کلام کا ورد رکھنے والے کی طرف حق سبحانہ و تقدس کی زیادتی توجہ بھی بدیہی اور یقینی ہے جو زیادتی 'قرب کا سبب ہوتی ہے۔ آقائے کریم اپنے کرم سے مجھے بھی اسی لطف سے نوازیں اور تمہیں بھی۔

اللہ تعالیٰ کے خاص لوگ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کے لئے لوگوں میں سے بعض لوگ خاص گھر کے لوگ ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا کہ قرآن شریف والے کہ وہ اللہ کے اہل ہیں اور خواص۔ قرآن والے وہ لوگ ہیں جو ہر وقت کلام پاک میں مشغول رہتے ہوں اس کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہوں ان کا اللہ کے اہل اور خواص ہونا ظاہر ہے اور گذشتہ مضمون سے واضح ہو گیا کہ جب یہ ہر وقت کلام پاک میں مشغول رہتے ہیں تو الطاف باری بھی ہر وقت اُن کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور جو لوگ ہر وقت کے پاس رہنے والے ہوتے ہیں وہ اہل اور خواص ہوتے ہی ہیں۔ کس قدر بڑی فضیلت ہے کہ ذرا سی محنت و مشقت سے اللہ والے بنتے ہیں۔ اللہ کے اہل شمار کئے جاتے ہیں اور اس کے خواص ہونے کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ دنیوی دربار میں صرف داخلہ کی اجازت کے لئے ممبروں میں صرف شمول کے لئے کس قدر جانی اور مالی قربانی کی جاتی ہے، ووٹروں کے سامنے خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ ذلتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور اس کو سب کام سمجھا جاتا ہے لیکن قرآن شریف کی محنت کو بیکار سمجھا جاتا ہے۔

ارشاد ہے۔ من تقرب الی شبرا تقرب الیہ ذرا عاۃ الحدیث (جو شخص میری طرف ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو شخص میری طرف ایک ہاتھ آتا ہے میں اس کی طرف ایک باغ آتا ہوں یعنی دونوں ہاتھوں کی لمبائی کے بقدر اور جو شخص میری طرف معمولی رفتار سے آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں) یہ سب تشبیہات سمجھانے کیلئے ہیں ورنہ حق سبحانہ و تقدس چلنا پھرنا وغیرہ سب سے متبر ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ حق سبحانہ و تقدس اپنے یاد کرنے اور ڈھونڈنے والوں کی طرف ان کی طلب اور سعی سے زیادہ توجہ اور نزول فرماتے ہیں اور کیوں نہ فرماویں کہ کریم کے کرم کا مقتضا یہی ہے پس جب کہ یاد کرنیوالوں کی طرف یاد کرنے میں دوام ہوتا ہے تو پاک آقا کی طرف سے توجہ اور نزول میں دوام ہوتا ہے۔ کلام الہی چونکہ سراسر ذکر ہے اور اس کی کوئی آیت ذکر و توجہ الی اللہ سے خالی نہیں اسلئے یہی بات اس میں بھی پائی جاتی ہے۔ مگر اس میں ایک خصوصیت زیادہ ہے جو زیادتی تقرب کا سبب ہے وہ یہ کہ ہر کلام متکلم کی صفات و اثرات اپنے اندر لئے ہوئے ہوا کرتا ہے اور یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ فساق و فجار کے اشعار کا ورد رکھنے سے اس کے اثرات پائے جاتے ہیں اور اتقیا کے اشعار سے اُن کے ثمرات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے منطق فلسفہ میں غلو سے نخوت تکبر پیدا ہوتا ہے اور حدیث کی کثرت مزاولت سے تواضع پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فارسی اور انگریزی نفس زبان ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ لیکن مصنفین جن کی کتب پڑھائی جاتی ہیں ان کے اختلاف اثرات سے ثمرات میں بھی اختلاف ہوتا ہے بالجملہ چونکہ کلام میں ہمیشہ متکلم کے تاثرات پائے جاتے ہیں اسلئے کلام الہی کے تکرار و رد سے اس کے متکلم کے اثرات کا پیدا ہونا اور اُن سے طبعاً مناسبت پیدا ہو جانا یقینی ہے نیز ہر مصنف کا

دعا کیجئے: اے اللہ قرآن کریم کی تلاوت کے اجر سے ہمیں بھی ان کے حاصل کرنیوالا اور قرآن کا قاری و عامل بنائیے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائیے آمین یا رب العالمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

خوش الحان قاری

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی یتغنی بالقرآن (رواہ البخاری و مسلم)
ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ حق سبحانہ اتنا کسی کی طرف
توجہ نہیں فرماتے جتنا کہ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو توجہ سے سنتے ہیں جو کلام الہی خوش الحانی سے پڑھتا ہو۔

تشریح: گذشتہ درس میں معلوم ہو چکا کہ حق تعالیٰ شانہ
اپنے کلام کی طرف خصوصیت سے توجہ فرماتے ہیں۔
پڑھنے والوں میں انبیاء علیہم السلام چونکہ ادب تلاوت کو
بکمالہ ادا کرتے ہیں اس لئے اُن کی طرف اور زیادہ توجہ ہونا بھی
ظاہر ہے پھر جب کہ حسن آواز اس کے ساتھ مل جاوے تو سونے
پر سہاگہ ہے جتنی بھی توجہ ہو ظاہر ہے اور انبیاء کے بعد الافضل فالافضل
نصل حسب حیثیت پڑھنے والے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔
فضالہ ابن عبید رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم سے نقل کیا ہے

کہ حق تعالیٰ شانہ قاری کی آواز کی طرف اس شخص سے
زیادہ کان لگاتے ہیں جو اپنی گانے والی باندی کا گانا سن رہا ہو۔
گانے کی آواز کی طرف فطرۃ اور طبعاً توجہ ہوتی ہے مگر شرعی
روک کی وجہ سے دین دار لوگ ادھر متوجہ نہیں ہوتے لیکن گانے
والی اپنی مملوکہ ہو تو اس کا گانا سننے میں کوئی شرعی نقص بھی نہیں اس
لئے اس طرف کامل توجہ ہوتی ہے۔

خوش الحانی کیا ہے:

البتہ کلام پاک میں یہ ضروری ہے کہ گانے کی آواز میں نہ
پڑھا جائے۔ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔
ایک حدیث میں ہے۔ یعنی اس سے بچو کہ جس طرح عاشق

غزلوں کی آواز بنا بنا کر موسیقی قوانین پر پڑھتے ہیں اس طرح مت
پڑھو۔ مشائخ نے لکھا ہے کہ اس طرح کا پڑھنے والا فاسق اور سننے
والا گناہ گار ہے۔ مگر گانے کے قواعد کی رعایت کئے بغیر خوش آوازی
مطلوب ہے۔ حدیث میں متعدد جگہ اُس کی ترغیب آئی ہے۔ ایک
جگہ ارشاد ہے کہ اچھی آواز سے قرآن شریف کو مزین کرو۔ ایک
جگہ ارشاد ہے کہ اچھی آواز سے کلام اللہ شریف کا حسن دو بالا ہو جاتا
ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غنیۃ میں
ارشاد فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود ایک مرتبہ کوفہ کے نواح میں
جارہے تھے کہ ایک جگہ فساق کا مجمع ایک گھر میں جمع تھا۔ ایک گویا
جس کا نام زاذان تھا گارہا تھا اور سارنگی بجا رہا تھا۔ ابن مسعود نے
اس کی آواز سن کر ارشاد فرمایا۔ کیا ہی اچھی آواز تھی اگر قرآن
شریف کی تلاوت میں ہوتی اور اپنے سر پر کپڑا ڈال کر گزرے
ہوئے چلے گئے۔ زاذان نے ان کو بولتے ہوئے دیکھا۔ لوگوں
سے پوچھنے پر معلوم ہوا عبداللہ بن مسعود صحابی ہیں اور یہ ارشاد
فرما گئے۔ اُس پر اس مقولہ کی کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ حد نہیں
اور قصہ مختصر کہ وہ اپنے سب آلات توڑ کر ابن مسعود کے پیچھے لگ
لئے اور علامہ وقت ہوئے۔ غرض متعدد روایات میں اچھی آواز سے
تلاوت کی مدح آئی ہے مگر اس کے ساتھ ہی گانے کی آواز میں
پڑھنے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ

ادب ہے ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ قرآن پاک پر تکیہ لگانا اس کی طرف پاؤں پھیلانا اس کی طرف سے پشت کرنا اس کو روندنا وغیرہ حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ کنایہ ہے غفلت سے کہ کلام پاک برکت کے واسطے تکیہ ہی پر رکھا رہے جیسا کہ بعض مزارات پر دیکھا گیا کہ قبر کے سرہانے برکت کے واسطے رعل پر رکھا رہتا ہے۔ یہ کلام پاک کی حق تلفی ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے۔

۲- اور اس کی تلاوت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے یعنی کثرت سے آداب کی رعایت رکھتے ہوئے خود کلام پاک میں بھی اس کی طرف توجہ فرمایا گیا۔ ارشاد ہے اَلَّذِينَ اتَّيْنَهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَةٍ (جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے) یعنی جس عزت سے بادشاہ کا فرمان اور جس شوق سے محبوب کا کلام پڑھا جاتا ہے اسی طرح پڑھنا چاہیے۔

۳- اور اس کی اشاعت کرو یعنی تقریر سے تحریر سے ترغیب سے عملی شرکت سے جس طرح ہو سکے اس کی اشاعت جتنی ہو سکے کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کلام پاک کی اشاعت اور اس کے پھیلانے کا حکم فرماتے ہیں۔ لیکن ہمارے روشن دماغ اس کے پڑھنے کو فضول بتلاتے ہیں اور ساتھ ہی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حب اسلام کے لمبے چوڑے دعوے بھی ہاتھ سے نہیں جاسیآقا کا حکم ہے کہ قرآن کو پھیلاؤ۔ مگر ہمارا عمل ہے کہ جو کوشش اس کی رکاوٹ میں ہو سکے دریغ نہ کریں گے۔ جبریہ تعلیم کے قوانین بنوائیں گے تاکہ بچے بجائے قرآن پاک کے پرائمری پڑھیں۔ ہمیں اس پر غصہ ہے کہ مکتب کے میاں جی بچوں کی عمر ضائع کر دیتے ہیں اسلئے ہم وہاں نہیں پڑھانا چاہتے مُسَلِّم وہ یقیناً کوتاہی کرتے ہیں مگر ان کی کوتاہی سے آپ سبک دوش ہو جاتے ہیں یا آپ پر سے قرآن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف کو عرب کی آواز میں پڑھو عشق بازوں اور یہود و نصاریٰ کی آواز میں مت پڑھو عنقریب ایک قوم آئیوالی ہے جو گانے اور نوحہ کرنے والوں کی طرح سے قرآن شریف کو بنا بنا کر پڑھے گی وہ تلاوت ذرا بھی ان کے لئے نافع نہ ہوگی خود بھی وہ لوگ فتنے میں پڑیں گے اور جن کو وہ پڑھنا اچھا معلوم ہوگا اُن کو بھی فتنہ میں ڈالیں گے۔ طاؤسؒ کہتے ہیں کہ کسی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اچھی آواز سے پڑھنے والا کون شخص ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص کہ جب تو اُس کو تلاوت کرتے دیکھے تو محسوس کرے کہ اس پر اللہ کا خوف ہے یعنی اس کی آواز سے مرعوب ہونا محسوس ہوتا ہو۔ اس سب کے ساتھ اللہ جل و علا کا بڑا انعام یہ ہے کہ آدمی اپنی حیثیت و طاقت کے موافق اس کا مکلف ہے۔ حدیث میں ہے کہ حق سبحانہ و تقدس کی طرف سے فرشتہ اس کام پر مقرر ہے کہ جو شخص کلام پاک پڑھے اور کما حقہ اس کو درست نہ پڑھ سکے تو وہ فرشتہ اس کو درست کرنے کے بعد اوپر لے جاتا ہے۔

قرآن مجید کے حقوق

عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے قرآن والو قرآن شریف سے تکیہ نہ لگاؤ اور اس کی تلاوت شب و روز ایسی کرو جیسا کہ اس کا حق ہے کلام پاک کی اشاعت کرو اور اس کو اچھی آواز سے پڑھو اور اس کے معانی میں تدبر کرو تاکہ تم فلاح کو پہنچو اور اس کا بدلہ (دنیا میں) طلب نہ کرو کہ (آخرت میں) اس کیلئے بڑا اجر و بدلہ ہے۔ حدیث بالا میں چند اُمور ارشاد فرمائے ہیں:-

۱- قرآن شریف سے تکیہ نہ لگاؤ۔ قرآن شریف سے تکیہ نہ لگانے کے دو مفہوم ہیں۔ اول یہ کہ اس پر تکیہ نہ لگاؤ کہ یہ خلاف

پاک کی اشاعت کا فریضہ ہٹ جاتا ہے۔ اس صورت میں تو یہ فریضہ آپ پر عائد ہوتا ہے۔ وہ اپنی کوتاہیوں کے جواب دہ ہیں۔ مگر ان کی کوتاہی سے آپ بچوں کو جبراً قرآن پاک کے مکاتب سے ہٹا دیں اور ان کے والدین پر نوٹس جاری کرائیں کہ وہ قرآن پاک حفظ یا ناظرہ پڑھانے سے مجبور ہوں اور اسکا وبال آپ کی گردن پر رہے۔ یہ حُجی دق کا علاج سُنکھیا سے نہیں تو اور کیا ہے۔ عدالت عالیہ میں اپنے اس جواب کو اسلئے جبراً تعلیم قرآن سے ہٹا دیا کہ مکتب کے میاں جی بہت بُری طرح سے پڑھاتے تھے آپ خود ہی سوچ لیجئے کہ کتنا وزن رکھتا ہے۔ بننے کی دکان پر جانے کے واسطے یا انگریزوں کی چاکری کے واسطے ۳۴ کی تعلیم اہمیت رکھتی ہو مگر اللہ کے یہاں تعلیم قرآن سب سے اہم ہے۔

۴- خوش آوازی سے پڑھو جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں گذر چکا۔

۵- اور اس کے معنی میں غور کرو۔ تورات سے احیاء میں نقل کیا ہے۔ حق سبحانہ و تقدس ارشاد فرماتے ہیں: اے میرے بندے تجھے مجھ سے شرم نہیں آتی۔ تیرے پاس راستے میں کسی دوست کا خط آ جاتا ہے تو چلتے چلتے راستے میں ٹھہر جاتا ہے، الگ کو بیٹھ کر غور سے پڑھتا ہے، ایک ایک لفظ پر غور کرتا ہے۔ میری کتاب تجھ

پر گذرتی ہے میں نے اس میں سب کچھ واضح کر دیا ہے۔ بعض اہم امور کا بار بار تکرار کیا ہے تاکہ تو اس پر غور کرے اور توبے پر وہی سے اڑا دیتا ہے۔ کیا میں تیرے نزدیک تیرے دوستوں سے بھی ذلیل ہوں اے میرے بندے تیرے بعض دوست تیرے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں تو ہمہ تن ادھر متوجہ ہو جاتا ہے۔ کان لگاتا ہے غور کرتا ہے کوئی بچ میں تجھ سے بات کرنے لگتا ہے تو تُو اشارہ سے اُس کو روکتا ہے منع کرتا ہے۔ میں تجھ سے اپنے کلام کے ذریعے سے باتیں کرتا ہوں اور تو ذرا بھی متوجہ نہیں ہوتا۔ کیا میں تیرے نزدیک تیرے دوستوں سے بھی زیادہ ذلیل ہوں اھ۔

۶- اور اس کا بدلہ دُنیا میں نہ چاہو۔ یعنی تلاوت پر کوئی معاوضہ نہ لو کہ آخرت میں اس کا بہت بڑا معاوضہ ملنے والا ہے۔ دُنیا میں اگر اس کا معاوضہ لے لیا جاویگا۔ تو ایسا ہے جیسا کہ روپیوں کے بدلے کوئی شخص کوڑیوں پر راضی ہو جاوے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

کہ جب میری امت دینار و درہم کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی، اسلام کی ہیبت اس سے جاتی رہے گی اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دے گی تو برکت وحی سے یعنی فہم قرآن سے محروم ہو جائے گی۔

دعا کیجئے

اے اللہ ہمیں قرآن کریم کے تمام ظاہری و باطنی آداب کا خیال رکھتے ہوئے تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمائیے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن کی نعمت عطا فرمائیے اور اس کی برکتیں حاصل کرنے والا بنادیتے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تلاوت قرآن کی مقدار

عن واثلة رضی اللہ عنہ رفعہ اعطیت مکان التوراة السبع واعطیت مکان الزبور المئین واعطیت مکان الانجیل المئین وفضلت بالمفصل (الاحمد والكبير)
ترجمہ: واثلہؒ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ مجھے تورات کے بدلہ میں سبع طویل ملی ہیں اور زبور کے بدلہ میں مئین اور انجیل کے بدلہ میں مئین اور مفصل مخصوص ہیں میرے ساتھ۔

تشریح: کلام پاک کی اول سات سورتیں طول کہلاتی ہیں۔ اس کے بعد کی گیارہ سورتیں مئین کہلاتی ہیں اس کے بعد کی بیس سورتیں مئین۔ اس کے بعد ختم قرآن تک مفصل۔ یہ مشہور قول ہے۔ بعض بعض سورتوں میں اختلاف بھی ہے کہ یہ طول میں داخل ہیں یا مئین میں اسی طرح مئین میں داخل ہیں یا مفصل میں۔ مگر حدیث شریف کے مطلب و مقصود میں اس اختلاف سے کوئی فرق نہیں آتا۔ مقصد یہ ہے کہ جس قدر کتب مشہورہ سماویہ پہلے نازل ہوئی ہیں ان سب کی نظیر قرآن شریف میں موجود ہے اور ان کے علاوہ مفصل اس کلام پاک میں مخصوص ہے جس کی مثال پہلی کتابوں میں نہیں ملتی۔

مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کی مجلس قرآن

ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں ضعفاء مہاجرین کی جماعت میں ایک مرتبہ بیٹھا ہوا تھا۔ ان لوگوں کے پاس کپڑا بھی اتنا نہ تھا کہ جس سے پورا بدن ڈھانپ لیں۔ بعض لوگ بعض کی اوٹ کرتے تھے اور ایک شخص قرآن شریف پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور بالکل ہمارے قریب کھڑے ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر قاری پُچھ ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور پھر دریافت فرمایا کہ تم لوگ کیا کر رہے تھے ہم نے عرض کیا کہ کلام اللہ سن رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان میں ٹھہرنے کا حکم کیا گیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے تاکہ سب کے برابر ہیں کسی کے

قریب کسی سے دُور نہ ہوں۔ اس کے بعد سب کو حلقہ کر کے بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے فقراء مہاجرین تمہیں مژدہ ہو قیامت کے دن نور کامل کا اور اس بات کا کہ تم اغنیاء سے آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہو گے اور یہ آدھا دن پانسو برس کی برابر ہوگا۔ ننگے بدن سے بظاہر محل ستر کے علاوہ مراد ہے۔ مجمع میں ستر کے علاوہ اور بدن کے کھلنے سے بھی حجاب معلوم ہوا کرتا ہے اس لئے ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھ گئے تھے کہ بدن نظر نہ آوے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کی اول تو ان لوگوں کو اپنی مشغول کی وجہ سے خبر نہ ہوئی لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل سر پر تشریف لے آئے تو معلوم ہوا اور قاری ادب کی وجہ سے خاموش ہو گئے۔

قیامت کا دن: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دریافت فرمانا بظاہر اظہار ستر کیلئے تھا ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قاری کو پڑھتے ہوئے دیکھ ہی چکے تھے۔ آخرت کا ایک دن دنیا کے ہزار برس کے برابر ہوتا ہے۔
وَلَنْ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ.

اور اسی وجہ سے بظاہر جہاں قیامت کا ذکر آتا ہے خدا کے ساتھ آتا ہے جس کے معنی کل آئندہ کے ہیں لیکن یہ سب باعتبار اغلب اور عام مومنین کے ہے ورنہ کافرین کیلئے وارد ہوا ہے
فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ

ایسا دن جو پچاس ہزار برس کا ہوگا۔ اور خواص مومنین کے لئے حسب حیثیت کم معلوم ہوگا۔ چنانچہ وارد ہوا ہے کہ بعض مومنین کے لئے بمنزلہ دو رکعت فجر کے ہوگا۔

آہستہ اور اونچی تلاوت

عقبہ بن عامر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ کلام اللہ کا آواز سے پڑھنے والا علانیہ صدقہ کرنے والے کے مشابہ ہے اور آہستہ پڑھنے والا خفیہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے۔

خفیہ اور اعلانیہ عمل کی حکمت

صدقہ بعض اوقات اعلانیہ افضل ہوتا ہے جس وقت دوسروں کی ترغیب کا سبب ہو یا اور کوئی مصلحت ہو اور بعض اوقات مخفی افضل ہوتا ہے جہاں ریا کا شبہ ہو یا دوسرے کی تذلیل ہوتی ہو وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح کلام اللہ شریف کا بعض اوقات میں آواز سے پڑھنا افضل ہے جہاں دوسروں کی ترغیب کا سبب ہو اور اس میں دوسرے کے سننے کا ثواب بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات آہستہ پڑھنا افضل ہوتا ہے جہاں دوسروں کو تکلیف ہو یا ریا کا احتمال ہو وغیرہ وغیرہ۔ اسی وجہ سے زور سے اور آہستہ دونوں طرح پڑھنے کی مستقل فضیلتیں بھی آئی ہیں کہ بعض اوقات یہ مناسب تھا اور بعض وقت وہ افضل تھا۔ آہستہ پڑھنے کی فضیلت پر بہت سے لوگوں نے خود اس صدقہ والی حدیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ بیہقی نے کتاب الشعب میں (مگر یہ روایت بقواعد محدثین ضعیف ہے) حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ آہستہ کا عمل اعلانیہ کے عمل سے ستر حصہ زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ جابرؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ پکار کر اس طرح مت پڑھو کہ ایک کی آواز دوسرے کے ساتھ خلط ہو جائے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسجد نبویؐ میں ایک شخص کو آواز سے تلاوت کرتے سنا تو اس کو منع کر دیا۔ پڑھنے والے نے کچھ حجت کی تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ اگر اللہ کے واسطے پڑھتا ہے تو آہستہ پڑھ اور لوگوں کی خاطر پڑھتا ہے تو پڑھنا بیکار ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پکار کر پڑھنے کا ارشاد بھی نقل کیا گیا۔ شرح احياء میں دونوں طرح کی روایات و آثار ذکر کئے گئے ہیں۔

وَاجْرِدْ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

قرآن کا سننا: قرآن شریف کے پڑھنے کے فضائل جیسا کہ بہت سی روایات میں وارد ہوئے ہیں بیحد ہیں۔ اس کے سننے کے فضائل بھی متعدد روایات میں آئے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی مجلس میں شرکت کا حکم ہوا ہے جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوا۔ بعض علماء کا فتویٰ ہے کہ قرآن پاک کا سننا پڑھنے سے بھی زیادہ افضل ہے اس لئے کہ قرآن پاک کا پڑھنا نفل ہے اور سننا فرض اور فرض کا درجہ نفل سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

مسئلہ: اس حدیث سے ایک اور مسئلہ بھی مستنبط ہوتا ہے۔ جس میں علماء کا اختلاف ہے کہ وہ نادار جو صبر کرنے والا ہو۔ اپنے فقر و فاقہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا ہو وہ افضل ہے یا وہ مالدار جو شکر کرنے والا ہو حقوق ادا کرنے والا ہو۔ اس حدیث سے صابر حاجت مند کی افضلیت پر استدلال کیا جاتا ہے۔

قرآن کا پڑھنا اور سننا

ابو ہریرہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جو شخص ایک آیت کلام اللہ کی سننے کے لئے دو چند نیکی لکھی جاتی ہے اور جو تلاوت کرے اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔ محدثین نے سند کے اعتبار سے اگرچہ اس میں کلام کیا ہے مگر مضمون بہت سی روایات سے مؤید ہے کہ کلام پاک کا سننا بھی بہت اجر رکھتا ہے حتیٰ کہ بعض لوگوں نے اس کو پڑھنے سے بھی افضل بتلایا ہے۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن شریف سنا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تو خود نازل ہی ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا سناؤں۔ ارشاد ہوا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سنوں۔ اس کے بعد انہوں نے سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ایک مرتبہ سالم مولیٰ حذیفہؓ کلام مجید پڑھ رہے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک کھڑے ہوئے سنتے رہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا قرآن شریف سنا تو تعریف فرمائی۔

قرآن.....مقبول سفارشی

عن جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم القران شافع مشفع وماحل مصدق من جعلہ امامہ قاده الی الجنة ومن جعلہ خلف ظهرہ ساقطہ الی النار. (رواہ ابن حبان)

ترجمہ: جابرؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ قرآن پاک ایسا شافع ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی اور ایسا جھگڑا لو ہے کہ جس کا جھگڑا تسلیم کر لیا گیا جو شخص اس کو اپنے آگے رکھے اس کو یہ جنت کی طرف کھینچتا ہے اور جو اس کو پس پشت ڈال دے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔

قرآن اور روزے کی سفارش

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بندہ کیلئے شفاعت کرتے ہیں روزہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روک رکھا میری شفاعت قبول کیجئے اور قرآن شریف کہتا ہے کہ یا اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا میری شفاعت قبول کیجئے پس دونوں کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

ترغیب میں الطعام والشراب کا لفظ ہے جس کا ترجمہ کیا گیا۔ حاکم میں شراب کی جگہ شہوات کا لفظ ہے یعنی میں نے روزہ دار کو دن میں کھانے اور خواہشات نفسانیہ سے روکا۔ اس میں اشارہ ہے کہ روزہ دار کو خواہشات نفسانیہ سے جدا رہنا چاہیے اگرچہ وہ جائز ہوں جیسا کہ پیار کرنا۔ لپٹنا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ قرآن مجید جو انمرد کی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ میں ہی ہوں جس نے تجھے راتوں کو جگایا اور دن کو پیا سا رکھا۔

حفظ قرآن کا تقاضا: نیز اس حدیث شریف میں اشارہ ہے اس طرف کہ کلام اللہ شریف کے حفظ کا مقصد یہ ہے کہ رات کو نوافل میں اس کی تلاوت بھی کرے۔ خود کلام پاک میں متعدد جگہ اس کی ترغیب نازل ہوئی۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ دُوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا۔

تشریح: قرآن مجید جس کی یہ شفاعت کرتا ہے اس کی شفاعت حق تعالیٰ شانہ کے یہاں مقبول ہے اور جس کے بارے میں جھگڑا کرتا ہے کہ اپنی رعایت رکھنے والوں کے لئے درجات کے بڑھانے میں اللہ کے دربار میں جھگڑتا ہے اور اپنی حق تلفی کرنے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ میرا حق کیوں نہیں ادا کیا۔ جو شخص اس کو اپنے پاس رکھ لے یعنی اس کا اتباع اور اس کی پیروی اپنا دستور العمل بنالے اس کو جنت میں پہنچا دیتا ہے اور جو اس کو پشت کے پیچھے ڈال دے یعنی اس کا اتباع نہ کرے اس کا جہنم میں گرنا ظاہر ہے۔ بندہ کے نزدیک کلام پاک کے ساتھ لا پرواہی برتنا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہو سکتا ہے۔ متعدد احادیث میں کلام اللہ شریف کے ساتھ بے پرواہی پر وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ بخاری شریف کی اس طویل حدیث میں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض سزاؤں کی سیر کرائی گئی۔ ایک شخص کا حال دکھلایا گیا جس کے سر پر ایک پتھر اس زور سے مارا جاتا تھا کہ اس کا سر کچل جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر بتلایا گیا کہ اس شخص کو حق تعالیٰ شانہ نے اپنا کلام پاک سکھلایا تھا مگر اس نے نہ شب کو اس کی تلاوت کی نہ دن میں اس پر عمل کیا لہذا قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہے گا۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف کے ساتھ اپنے عذاب سے محفوظ رکھیں کہ درحقیقت کلام اللہ شریف اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کے ساتھ بے توجہی پر جو سزا دی جاوے مناسب ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے۔ يَتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اَنۡاَءَ الْیَلِ وَهُمْ یَسۡجُدُوْنَ
ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَالَّذِیۡنَ یَسۡتَوۡنَ لِرَبِّهِمْ سۡجُدًا وَّ قِیَامًا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ اور اولیاء کا

قرآن کریم کے ساتھ تعلق

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بعض مرتبہ تلاوت کرتے ہوئے تمام رات گزر جاتی تھی۔ حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ بعض مرتبہ وتر کی ایک رکعت میں وہ تمام قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح عبداللہ بن زبیر بھی ایک رات میں تمام قرآن شریف پورا فرمایا کرتے تھے۔ سعید بن جبیرؓ نے دو رکعت میں کعبہ کے اندر تمام قرآن شریف پڑھا۔ ثابت بنائی دن رات میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ اور اسی طرح ابو حرۃ بھی۔ ابوشیخ ہنانی کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات میں دو قرآن مجید پورے اور تیسرے میں سے دس پارے پڑھے اگر چاہتا تو تیسرا بھی پورا کر لیتا۔ صالح بن کیسانؓ جب حج کو گئے تو راستے میں اکثر ایک رات میں دو کلام مجید پورے کرتے تھے۔ منصور بن زاذانؓ صلوٰۃ الضحیٰ میں ایک کلام مجید اور دوسرا ظہر سے عصر تک پورا کرتے تھے اور تمام رات نوافل میں گزارتے تھے اور اتنا روتے تھے کہ عمامہ کا شملہ تر ہو جاتا تھا۔ اسی طرح اور حضرات بھی جیسا کہ محمد بن نصر نے قیام اللیل میں تخریج کیا ہے شرح احیاء میں لکھا ہے کہ سلف کی عادات ختم قرآن میں مختلف رہی ہیں۔ بعض حضرات ایک ختم روزانہ کرتے تھے جیسا کہ امام شافعیؒ غیر رمضان المبارک میں اور بعض دو ختم روزانہ کرتے تھے۔ جیسا کہ خود امام شافعی صاحب کا معمول رمضان المبارک میں تھا اور یہی معمول اسودؓ اور صالح بن کیسانؓ سعید بن جبیرؓ اور ایک جماعت کا تھا۔ بعض کا معمول تین ختم روزانہ کا تھا۔ چنانچہ سلیم بن عمرؓ جو بڑے تابعین میں شمار کئے جاتے ہیں

حضرت عمرؓ کے زمانے میں فتح مصر میں شریک تھے اور حضرت معاویہؓ نے قصص کا امیران کو بنایا تھا۔ ان کا معمول تھا کہ ہر شب میں تین ختم قرآن شریف کے کرتے تھے۔ نوویؒ کتاب الاذکار میں نقل کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مقدار جو تلاوت کے باب میں ہم کو پہنچی ہے۔ وہ ابن الکاتب کا معمول تھا کہ دن رات میں آٹھ قرآن شریف روزانہ پڑھتے تھے۔

ختم قرآن کی مدت

ابن قدامہؒ نے امام احمدؒ سے نقل کیا ہے کہ اس کی کوئی تحدید نہیں پڑھنے والے کے نشاط پر موقوف ہے۔ اہل تاریخ نے امام اعظمؒ سے نقل کیا ہے کہ رمضان شریف میں اکٹھ قرآن شریف پڑھتے تھے ایک دن کا اور ایک رات کا اور ایک تمام رمضان شریف میں تراویح کا۔ مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین دن سے کم میں قرآن شریف ختم کر نیوالا تدبیر نہیں کر سکتا۔ اسی وجہ سے ابن حزمؒ وغیرہ نے تین دن سے کم میں ختم کو حرام بتلایا ہے بندہ کے نزدیک یہ حدیث شریف باعتبار اکثر افراد کے ہے اس لئے کہ صحابہؓ کی ایک جماعت سے اس سے کم میں پڑھنا بھی ثابت ہے۔ اسی طرح زیادتی میں بھی جمہور کے نزدیک تحدید نہیں جتنے ایام میں بسہولت ہو سکے کلام مجید ختم کرے۔ مگر بعض علماء کا مذہب ہے کہ چالیس دن سے زائد ایک قرآن شریف میں خرچ نہ ہوں جس کا حاصل یہ ہے کہ کم از کم تین پاؤں روزانہ پڑھنا ضروری ہے۔ اگر کسی وجہ سے کسی دن نہ پڑھ سکے۔ تو دوسرے دن اس کی قضا کر لے۔ غرض چالیس دن کے اندر اندر ایک مرتبہ کلام مجید پورا ہو جاوے۔ جمہور کے نزدیک اگرچہ یہ ضروری نہیں مگر جب بعض علماء کا مذہب ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ اس سے کم نہ ہو۔ نیز بعض احادیث سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔ صاحب مجمع نے ایک حدیث نقل کی ہے جس شخص نے قرآن شریف چالیس رات

بنادے نہ کہ فریق مخالف اور مدعی۔

قبر میں قرآن کی مدد

بزار کی روایت کہ جب آدمی مرتا ہے تو اس کے گھر کے لوگ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوتے ہیں اور اس کے سرہانے نہایت حسین و جمیل صورت میں ایک شخص ہوتا ہے۔ جب کفن دیا جاتا ہے تو وہ شخص کفن کے اور سینہ کے درمیان ہوتا ہے۔ جب دفن کرنے کے بعد لوگ لوٹتے ہیں اور منکر نکیر آتے ہیں تو وہ شخص اس کو علیحدہ کرنا چاہتے ہیں کہ سوال یکسوئی میں کریں مگر یہ کہتا ہے کہ یہ میرا ساتھی ہے۔ میرا دوست ہے میں کسی حال بھی اس کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ تم سوالات کے اگر مامور ہو تو اپنا کام کرو۔ میں اس وقت اس سے جدا نہیں ہو سکتا کہ جنت میں داخل کراؤں۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے کہ میں ہی وہ قرآن ہوں جس کو تو کبھی بلند پڑھتا تھا اور کبھی آہستہ تو بے فکر رہ منکر نکیر کے سوالات کے بعد تجھے کوئی غم نہیں ہے۔ اس کے بعد جب وہ اپنے سوالات سے فارغ ہو جاتے ہیں تو یہ ملا اعلیٰ سے بستر وغیرہ کا انتظام کرتا ہے جو ریشم کا ہوتا ہے اور اس کے درمیان مشک بھرا ہوا ہوتا ہے۔

میں ختم کیا اس نے بہت دیر کی۔ بعض علماء کا فتویٰ ہے کہ ہر مہینہ میں ایک ختم کرنا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ سات روز میں ایک کلام مجید ختم کر لے کہ صحابہ کا معمول عامۃً یہی نقل کیا جاتا ہے۔ جمعہ کے روز شروع کرے اور سات روز میں ایک منزل روزانہ کر کے پنجشنبہ کے روز ختم کر لے۔ امام صاحب کا مقولہ پہلے گذر چکا کہ سال میں دو مرتبہ ختم کرنا قرآن شریف کا حق ہے لہذا اس سے کم کسی طرح نہ ہونا چاہیے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ کلام پاک کا ختم اگر دن کے شروع میں ہو۔ تو تمام دن اور رات کے شروع میں ہو تو تمام رات ملائکہ اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اس سے بعض مشائخ نے استنباط فرمایا ہے کہ گرمی کے ایام میں دن کے ابتداء میں ختم کرے اور موسم سرما میں ابتدائی شب میں تاکہ بہت سا وقت ملائکہ کی دعا کا میسر ہو۔

سب سے بڑا سفارشی

سعید بن سلیم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنے والا نہ ہوگا نہ کوئی نبی نہ فرشتہ وغیرہ۔ کلام اللہ شریف کا شفیع اور اس درجہ کا شفیع ہونا جس کی شفاعت مقبول ہے اور بھی متعدد روایات سے معلوم ہو چکا۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے فضل سے میرے اور تمہارے لئے اسکو شفیع

دعا کیجئے

اے اللہ قرآن کریم کی تلاوت کے اجر سے ہمیں بھی ان کے حاصل کر نیوالا اور قرآن کا قاری و عامل بنائیے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائیے آمین یا رب العالمین

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

علوم نبوت کے حامل اور ان کے اخلاق

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قرأ القرآن فقد استدرج النبوة بین جنبیه غیرانہ لا یوحی الیہ لا ینبغی لصاحب القرآن ان یجد مع من وجد ولا یجہل مع من جہل وفی جوفہ کلام اللہ. (رواہ الحاکم وقال صحیح الاسناد)

ترجمہ: عبد اللہ بن عمروؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے کلام اللہ شریف پڑھا اس نے علوم نبوت کو اپنی پسلیوں کے درمیان لے لیا۔ گو اس کی طرف وحی نہیں بھیجی جاتی۔ حامل قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ غصہ والوں کے ساتھ غصہ کرے یا جاہلوں کے ساتھ جہالت کرے حالانکہ اس کے پیٹ میں اللہ کا کلام ہے۔

قیامت کی سختی، اس کی دہشت، اس کا خوف، اس کی مصیبتیں اور تکالیف ایسی نہیں کہ کسی مسلمان کا دل اس سے خالی ہو یا بے خبر ہو۔ اس دن میں کسی بات کی وجہ سے بے فکری نصیب ہو جاوے یہ بھی لاکھوں نعمتوں سے بڑھ کر اور کروڑوں راحتوں سے مغتنم ہے پھر اس کے ساتھ اگر تفریح و تنعم، بھی نصیب ہو جاوے تو خوش نصیب اس شخص کے جس کو یہ میسر ہو اور بربادی و خسران ہے ان بے حسوں کے لئے جو اس کو لغو بے کار اور اضعافِ وقت سمجھتے ہیں۔ معجم کبیر میں اس حدیث شریف کے شروع میں روایت کرنے والے صحابی عبد اللہ بن عمروؓ سے نقل کیا ہے کہ اگر میں نے اس حدیث کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ اور ایک مرتبہ اور ایک مرتبہ غرض سات دفعہ یہ لفظ کہا۔ یعنی اگر سات مرتبہ نہ سنا ہوتا تو کبھی نقل نہ کرتا۔

قرآن کریم کی ایک آیت سیکھنے کا اجر

ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو ذر اگر تو صبح کو جا کر ایک آیت کلام اللہ شریف کی سیکھ لے تو نوافل کی سو ۱۰۰ رکعات سے افضل ہے اور اگر ایک باب علم کا سیکھ لے خواہ اس وقت وہ معمول نہ ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعات نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔

تشریح: چونکہ وحی کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ختم ہو گیا۔ اس لئے وحی تو اب آ نہیں سکتی لیکن چونکہ یہ حق سبحانہ و تقدس کا پاک کلام ہے اس لئے علم نبوت ہونے میں کیا تامل ہے اور جب کوئی شخص علم نبوت سے نوازا جائے تو نہایت ضروری ہے کہ اس کے مناسب بہترین اخلاق پیدا کرے اور بُرے اخلاق سے احتراز کرے۔ فضیل بن عیاضؒ کہتے ہیں کہ حافظ قرآن اسلام کا جھنڈا اٹھانے والا ہے اس کے لئے مناسب نہیں کہ لہو و لعب میں لگنے والوں میں لگ جاوے یا غافلین میں شریک ہو جاوے یا بے کار لوگوں میں داخل ہو جاوے۔

تین شخص جو قیامت میں بے خوف ہوں گے

ابن عمرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تین آدمی ایسے ہیں۔ جن کو قیامت کا خوف دامن گیر نہ ہوگا نہ ان کو حساب کتاب دینا پڑے گا۔ اتنے مخلوق اپنے حساب کتاب سے فارغ ہو۔ وہ مشک کے ٹیلوں پر تفریح کریں گے۔ ایک وہ شخص جس نے اللہ کے واسطے قرآن شریف پڑھا اور امامت کی اس طرح پر کہ مقتدی اس سے راضی رہے دوسرا وہ شخص جو لوگوں کو نماز کے لئے بلاتا ہو صرف اللہ کے واسطے تیسرا وہ شخص جو اپنے مالک سے بھی اچھا معاملہ رکھے اور اپنے ماتحتوں سے بھی۔

ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ قطار کیا ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بارہ ہزار کے برابر (درہم مراد ہوں یا دینار)

فتنوں سے نجات کا نسخہ

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اُن سے خلاصی کی کیا صورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن شریف۔

کتاب اللہ پر عمل بھی فتنوں سے بچنے کا کفیل ہے اور اس کی تلاوت کی برکت بھی فتنوں سے خلاصی کا سبب ہے۔ حدیث نمبر ۲۲ میں گذر چکا کہ جس گھر میں کلام پاک کی تلاوت کی جاتی ہے سیکنہ اور رحمت اس گھر میں نازل ہوتی ہے اور شیاطین اس گھر سے نکل جاتے ہیں۔ فتنوں سے مراد خروج دجال، فتنہ تاتار وغیرہ علماء نے بتلائے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی ایک طویل روایت میں حدیث بالا کا مضمون وارد ہوا ہے کہ حضرت علیؓ کی روایت میں وارد ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ حق تعالیٰ شانہ تم کو اپنے کلام کے پڑھنے کا حکم فرماتا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی قوم اپنے قلعے میں محفوظ ہو اور اس کی طرف کوئی دشمن متوجہ ہو کہ جس جانب سے بھی وہ حملہ کرنا چاہے۔ اسی جانب میں اللہ کی کلام کو اس کا محافظ پاوے گا اور وہ اس دشمن کو دفع کر دے گا۔

بہت سی احادیث اس مضمون میں وارد ہیں کہ علم کا سیکھنا عبادت سے افضل ہے۔ فضائل علم میں جس قدر روایات وارد ہوئی ہیں ان کا احاطہ بالخصوص اس مختصر میں دشوار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسا کہ میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ شیطان پر ایک فقیہ ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

غافلین کی فہرست سے نجات

ابو ہریرہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جو شخص دس آیتوں کی تلاوت کسی رات میں کرے غافلین سے شمار نہیں ہوگا۔ دس آیات کی تلاوت سے جس کے پڑھنے میں چند منٹ صرف ہوتے ہیں تمام رات کی غفلت سے نکل جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی۔

ابو ہریرہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص ان پانچوں فرض نمازوں پر مداومت کرے وہ غافلین سے نہیں لکھا جاوے گا جو شخص سو آیات کی تلاوت کسی رات میں کرے وہ اس رات میں قاشین سے لکھا جاوے گا۔

حسن بصریؒ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جو شخص سو آیتیں رات کو پڑھے کلام اللہ شریف کے مطالبے سے بچ جاوے گا جو دو سو پڑھے تو اس کو رات بھر کی عبادت کا ثواب ملے گا اور جو پانچ سو سے ہزار تک پڑھے اس کے لئے ایک قطار

دعا کیجئے

اے اللہ ہمیں قرآن کریم کے تمام ظاہری و باطنی آداب کا خیال رکھتے ہوئے تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمائیے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن کی نعمت عطا فرمائیے۔ آمین

وَاجْزِدْ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ہر بیماری سے شفاء

عن عبد الملك بن عمير رضي الله عنه مرسلًا قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في فاتحة الكتاب شفاء من كل داء (رواه الدارمي والبيهقي في شعب الإيمان)

ترجمہ: عبد الملك بن عمیر رضی اللہ عنہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سورت فاتحہ میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔

سب سے افضل سورۃ

تشریح: سورت فاتحہ کے فضائل بہت سی روایات میں وارد ہوئے ہیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک صحابی نماز پڑھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا وہ نماز کی وجہ سے جواب نہ دے سکے۔ جب فارغ ہو کر حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پکارنے پر جواب کیوں نہیں دیا۔ انہوں نے نماز کا عذر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن شریف کی آیت میں نہیں پڑھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ

(اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی پکار کا جواب دو جب بھی وہ تم کو بلاویں) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تجھے قرآن شریف کی سب سے بڑی سورت یعنی سب سے افضل بتلاؤں گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ الحمد کی سات آیتیں ہیں۔ یہ سبج مثانی ہیں اور قرآن عظیم۔

پورے قرآن کا خلاصہ

بعض صوفیاء سے منقول ہے کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں تھا وہ سب کلام پاک میں آ گیا اور جو کلام پاک میں ہے وہ سب سورہ فاتحہ میں آ گیا اور جو کچھ فاتحہ میں ہے وہ بسم اللہ میں آ گیا اور جو بسم اللہ میں ہے وہ اس کی ب میں آ گیا۔ اس کی شرح بتلاتے ہیں کہ ب کے معنی اس جگہ ملانے کے ہیں اور مقصود سب چیز سے بندہ کا

اللہ جل شانہ کے ساتھ ملا دینا ہے بعض نے اس کے آگے اضافہ کیا ہے کہ ب میں جو کچھ ہے وہ اس کے نقطہ میں آ گیا یعنی وحدانیت کے نقطہ اصطلاح میں کہتے ہیں اس چیز کو جس کی تقسیم نہ ہو سکتی ہو بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں تمام مقاصد دنیوی اور دینی آ گئے۔

بے مثال سورۃ

ایک دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس جیسی سورت نازل نہیں ہوئی۔ نہ تورات میں نہ انجیل میں نہ زبور میں نہ بقیہ قرآن پاک میں۔

سورۃ فاتحہ کا عمل

مشائخ نے لکھا ہے کہ اگر سورہ فاتحہ کو ایمان و یقین کے ساتھ پڑھے تو ہر بیماری سے شفا ہوتی ہے دینی ہو یا دنیوی ظاہری ہو یا باطنی لکھ کر لٹکانا اور چاٹنا بھی امراض کے لئے نافع ہے۔ صحاح کی کتابوں میں وارد ہے کہ صحابہؓ نے سانپ بچھو کے کاٹے ہوؤں پر اور مرگی والوں پر اور دیوانوں پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز بھی رکھا۔ نیز ایک روایت میں آیا ہے کہ سائب بن یزیدؓ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کو دم فرمایا اور یہ سورت پڑھ کر لعاب دہن درد کی جگہ لگایا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص سونے کا

ارادہ سے لیٹے اور سورۃ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لے، موت کے سوا ہر بلا سے امن پاوے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ سورہ فاتحہ ثواب میں دو تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ عرش کے خاص خزانہ سے مجھ کو چار چیزیں ملی ہیں کہ اور کوئی چیز اس خزانہ سے کسی کو نہیں ملی۔ ۱۔ سورہ فاتحہ۔ ۲۔ آیۃ الکرسی۔ ۳۔ بقرہ کی آخری آیات۔ ۴۔ سورہ کوثر۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حسن بصری حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جس نے سورہ فاتحہ کو پڑھا اُس نے گویا تورات، انجیل، زبور اور قرآن شریف کو پڑھا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ابلیس کو اپنے اوپر نوحہ اور زاری اور سر پر خاک ڈالنے کی چار مرتبہ نوبت آئی۔ اول جبکہ اس پر لعنت ہوئی، دوسرے جبکہ اس کو آسمان سے زمین پر ڈالا گیا۔ تیسرے جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی۔ چوتھے جبکہ سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ شععی سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور دردِ گردہ کی شکایت کی۔ شععی نے کہا اس قرآن پڑھ کر درد کی جگہ دم کرو۔ اس نے پوچھا اس قرآن کیا ہے۔ شععی نے کہا سورہ فاتحہ۔ مشائخ کے اعمال مجرب میں لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ اسمِ اعظم ہے ہر مطلب کے لئے پڑھنی چاہیے اور اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ صبح کی سنت اور فرض کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کے میم کے ساتھ الحمد للہ کا لام ملا کر اکتالیس بار چالیس دن تک پڑھے جو مطلب ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ حاصل ہوگا اور اگر کسی مریض یا جادو کئے ہوئے کے لئے ضرورت ہو تو

پانی پر دم کر کے اس کو پلاوے۔ دوسرے یہ کہ نوچندی اتوار کو صبح کی سنت اور فرض کے درمیان بلا قید میم ملانے کے ستر بار پڑھے اور اس کے بعد ہر روز اسی وقت پڑھے اور دس دس بار کم کرتا جاوے یہاں تک کہ ہفتہ ختم ہو جاوے۔ اول مہینے میں اگر مطلب پورا ہو جاوے فبہا ورنہ دوسرے تیسرے مہینے میں اسی طرح کرے نیز اس سورت کا چینی کے برتن پر گلاب اور مشک و زعفران سے لکھ کر اور دھو کر پلانا چالیس روز تک امراض مزمنہ (پرانی بیماریوں) کیلئے مجرب ہے نیز دانتوں کے درد اور سر کے درد پیٹ کے درد کے لئے سات بار پڑھ کر دم کرنا مجرب ہے۔ یہ سب مضمون مظاہر حق سے مختصر طور سے نقل کیا گیا۔

دونوروں کی بشارت

مسلم شریف کی ایک حدیث میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تشریف فرما تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان کا ایک دروازہ آج کھلا ہے جو آج سے قبل کبھی نہیں کھلا تھا۔ پھر اس میں سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ نازل ہوا جو آج سے قبل کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ پھر اس فرشتہ نے عرض کیا کہ دونوروں کی بشارت لیجئے جو آپ سے قبل کسی کو نہیں دیئے گئے۔ ایک سورہ فاتحہ دوسرا خاتمہ سورہ بقرہ یعنی سورہ بقرہ کا اخیر رکوع۔ ان کو نور اس لئے فرمایا کہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے آگے آگے چلیں گے۔

دعا کیجئے: اے اللہ قرآن کریم کی تلاوت کے جواجر ہم نے ابھی پڑھے ہیں ہمیں بھی ان کے حاصل کرنیوالا اور قرآن کا قاری و عامل بنائیے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائیے آمین

یا رب العالمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

سورہ یسین اور سورہ واقعہ کے فضائل و فوائد

عن عبد الملك بن عمير رضي الله عنه مرسلًا قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في فاتحة الكتاب شفاء من كل داء (رواه الدارمي والبيهقي في شعب الإيمان)

ترجمہ: عبد الملك بن عمير حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سورت فاتحہ میں ہر بیماری سے شفاء ہے۔

تشریح: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سورہ یسین کو شروع دن میں پڑھے اس کی تمام دن کی حوائج پوری ہو جائیں۔

احادیث میں سورہ یسین کے بھی بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک دل ہوا کرتا ہے۔ قرآن شریف کا دل سورہ یسین ہے جو شخص سورہ یسین پڑھتا ہے حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے دس قرآنوں کا ثواب لکھتا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے سورہ طہ اور سورہ یسین کو آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے پڑھا۔ جب فرشتوں نے سنا تو کہنے لگے کہ خوشحالی ہے اس امت کے لئے جن پر یہ قرآن اتارا جائے گا اور خوشحالی ہے۔ ان دلوں کیلئے جو اس کو اٹھائیں گے یعنی یاد کریں گے اور خوشحالی ہے ان زبانوں کے لئے جو اسکو تلاوت کرینگی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سورہ یسین کو صرف اللہ کی رضا کے واسطے پڑھے۔ اس کے پہلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں پس اس سورہ کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ سورہ یسین کا نام توراۃ میں منعمہ ہے کہ اپنے پڑھنے والے کیلئے دنیا و آخرت کی بھلائوں پر مشتمل ہے اور یہ دنیا و آخرت کی مصیبت کو دور کرتی ہے اور آخرت کے ہول کو دور کرتی ہے۔ اس سورہ کا نام رافعہ خافضہ بھی ہے یعنی مومنوں کے رتبے بلند کرنے والی اور کافروں کو پست کرنے والی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورہ یسین میرے ہر امتی کے دل میں ہو ایک روایت میں ہے کہ جس نے سورہ یسین کو ہر رات میں پڑھا پھر مر گیا تو شہید مرا۔ ایک روایت میں ہے کہ جو یسین کو پڑھتا ہے اس کی مغفرت کی جانی ہے اور جو بھوک کی حالت میں پڑھتا ہے وہ سیر ہو جاتا ہے اور جو راستہ گم ہو جانے کی وجہ سے پڑھتا ہے وہ راستہ پالیتا ہے اور جو شخص جانور کے گم ہو جانے کی وجہ سے پڑھے

وہ پالیتا ہے اور جو ایسی حالت میں پڑھے کہ کھانا کم ہو جانے کا خوف ہو تو وہ کھانا کافی ہو جاتا ہے اور جو ایسے شخص کے پاس پڑھے جو نزع میں ہو تو اس پر نزع میں آسانی ہو جاتی ہے۔ اور جو ایسی عورت پر پڑھے جس کے بچہ ہونے میں دشواری ہو رہی ہو اس کے لئے بچہ جننے میں سہولت ہوتی ہے۔ مقرر کی کہتے ہیں کہ جب بادشاہ یا دشمن کا خوف ہو اور اس کے لئے سورہ یسین پڑھے تو وہ خوف جاتا رہتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ جس نے سورہ یسین اور الوصف جمعہ کے دن پڑھی اور پھر اللہ سے دعا کی اس کی دعا پوری ہوتی ہے (اس کا بھی اکثر مظاہر حق سے منقول ہے مگر مشائخ حدیث کو بعض روایات کی صحت میں کلام ہے۔)

سورہ واقعہ کے فضائل و فوائد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھے اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا اور ابن مسعود اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہر شب میں اس سورہ کو پڑھیں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص سورہ حدید اور سورہ واقعہ اور سورہ رحمن پڑھتا ہے وہ جنت الفردوس کے رہنے والوں میں پکارا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سورہ واقعہ سورہ الغنی ہے اس کو پڑھو اور اپنی اولاد کو سکھاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کو اپنی بیٹیوں کو سکھاؤ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس کے پڑھنے کی تاکید منقول ہے مگر بہت ہی پست خیالی ہے کہ چار پیسے کے لئے اس کو پڑھا جاوے البتہ اگر غنائے قلب اور آخرت کی نیت سے پڑھے تو دنیا خود بخود ہاتھ جوڑ کر حاضر ہوگی۔

وَ الْآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

سورہ ملک کے فضائل و برکات

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سورۃ فی القرآن ثلثون ایۃ شفعت لرجل حتی غفرلہ وہی تبارک الذی بیدہ الملک۔ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن شریف میں ایک سورت تیس آیات کی ایسی ہے کہ وہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ اسکی مغفرت کرادے وہ سورت تبارک الذی ہے۔

تشریح: سورہ تبارک الذی کے متعلق بھی ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آیا ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ سورۃ ہر مومن کے دل میں ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے تبارک الذی اور الم سجدہ کو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھا گویا اُس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان دونوں سورتوں کو پڑھا اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ستر بُرائیاں دور کی جاتی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان دونوں سورتوں کو پڑھا اس کے لئے عبادت لیلۃ القدر کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے۔ (کذا فی المظاہر)

ترمذی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ بعض صحابہؓ نے ایک جگہ خیمہ لگایا۔ ان کو علم نہ تھا کہ وہاں قبر ہے۔ اچانک ان خیمہ لگانے والوں نے اس جگہ کسی کو سورہ تبارک الذی پڑھتے ہوئے سنا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورۃ اللہ کے عذاب سے روکنے والی ہے اور نجات دینے والی ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک الم سجدہ اور سورہ تبارک الذی نہ پڑھ لیتے تھے۔ خالد بن معدانؓ کہتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک شخص بڑا گناہ گار تھا اور سورہ سجدہ پڑھا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھتا تھا۔ اس سورت نے اپنے پر اُس شخص پر پھیلا دیئے کہ اے رب یہ شخص میری بہت تلاوت کرتا تھا اُس کی شفاعت قبول کی گئی اور حکم ہو گیا کہ ہر خطا کے بدلے ایک نیکی دی جائے۔ خالد بن

معدانؓ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو میری شفاعت قبول کرو ورنہ مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے اور بمنزلہ پرندہ کے بن جاتی ہے اور اپنے پر میت پر پھیلا دیتی ہے اور اس پر عذاب قبر ہونے سے مانع ہوتی ہے اور یہی سارا مضمون وہ تبارک الذی کے بارے میں بھی کہتے ہیں۔ خالد بن معدانؓ اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک دونوں سورتیں نہ پڑھ لیتے۔ طاؤسؓ کہتے ہیں کہ یہ دونوں سورتیں تمام قرآن کی ہر سورۃ پر ساٹھ نیکیاں زیادہ رکھتی ہیں۔ عذاب قبر کوئی معمولی چیز نہیں۔ ہر شخص کو مرنے کے بعد سب سے پہلے قبر سے سابقہ پڑتا ہے۔ حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ ریش مبارک تر ہو جاتی۔ کسی نے پوچھا کہ آپ جنت و جہنم کے تذکرہ سے بھی اتنا نہیں روتے جتنا کہ قبر سے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قبر منازلِ آخرت میں سب سے پہلی منزل ہے جو شخص اس کے عذاب سے نجات پالے آئندہ کے واقعات اس کے لئے سہل ہوتے ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پائے تو آنے والے حوادث اس سے سخت ہوتے ہیں۔ نیز میں نے یہ بھی سنا ہے کہ قبر سے زیادہ متوحش کوئی منظر نہیں (جمع الفوائد)

مسلسل تلاوت

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ بہترین اعمال میں سے کونسا عمل ہے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حال مرتحل۔ لوگوں نے پوچھا کہ حال مرتحل کیا چیز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ صاحب القرآن ہے جو اول سے چلے حتیٰ کہ اخیر تک پہنچے اور اخیر کے بعد پھر اول پر پہنچے جہاں ٹھہرے پھر آگے چل دے۔

حال کہتے ہیں منزل پر آنے والے کو اور مرتحل کوچ کر نیوالے کو یعنی یہ کہ جب کلام پاک ختم ہو جائے تو پھر از سر نو شروع کر لے۔ یہ نہیں کہ بس اب ختم ہو گیا دوبارہ پھر دیکھا جائے گا۔ کنز العمال کی ایک روایت میں اس کی شرح وارد ہوئی ”الخاتم المفتوح“ ختم کرنے والا اور ساتھ ہی شروع کر نیوالا۔ یعنی ایک قرآن ختم کرنے کے بعد ساتھ ہی دوسرا شروع کر لے۔ اسی سے غالباً وہ عادت ماخوذ ہے جو ہمارے دیار میں متعارف ہے کہ ختم قرآن شریف کے بعد مفلحون تک پڑھا جاتا ہے مگر اب لوگ اسی کو مستقل ادب سمجھتے ہیں اور پھر پورا کرنے کا اہتمام نہیں کرتے۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ دراصل معاً دوسرا قرآن شریف شروع کرنا بظاہر مقصود ہے جس کو پورا بھی کرنا چاہیے۔ شرح احیاء میں علامہ سیوطی نے اتقان میں بروایت دارمی نقل کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قل اعوذ برب الناس پڑھا کرتے تو سورہ بقرہ سے مفلحون تک ساتھ ہی پڑھتے اور اس کے بعد ختم قرآن کی دعا فرماتے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ کلام اللہ شریف کا حفظ یاد ہو جانا درحقیقت یہ خود قرآن شریف کا ایک کھلا ہوا معجزہ ہے ورنہ اس سے آدمی تہائی مقدار کی کتاب بھی یاد ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ قریب بہ محال ہے۔ اس سبب سے حق تعالیٰ شانہ نے اس کے یاد ہو جانے کو سورہ قمر میں بطور احسان کے ذکر فرمایا اور بار بار اس پر تنبیہ فرمائی۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلَّذِي كُتِبَ عَلَيْهِ مِنْهُ مُذَكِّرًا لِّهُم نَ الْكَلَامِ

پاک کو حفظ کرنے کیلئے سہل کر رکھا ہے کوئی ہے حفظ کرنے والا۔ صاحب جلالین نے لکھا ہے کہ استفہام اس آیت میں امر کے معنی میں ہے تو جس چیز کو حق تعالیٰ شانہ بار بار تاکید سے فرما رہے ہوں اس کو ہم مسلمان لغو اور حماقت اور بیکار اضاعت وقت سے تعبیر کرتے ہوں۔ اس حماقت کے بعد پھر بھی ہماری تباہی کے لئے کسی اور چیز کے انتظار کی ضرورت باقی ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ حضرت عزیرؑ اگر اپنی یاد سے تورات لکھا دیں تو اس کی وجہ سے اللہ کے بیٹے پکارے جاویں اور مسلمانوں کے لئے اللہ جل شانہ نے اس لطف و احسان کو عام فرما رکھا ہے تو اس کی یہ قدر دانی کی جاوے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ بالجملہ یہ محض حق تعالیٰ شانہ کا لطف و انعام ہے کہ یہ یاد ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر کسی شخص کی طرف سے بے توجہی پائی جاتی ہے تو اس سے بھلا دیا جاتا ہے۔

قرآن بھلانے پر وعید

قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینے میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ پر اُمت کے گناہ پیش کئے گئے۔ میں نے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں پایا کہ کوئی شخص قرآن شریف پڑھ کر بھلا دے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ جو شخص قرآن شریف پڑھ کر بھلا دے قیامت کے دن اللہ کے دربار میں کوڑھی حاضر ہوگا۔ جمع الفوائد میں رزین کی روایت سے آیت ذیل کو دلیل بنایا ہے۔ اقرأوا ان شئتم قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا جو شخص ہمارے ذکر

قرآن کریم کی حفاظت کرو

ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ قرآن شریف کی خبر گیری کیا کرو قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قرآن پاک جلد نکل جانے والا ہے سینوں سے بہ نسبت اونٹ کے اپنی رسیوں سے۔ یعنی آدمی اگر جانور کی حفاظت سے غافل ہو جاوے اور وہ رسی سے نکل جاوے تو بھاگ جاویگا۔ اسی طرح کلام پاک کی اگر حفاظت نہ کی جاوے تو وہ بھی یاد نہیں رہے گا اور بھول جاویگا۔ اور

نے فرمایا: سورۃ ملک کا دوسرا نام منجیہ، یعنی نجات دینے والی تو عذاب قبر سے بھی نجات دیتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ بائیں طرف سے عذاب آتا ہے تو روکتی ہے، دائیں طرف سے آتا ہے تو روکتی ہے اور اوپر نیچے سے غرض چہاں طرف سے یہ روکتی ہے، تو نجات دے دیتی ہے بندے کو عذاب قبر سے، تنگی سے نجات دی، ظلمت سے نجات دی، عذاب سے نجات دی، اس واسطے اس کا نام منجیہ بھی ہے۔

سے اعراض کرتا ہے اس کی زندگی تنگ کر دیتے ہیں اور قیامت کے روز اس کو اندھا اٹھائیں گے۔ وہ عرض کریگا کہ یا اللہ میں تو آنکھوں والا تھا مجھے اندھا کیوں کر دیا، ارشاد ہوگا۔ اس لئے کہ تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں اور تو نے ان کو بھلا دیا۔ پس آج تو بھی اسی طرح بھلا دیا جاویگا یعنی تیری کوئی اعانت نہیں۔

سورۃ ملک کے نام

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

سورۃ الملک کی تلاوت پر نیکیاں

آشوب چشم پر تین روز تک تین بار روزانہ دم کرنے سے آرام ہو جائے۔ جو شخص اس سورت کو ہمیشہ پڑھے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ سورۃ ملک کے کل حروف 1313 ہیں۔ قرآن وحدیث کے قانون کے مطابق ہر حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے۔ لہذا

$$13130x = 10 \times 1313$$

ایک دفعہ پڑھنے پر نیکیاں

$$393900 = 30 \times 13130$$

مہینہ بھر کی کل نیکیاں

$$47,26,800 = 12 \times 393900$$

سال بھر میں کل نیکیاں

سینتالیس لاکھ چھپیس ہزار آٹھ سو

سورۃ یسین کی تلاوت پر نیکیاں

سورۃ یسین کے کل حروف 3000 ہیں۔ قرآن وحدیث کے قانون کے مطابق ہر حرف پر دس نیکیوں کا وعدہ ہے۔ لہذا

$$30000 = 10 \times 3000$$

ایک دفعہ روزانہ پڑھنے پر نیکیاں

$$90,00000 = 30 \times 3,0000$$

مہینہ بھر کی کل نیکیاں

$$2,28,00000 = 12 \times 90,00000$$

سال بھر میں کل نیکیاں

دو کروڑ اٹھائیس لاکھ

دعا کیجئے: اے اللہ قرآن کریم کی تلاوت کے جو اجر ہم نے ابھی پڑھے ہیں ہمیں بھی ان کے حاصل کرنیوالا اور قرآن کا قاری و عامل بنائیے اور رمضان کی برکت سے ہمیں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائیے اور قرآن کے بھلانے پر جو وعید ہم نے پڑھی اور سنی ہے اس کے پیش نظر ہمیں صبح وشام اس کی تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائیے آمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

قرآن کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانے پر وعید

عن بريدة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرأ القرآن يتاكل به الناس جاء يوم القيامة ووجهه عظيم ليس عليه لحم (رواه البيهقي في شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے تاکہ اس کی وجہ سے کھائے لوگوں سے۔ قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا۔ کہ اُس کا چہرہ محض ہڈی ہوگا جس پر گوشت نہ ہوگا۔

چہرہ سے صاف کرنا حماقت کی منتہا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے اُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوْا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى . الاية (یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی خریدی ہے پس نہ اُن کی تجارت کچھ نفع والی ہے اور نہ یہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں) اُبی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو قرآن شریف کی ایک سورت پڑھائی تھی اُس نے ایک کمان مجھے ہدیہ کے طور سے دی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جہنم کی ایک کمان تو نے لے لی۔ اسی طرح کا واقعہ عبادۃ بن الصامتؓ نے اپنے متعلق نقل کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب یہ نقل کیا کہ جہنم کی ایک چنگاری اپنے مونڈھوں کے درمیان لٹکا دی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اگر تو چاہے کہ جہنم کا ایک طوق گلے میں ڈالے تو اس کو قبول کر لے۔

یہاں پہنچ کر میں اُن حفاظ کی خدمت میں جن کا مقصد قرآن شریف کے مکتبوں سے فقط پیسہ ہی کمانا ہے بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ اللہ اپنے منصب اور اپنی ذمہ داری کا لحاظ کیجئے۔ جو لوگ آپ کی بدنیٹیوں کے حملہ کی وجہ سے کلام مجید پڑھانا یا حفظ کرانا بند کرتے ہیں اسکے وبال میں وہ تنہا گرفتار نہیں خود آپ لوگ بھی اس کے جوابدہ اور قرآن پاک کے بند کرنے والوں میں شریک ہیں۔ آپ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم اشاعت کرنیوالے ہیں لیکن درحقیقت اس اشاعت کے روکنے والے ہم ہی لوگ

تشریح: یعنی جو لوگ قرآن شریف کو طلب دنیا کی غرض سے پڑھتے ہیں اُن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم قرآن شریف پڑھتے ہیں اور ہم میں عجی و غریبی ہر طرح کے لوگ ہیں جس طرح پڑھتے ہو پڑھتے رہو۔ عنقریب ایک جماعت آنیوالی ہے جو قرآن شریف کے حروف کو اس طرح سیدھا کریں گے جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے یعنی خوب سنواریں گے۔ ایک ایک حرف کو گھنٹوں درست کریں گے اور مخارج کی رعایت میں خوب تکلف کریں گے اور یہ سب دنیا کے واسطے ہوگا آخرت سے ان لوگوں کو کچھ بھی سروکار نہ ہوگا۔ مقصد یہ ہے کہ محض خوش آوازی بیکار ہے جب کہ اس میں اخلاص نہ ہو محض دنیا کمانے کے واسطے کیا جاوے۔ چہرہ پر گوشت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب اُس نے اشرف الاشیاء کو ذلیل چیز کمانے کا ذریعہ کیا تو اشرف الاعضاء چہرہ کو رونق سے محروم کر دیا جائے گا۔ عمران بن حصینؓ کا ایک واعظ پر گزر ہوا جو تلاوت کے بعد لوگوں سے کچھ طلب کر رہا تھا یہ دیکھ کر انہوں نے اِنا للہ پڑھی اور فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص تلاوت کرے اس کو جو مانگنا ہو اللہ سے مانگے۔ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو پڑھنے کے بعد لوگوں سے بھیک مانگیں گے۔ مشائخ سے منقول ہے کہ جو شخص علم کے ذریعہ سے دنیا کماوے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جوتے کو اپنے رخسار سے صاف کرے۔ اس میں شک نہیں کہ جوتا تو صاف ہو جاویگا۔ مگر

ہیں۔ جنگی بد اطواریاں اور بدنیتیاں دنیا کو مجبور کر رہی ہیں کہ وہ قرآن پاک ہی کو چھوڑ بیٹھیں۔ علمائے تعلیم کی تنخواہ کو اس لئے جائز نہیں فرمایا کہ ہم لوگ اُسی کو مقصود بنالیں بلکہ حقیقتاً مدرسین کی اصل غرض صرف تعلیم اور اشاعتِ علم و قرآن شریف ہونے کی ضرورت ہے اور تنخواہ اس کا معاوضہ نہیں بلکہ رفع ضرورت کی ایک صورت ہے جس کو مجبوراً اور اضطرار کی وجہ سے اختیار کیا گیا۔

فضائل قرآن ذکر کرنے کا مقصد

قرآن پاک کے ان سب فضائل اور خوبیوں کے ذکر کرنے سے مقصود اس کے ساتھ محبت پیدا کرنا ہے۔ اس لئے کلام اللہ شریف کی محبت حق تعالیٰ شانہ کی محبت کے لئے لازم و ملزوم ہے اور ایک کی محبت دوسرے کی محبت کا سبب ہوتی ہے۔ دنیا میں آدمی کی خلقت صرف اللہ جل شانہ کی معرفت کے لئے ہوئی ہے اور آدمی کے علاوہ سب چیز کی خلقت آدمی کے لئے

ابر و باد و مه خورشید و فلک در کارند
تا تو نمانی بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سر گشتہ و فرماں بردار
شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نبری

کہتے ہیں بادل و ہوا چاند سورج آسمان و زمین غرض ہر چیز تیری خاطر کام میں مشغول ہے تاکہ تو اپنی حوائج ان کے ذریعے سے پوری کرے اور عبرت کی نگاہ سے دیکھے کہ آدمی کی ضروریات کے لئے یہ سب چیزیں کس قدر فرماں بردار و مطیع اور وقت پر کام کرنے والی ہیں اور تنبیہ کے لئے کبھی کبھی ان میں تخلف بھی تھوڑی دیر کے لئے کر دیا جاتا ہے۔ بارش کے وقت بارش نہ ہونا ہوا کے وقت ہونا چلنا اسی طرح گرہن کے ذریعے سے چاند سورج غرض ہر چیز میں کوئی تغیر بھی پیدا کیا جاتا ہے تاکہ ایک غافل کے لئے تنبیہ کا تازیانہ بھی لگے۔ اس سب کے بعد

کس قدر حیرت کی بات ہے کہ تیری وجہ سے یہ سب چیزیں تیری ضروریات کے تابع کی جائیں اور ان کی فرماں برداری بھی تیری اطاعت اور فرماں برداری کا سبب نہ بنے اور اطاعت و فرماں برداری کے لئے بہترین معین محبت ہے۔ ان المحب لمن یحب مطیع جب کسی شخص سے محبت ہو جاتی ہے عشق و فریفتگی پیدا ہو جاتی ہے تو اس کی اطاعت و فرماں برداری طبیعت اور عادت بن جاتی ہے اور اس کی نافرمانی ایسی ہی گراں اور شاق ہوتی ہے جیسے کہ بغیر محبت کے کسی کی اطاعت خلاف عادت و طبع ہونے کی وجہ سے بار ہوتی ہے۔ کسی چیز سے محبت پیدا کرنے کی صورت اس کے کمالات و جمال کا مشاہدہ ہے۔ حواس ظاہرہ سے ہو یا حواس باطنہ میں استحضار سے۔ اگر کسی کے چہرے کو دیکھ کر بے اختیار اس سے وابستگی ہو جاتی ہے تو کسی کی دل آویز آواز بھی بسا اوقات مقناطیس کا اثر رکھتی ہے۔

عشق ہمیشہ صورت ہی سے پیدا نہیں ہوتا بسا اوقات یہ مبارک دولت بات سے بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ کان میں آواز پڑ جانا اگر کسی کی طرف بے اختیار کھینچتا ہے تو کسی کے کلام کی خوبیاں اس کے جوہر اس کے ساتھ الفت کا سبب بن جاتی ہیں۔ کسی کے ساتھ عشق پیدا کرنے کی تدبیر اہل فن نے یہ بھی لکھی ہے کہ اس کی خوبیوں کا استحضار کیا جاوے اس کے غیر کو دل میں جگہ نہ دی جاوے جیسا کہ عشق طبعی میں یہ سب باتیں بے اختیار ہوتی ہیں۔ کسی کا حسین چہرہ یا ہاتھ نظر پڑ جاتا ہے تو آدمی سعی کرتا ہے کوشش کرتا ہے کہ بقیہ اعضاء کو دیکھے تاکہ محبت میں اضافہ ہو قلب کو تسکین ہو حالانکہ تسکین ہوتی نہیں۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ کسی کھیت میں بیج ڈالنے کے بعد اگر اس کی آبپاشی کی خبر نہ لی گئی تو پیداوار نہیں ہوتی۔ اگر کسی کی محبت دل میں بے اختیار آ جانے کے بعد اس کی طرف التفات نہ کیا جاوے تو

آج نہیں تو کل دل سے مٹو ہو جاوے گی لیکن اس کے خط و خال سراپا اور رفتار و گفتار کے تصور سے اس قلبی بیج کو سینچتا رہے تو اس میں ہر لمحہ اضافہ ہوگا۔

ملکب عشق کے انداز نرالے دیکھے

اُس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

اس سبق کو بھلا دو گے فوراً چھٹی مل جاوے گی۔ جتنا جتنا یاد کرو گے اتنا ہی جکڑے جاؤ گے اسی طرح کسی قابل عشق سے محبت پیدا کرنی ہو تو اس کے کمالات اس کی دل آویزیوں کا تتبع کرے جو ہروں کو تلاش کرے اور جس قدر معلوم ہو جاویں اس پر بس نہ کرے بلکہ اس سے زائد کا متلاشی ہو کہ فنا ہونے والے محبوب کے کسی ایک عضو کے دیکھنے پر قناعت نہیں کی جاتی۔ اس سے زیادہ کی ہوس جہاں تک کہ امکان میں ہو باقی رہتی ہے۔ حق سبحانہ و تقدس جو حقیقتاً ہر جمال و حسن کا منبع ہیں اور حقیقتاً دنیا میں کوئی بھی جمال اُن کے علاوہ نہیں ہے یقیناً ایسے محبوب ہیں کہ جن کے کسی جمال و کمال پر بس نہیں نہ اس کی کوئی غایت ان ہی بے نہایت کمالات میں سے ان کا کلام بھی ہے جس کے متعلق میں پہلے اجمالاً کہہ چکا ہوں کہ اس انتساب کے بعد پھر کسی کمال کی ضرورت نہیں عشاق کے لئے اس انتساب کے برابر اور کون سی چیز ہوگی۔

قطع نظر اس سے کہ اس انتساب کو اگر چھوڑ بھی دیا جاوے

کہ اس کا موجد کون ہے اور وہ کس کی صفت ہے تو پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کو جو نسبتیں ہیں ایک مسلمان کی فریفتگی کے لئے وہ کیا کم ہیں۔ اگر اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو خود کلام پاک ہی میں غور کیجئے کہ کون سی خوبی دنیا میں ایسی ہے جو کسی چیز میں پائی جاتی ہے اور کلام پاک میں نہ ہو۔

برکت قرآن

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”قرآن کریم دنیا میں بھی انقلاب پیدا کرتا ہے آخرت میں بھی قرآن دنیا میں تو دل کے اندر بجائے کفر و معصیت کے ایمان کی حلاوت پیدا کرتا ہے اور آخرت میں جہنم سے بچا کے جنت میں پہنچاتا ہے۔ یہاں بھی انقلاب لاتا ہے اور آخرت میں بھی انقلاب لائے گا اور عالم برزخ میں قبر کے اندر بھی انقلاب لائے گا۔ صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ قرآن اخذ کیا۔ ان کے دل بدل گئے روح بدل گئے جذبات بدل گئے پھر جہاں بھی یہ حضرات پہنچے وہاں بھی انقلاب برپا کر دیا، قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے پھر تخت الٹ دینا تو یہ ہے کہ ملک فتح کر لیا قیصر کا ملک فتح ہو گیا۔ رومی ماتحت بن گئے کسریٰ کا ملک فتح ہو گیا ایران پر حکومت قائم ہو گئی یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر بڑی بات یہ ہے کہ جہاں بھی صحابہ کرامؓ پہنچے ملک بدل دیا، تہذیب بدل دی، مذہب بدل دیا، زبان بدل دی ساری چیزوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔“

دعا کیجئے

اے اللہ قرآن کریم کی تلاوت کے اجر سے ہمیں بھی ان کے حاصل کرنیوالا اور قرآن کا قاری

و عامل بنائیے اور رمضان کی برکت سے ہمیں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائیے

آمین یا رب العالمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فوائد احادیث

ہے کہ ایک آن بھی خلاف اطاعت نہیں گزار سکتے۔

۵- اگر کوئی شخص دو ہر اھتہ ملنے سے افتخار کرتا ہے یا اپنی بڑائی اسی میں سمجھتا ہے کہ اس کی رائے دواؤں کے برابر شمار کی جاوے تو اٹکنے والے کے لئے دو ہر اجر ہے۔

۶- اگر کوئی حاسد بد اخلاقیوں کا متوالا ہے دنیا میں حسد ہی کا خوگر ہو گیا ہو اس کی زندگی حسد سے نہیں ہٹ سکتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیا کہ اس قابل جس کے کمال پر واقعی حسد ہو سکتا ہے وہ حافظ قرآن ہے۔

۷- اگر کوئی فوا کہ متوالا ہے۔ اس پر جان دیتا ہے پھل کے بغیر اس کو چین نہیں پڑتا تو قرآن شریف ترنج کی مشابہت رکھتا ہے۔

۸- اگر کوئی بیٹھے کا عاشق ہے۔ مٹھائی بغیر اس کا گزر نہیں تو قرآن شریف کھجور سے زیادہ میٹھا ہے اگر کوئی شخص عزت و وقار کا دلدادہ ہے ممبری اور کونسل بغیر اس سے نہیں رہا جاتا تو قرآن شریف دنیا اور آخرت میں رفع درجات کا ذریعہ ہے۔ حدیث

۹- اگر کوئی شخص معین و مددگار چاہتا ہے ایسا جاں نثار چاہتا ہے کہ ہر جھگڑے میں اپنے ساتھی کی طرف سے لڑنے کو تیار ہے تو قرآن شریف سلطان السلاطین، ملک الملوک شہنشاہ سے اپنے ساتھی کی طرف سے جھگڑنے کو تیار ہے۔

۱۰- اگر کوئی نکتہ رس باریک بینیوں میں عمر خرچ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے نزدیک ایک باریک نکتہ حاصل کر لینا دنیا بھر کی لذات سے اعراض کو کافی ہے تو بطن قرآن شریف دقائق کا خزانہ ہے۔

۱۱- اسی طرح اگر کوئی شخص مخفی رازوں کا پتہ لگانا کمال سمجھتا ہے۔ محکمہ سی آئی ڈی میں تجربہ کو ہنر سمجھتا ہے عمر کھپاتا ہے تو بطن

گذشتہ احادیث کو غور سے پڑھنے والوں پر مخفی نہیں کہ کوئی بھی چیز دنیا میں ایسی نہیں جسکی طرف احادیث گذشتہ میں متوجہ نہ کر دیا ہو اور انواع محبت و افتخار میں سے کسی نوع کا دلدادہ بھی ایسا نہ ہوگا کہ اسی رنگ میں کلام اللہ شریف کی افضلیت و برتری اس نوع میں کمال درجہ کی نہ بتلادی گئی ہو۔ مثلاً لکھی اور اجمالی بہترائی جو دنیا بھر کی چیزوں کو شامل ہے ہر جمال و کمال اس میں داخل ہے۔

۱- سب سے پہلی حدیث نے کلی طور پر ہر چیز سے اس کی افضلیت اور برتری بتلادی۔ محبت کی کوئی سی نوع لے لیجئے کسی شخص کو اسباب غیر متناہیہ میں سے کسی وجہ سے کوئی پسند آئے۔ قرآن شریف اسی کلی افضلیت میں اس سے افضل ہے۔ اس کے بعد بالعموم جو اسباب تعلق و محبت ہوتے ہیں۔ جزئیات و تمثیل کے طور سے ان سب پر قرآن شریف کی افضلیت بتلادی گئی۔ اگر کسی کو ثمرات اور منافع کی وجہ سے کسی سے محبت ہوتی ہے تو اللہ جل شانہ کا وعدہ ہے کہ ہر مانگنے والے سے زیادہ عطا کروں گا۔

۲- اگر کسی کو ذاتی فضیلت ذاتی جو ہر ذاتی کمال سے کوئی بھاتا ہے تو اللہ جل شانہ نے بتلادیا کہ دنیا کی ہر بات پر قرآن شریف کو اتنی فضیلت ہے جتنی خالق کو مخلوق پر آقا کو بندوں پر مالک کو مملوک پر۔

۳- اگر کوئی مال و متاع چشم و خدم اور جانوروں کا گرویدہ ہے اور کسی نوع کے جانور پالنے پر دل کھوئے ہوئے ہے تو جانوروں کے بے مشقت حاصل کرنے سے تحصیل کلام پاک کی افضلیت پر متنبہ کر دیا۔

۴- اگر کوئی صوفی منش تقدس و تقویٰ کا بھوکا ہے اس کے لئے سرگرداں ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیا کہ قرآن کے ماہر کا ملائکہ کے ساتھ شمار ہے جن کی برابر تقویٰ کا ہونا مشکل

قرآن شریف ان اسرار مخفیہ پر متنبہ کرتا ہے۔ جن کی انتہا نہیں۔ اگر کوئی شخص اونچے مکان بنانے پر مر رہا ہے۔ ساتویں منزل پر اپنا خاص کمرہ بنانا چاہتا ہے تو قرآن شریف ساتویں ہزار منزل پر پہنچاتا ہے۔

۱۲- اگر کوئی اس کا گرویدہ ہے کہ ایسی سہل تجارت کروں جس میں محنت کچھ نہ ہو اور نفع بہت سا ہو جاوے تو قرآن شریف ایک حرف پردس انیکیاں دلاتا ہے۔

۱۳- اگر کوئی تاج و تخت کا بھوکا ہے اس کی خاطر دنیا سے لڑتا ہے تو قرآن شریف اپنے رفیق کے والدین کو بھی وہ تاج دیتا ہے۔ جسکی چمک دمک کی دنیا میں کوئی نظیر ہی نہیں۔

۱۴- اگر کوئی شعبہ بازی میں کمال پیدا کرتا ہے آگ ہاتھ پر رکھتا ہے، جلتی دیا سلائی منہ میں رکھ لیتا ہے تو قرآن شریف جہنم تک کی آگ کو اثر کرنے سے مانع ہے۔

۱۵- اگر کوئی حکام رسی پر مرتا ہے۔ اس پر ناز ہے کہ ہمارے ایک خط سے فلاں حاکم نے اس ملزم کو چھوڑ دیا۔ ہم نے فلاں شخص کو سزا نہیں ہونے دی۔ اتنی سی بات حاصل کرنے کے لئے حج و کلکٹر کی دعوتوں اور خوشامدوں میں جان و مال ضائع کرتا ہے۔ ہر روز کسی نہ کسی حاکم کی دعوت میں سرگرداں رہتا ہے تو قرآن شریف اپنے ہر رفیق کے ذریعے ایسے دس شخصوں کو خلاصی دلاتا ہے جن کو جہنم کا حکم مل چکا ہے۔

۱۶- اگر کوئی خوشبوؤں پر مرتا ہے۔ چمن اور پھولوں کا دلدادہ ہے تو قرآن شریف بالچھڑ ہے۔

۱۷- اگر کوئی عطور کا فریفتہ ہے۔ حنائے مشک میں غسل چاہتا ہو تو کلام مجید سراپا مشک ہے اور غور کرو گے تو معلوم ہو جاوے گا کہ اس مشک سے اس مشک کو کچھ بھی نسبت نہیں۔

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

۱۸- اگر کوئی جوتہ کا آشاڈر سے کوئی کام کر سکتا ہے ترغیب اس کے لئے کارآمد نہیں، تو قرآن شریف سے خالی ہونا گھر کی بربادی کے برابر ہے۔

۱۹- اگر کوئی عابد افضل العبادات کی تحقیق میں رہتا ہے اور ہر کام میں اس کا متمنی ہے کہ جس چیز میں ثواب ہو اسی میں مشغول رہوں تو قراءت قرآن افضل العبادات ہے اور تصریح سے بتلادیا کہ نفل نماز روزہ، تسبیح و تہلیل وغیرہ سب سے افضل ہے۔

۲۰- بہت سے لوگوں کو حاملہ جانوروں سے دلچسپی ہوتی ہے۔ حاملہ جانور قیمتی داموں میں خریدے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمادیا۔ اور خصوصیت سے اس جزو کو بھی مثال میں ذکر فرمایا کہ قرآن شریف اس سے بھی افضل ہے۔

۲۱- اکثر لوگوں کو صحت کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ ورزش کرتے ہیں، روزانہ غسل کرتے ہیں۔ دوڑتے ہیں، علی الصبح تفریح کرتے ہیں۔ اسی طرح سے بعض لوگوں کو رنج و غم، فکر و تشویش، دامن گیر رہتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ سورہ فاتحہ ہر بیماری کی شفا ہے اور قرآن شریف دلوں کی بیماری کو دور کرنے والا ہے۔

۲۲- لوگوں کو افتخار کے اسباب گذشتہ افتخارات کے علاوہ اور بھی بہت سے ہوتے ہیں جن کا احاطہ مشکل ہے۔ اکثر اپنے نسب پر افتخار ہوتا ہے کسی کو اپنی عادتوں پر کسی کو اپنی ہر دل عزیزی پر۔ کسی کو اپنے حسن تدبیر پر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ حقیقتاً قابل افتخار جو چیز ہے وہ قرآن شریف ہے اور کیوں نہ ہو کہ درحقیقت ہر جمال و کمال کو جامع ہے۔

فوائد احادیث

۲۳- اکثر لوگوں کو خزانہ جمع کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ کھانے اور پہننے میں تنگی کرتے ہیں۔ تکالیف برداشت کرتے ہیں اور ننانوے کے پھیر میں ایسے پھنس جاتے ہیں جس سے ٹکنا دشوار ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمادیا کہ ذخیرہ کے قابل کلام پاک ہے۔ جتنا دل چاہے آدمی جمع کرے کہ اس سے بہتر کوئی خزانہ نہیں۔

۲۴- اسی طرح اگر برقی روشنیوں کا آپ کو شوق ہے آپ اپنے کمرے میں دس قمقمے بجلی کے اس لئے نصب کرتے ہیں کہ کمرہ جگمگا اٹھے تو قرآن شریف سے بڑھ کر نورانیت کس چیز میں ہو سکتی ہے۔

۲۵- اگر آپ اس پر جان دیتے ہیں کہ آپ کے پاس ہدایا آیا کریں۔ دوست روزانہ کچھ نہ کچھ بھیجتے رہا کریں تو آپ توسیع تعلقات اُسی کی خاطر کرتے ہیں۔ جو دوست آشنا اپنے باغ کے پھلوں میں آپ کا حصہ نہ لگائے تو آپ اُس کی شکایت کرتے ہیں تو قرآن شریف سے بہتر تحائف دینے والا کون ہے کہ سیکنہ اس کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ پس آپ کے کسی پر مرنے کی اگر یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کے پاس روزانہ کچھ نذرانہ لاتا ہے تو قرآن شریف میں اس کا بھی بدل ہے۔

۲۶- اور اگر آپ کسی وزیر کے اس لئے ہر وقت قدم چومتے ہیں کہ وہ دربار میں آپ کا ذکر کر دے گا۔ کسی پیش کار کی اس لئے خوشامند کرتے ہیں کہ وہ کلکٹر کے یہاں آپ کی کچھ تعریف کر دے گایا کسی کی آپ اس لئے چاپلوسی کرتے ہیں کہ محبوب کی مجلس میں آپ کا ذکر کر دے تو قرآن شریف احکم الحاکمین محبوب حقیقی کے

دربار میں آپ کا ذکر خود محبوب و آقا کی زبان سے کراتا ہے۔

۲۷- اگر آپ اُس کے جویاں رہتے ہیں کہ محبوب کو سب سے زیادہ مرغوب چیز کیا ہے کہ اس کے مہیا کرنے میں پہاڑوں سے دودھ کی نہر نکالی جائے تو قرآن شریف کے برابر آقا کو کوئی چیز بھی مرغوب نہیں۔

۲۸- اگر آپ درباری بننے میں عمر کھپا رہے ہیں۔ سلطان کے مصاحب بننے کے لئے ہزار تدبیر اختیار کرتے ہیں تو کلام اللہ شریف کے ذریعے آپ اس بادشاہ کے مصاحب شمار ہوتے ہیں جس کے سامنے کسی بڑے سے بڑے کی بادشاہت کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔

۲۹- تعجب کی بات ہے کہ لوگ کنسل کی ممبری کے لئے اور اتنی سی بات کے لئے کہ کلکٹر صاحب شکار میں جاویں تو آپ کو بھی ساتھ لے لیں آپ کس قدر قربانیاں کرتے، راحت و آرام، جان و مال نثار کرتے ہیں، لوگوں سے کوشش کراتے ہیں دین اور دنیا دونوں کو برباد کرتے ہیں، صرف اس لئے کہ آپ کی نگاہ میں اس سے آپ کا اعزاز ہوتا ہے تو پھر کیا حقیقی اعزاز کے لئے، حقیقی حاکم و بادشاہ کی مصاحبت کے لئے واقعی درباری بننے کے لئے آپ کو ذرا سی توجہ کی بھی ضرورت نہیں۔ آپ اس نمائشی اعزاز پر عمر خرچ کیجئے مگر خدا را اس عمر کا تھوڑا سا حصہ، عمر دینے والے کی خوشنودی کے لئے بھی تو خرچ کیجئے اسی طرح اگر آپ میں پشیت پھونک دی گئی ہے اور ان مجالس کے بغیر آپ کو قرار نہیں تو مجالس تلاوت اس سے کہیں زیادہ دل کو پکڑنے والی ہیں اور بڑے سے بڑے مستغنی کے کان اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں۔

فوائد احادیث

۳۰-۳۱- اسی طرح اگر آپ آقا کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں تو تلاوت کیجئے۔

۳۲- اور آپ اسلام کے مدعی ہیں، مسلم ہونے کا دعویٰ ہے تو حکم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ قرآن شریف کی ایسی تلاوت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔ اگر آپ کے نزدیک اسلام صرف زبانی جمع خرچ نہیں ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری سے بھی آپ کے اسلام کو کوئی سروکار ہے تو یہ اللہ کا فرمان ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کی تلاوت کا حکم ہے۔

۳۳- اگر آپ میں قومی جوش بہت زور کرتا ہے۔ ترکی ٹوپی کے آپ صرف اس لئے دلدادہ ہیں کہ وہ آپ کے نزدیک خالص اسلامی لباس ہے، قومی شعار میں آپ بہت خاص دلچسپی رکھتے ہیں، ہر طرح اس کے پھیلانے کی آپ تدبیریں اختیار کرتے ہیں۔ اخبارات میں مضامین شائع کرتے ہیں، جلسوں میں ریزولوشن پاس کرتے ہیں تو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دیتا ہے کہ جس قدر ممکن ہو قرآن شریف کو پھیلاؤ۔

بے جانہ ہوگا اگر میں یہاں پہنچ کر سربراہ وردگان قوم کی شکایت کروں کہ قرآن پاک کی اشاعت میں آپ کی طرف سے کیا اعانت ہوتی ہے اور یہی نہیں بلکہ خدا را ذرا غور سے جواب دیجئے کہ اس کے سلسلہ کو بند کرنے میں آپ کا کس قدر حصہ ہے۔ آج اس کی تعلیم کو بیکار بتلایا جاتا ہے، اضاعت عمر سمجھا جاتا ہے، اس کو بیکار دماغ سوزی اور بے نتیجہ عرقریزی کہا جاتا ہے ممکن ہے کہ آپ اس کے موافق نہ ہوں، لیکن ایک جماعت جب ہمہ تن اس میں کوشاں ہے تو کیا آپ کا سکوت اس کی

اعانت نہیں ہے مانا کہ آپ اس خیال سے بیزار ہیں مگر آپ کی اس بیزاری نے کیا فائدہ دیا۔

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن خاک ہو جائیں گے ہم تمکو خبر ہونے تک آج اس کی تعلیم پر بڑے زور سے اس لئے انکار کیا جاتا ہے کہ مسجد کے ملائوں نے اپنے ٹکڑوں کے لئے دھندا کر رکھا ہے گو یہ عامۃ نیتوں پر حملہ ہے جو بڑی سخت ذمہ داری ہے اور اپنے وقت پر اس کا ثبوت دینا ہوگا مگر میں نہایت ہی ادب سے پوچھتا ہوں کہ خدا را ذرا اس کو تو غور کیجئے کہ ان خود غرض ملائوں کی ان خود غرضیوں کے ثمرات آپ دنیا میں کیا دیکھ رہے ہیں اور آپ کی ان بے غرضانہ تجاویز کے ثمرات کیا ہوں گے اور نشر و اشاعت کلام پاک میں آپ کی ان مفید تجاویز سے کس قدر مدد ملے گی۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آپ کے لئے قرآن شریف کے پھیلانے کا ہے۔ اس میں آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے کہ اس ارشاد نبوی کا کس درجہ امتثال آپ کی ذات سے ہو اور ہو رہا ہے دیکھئے ایک دوسری بات کا بھی خیال رکھیں بہت سے لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم اس خیال میں شریک نہیں تو ہم کو کیا مگر اس سے آپ اللہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکتے۔ صحابہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا انہلک و فینا الصالحون قال نعم اذا کثر الخبث (کیا ہم ایسی حالت میں ہلاک ہو جاویں گے کہ ہم میں صلحاء موجود ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں جب خباثت غالب ہو جاوے) اسی طرح ایک روایت میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ایک گاؤں کے اُلٹ دینے کا حکم فرمایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اس میں فلاں بندہ ایسا ہے کہ جس نے کبھی گناہ نہیں کیا ارشاد ہوا کہ صحیح ہے مگر یہ

نافرمانی ہوتے ہوئے دیکھتا رہا اور کبھی اس کی پیشانی پر نل نہیں پڑا۔ درحقیقت علماء کو یہی امور مجبور کرتے ہیں کہ وہ ناجائز امور کو دیکھ کر ناگواری کا اظہار کریں جس کو ہمارے روشن خیال تنگ نظری سے تعبیر کرتے ہیں۔ آپ حضرات اپنی اس وسعت خیالی اور وسعت اخلاق پر مطمئن نہ رہیں کہ یہ فریضہ صرف علماء ہی کے ذمہ نہیں بلکہ ہر اس شخص کے ذمہ ہے جو کسی ناجائز بات کا وقوع دیکھے اور اس پر ٹوکنے کی قدرت رکھتا ہو پھر نہ ٹوکنے۔ بلال بن سعدؓ سے مروی کہ معصیت جب مخفی طور سے کی جاتی ہے تو اس کا وبال صرف کرنے والے پر ہوتا ہے۔ لیکن جب کھلم کھلا کی جاوے اور اس پر انکار نہ کیا جائے تو اس کا وبال عام ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر آپ تاریخ کے دلدادہ ہیں جہاں کہیں معتبر تاریخ پرانی تاریخ آپ کو ملتی ہے آپ اس کے لئے سفر کرتے ہیں تو قرآن شریف میں تمام ایسی کتب کا بدل موجود ہے جو قرون سابقہ میں حجت و معتبر مانی گئی ہیں۔

۳۴- اگر آپ اس قدر اونچے مرتبے کے مستحق ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی مجلس میں بیٹھنے اور شریک ہونے کا حکم ہو تو یہ بات بھی صرف کلام اللہ شریف میں ہی ملے گی۔

۳۵- اگر آپ اس قدر کامل ہیں کہ کچھ کر ہی نہیں سکتے تو بے محنت بے مشقت اکرام بھی آپ کو صرف کلام اللہ شریف میں ملے گا کہ چپ چاپ کسی مکتب میں بیٹھے بچوں کا کلام مجید سنے جائے اور مفت کا ثواب لیجئے۔

۳۶- اگر آپ مختلف الوان کے گرویدہ ہیں۔ ایک نوع سے اکتا جاتے ہیں تو قرآن شریف کے معنی میں مختلف الوان مختلف مضامین حاصل کیجئے۔ کہیں رحمت، کہیں عذاب، کہیں قصے، کہیں احکام اور کیفیت تلاوت میں کبھی پکار کر پڑھیں اور کبھی آہستہ۔

۳۷- اگر آپ کی سیہ کاریاں حد سے متجاوز ہیں اور مرنے کا آپ کو یقین بھی ہے تو پھر تلاوت کلام پاک میں ذرا بھی کوتاہی نہ کیجئے کہ اس درجہ کا سفارش نہ ملے گا اور پھر ایسا کہ

جس کی سفارش کے قبول ہونے کا یقین بھی ہو۔

۳۸- اسی طرح اگر آپ اس قدر باوقار واقع ہوئے ہیں کہ جھگڑالو سے گھبراتے ہیں۔ لوگوں کے جھگڑے کے ڈر سے آپ بہت سی قربانیاں کر جاتے ہیں تو قرآن شریف کے مطالبہ سے ڈریئے کہ اس جیسا جھگڑالو آپ کو نہ ملے گا۔ فریقین کے جھگڑے میں ہر شخص کا کوئی نہ کوئی طرفدار نہ ہوگا۔

۳۹- اگر آپ کو ایسا رہبر درکار ہے اور اس پر آپ قربان ہیں جو محبوب کے گھر تک پہنچا دے تو تلاوت کیجئے اور اگر آپ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں جیل خانہ نہ ہو جائے تو ہر حالت میں قرآن شریف کی تلاوت بغیر چارہ نہیں۔

۴۰- اگر آپ علوم انبیاء حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے گرویدہ اور شیدائی ہیں تو قرآن شریف پڑھئے اور جتنا چاہے کمال پیدا کیجئے۔ اسی طرح اگر آپ بہترین اخلاق پر جان دینے کو تیار ہیں تو بھی تلاوت کی کثرت کیجئے۔

۴۱- اگر آپ کا مچلہ ہوا دل ہمیشہ شملہ اور منصوری کی چوٹیوں ہی پر تفریح میں بہلتا ہے اور سو جان سے آپ ایک پہاڑ کے سفر پر قربان ہیں تو قرآن پاک مشک کے پہاڑوں پر ایسے وقت میں تفریح کراتا ہے کہ تمام عالم میں نفسا نفسی کا زور ہو۔

۴۲- اگر آپ زاہدوں کی اعلیٰ فہرست میں چاہتے ہیں اور رات دن نوافل سے آپ کو فرصت نہیں تو کلام پاک سیکھنا سکھانا اس سے پیش پیش ہے۔

۴۳- ۴۴- اگر دنیا کے ہر جھگڑے سے آپ نجات چاہتے ہیں ہر منحصر سے آپ علیحدہ رہنے کے دلدادہ ہیں تو صرف قرآن پاک ہی میں ان سے مخلصی ہے۔

۴۵- اگر آپ کسی طبیب کے ساتھ وابستگی چاہتے ہیں تو سورہ فاتحہ میں ہر بیماری کی شفا ہے۔

وَاجْرُدْ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فضائل قرآن سے متعلق احادیث کا خلاصہ

(۱) اگر آپ کی بے نہایت غرضیں پوری نہیں ہوتیں تو کیوں روزانہ سورہ یسن کی تلاوت آپ نہیں کرتے۔

حدیث (۲) اگر آپ کو پیسہ کی محبت ایسی ہے کہ اس کے بغیر آپ کسی کے بھی نہیں تو کیوں روزانہ سورہ واقعہ کی تلاوت نہیں کرتے۔

حدیث (۳) اگر آپ کو عذاب قبر کا خوف دامن گیر ہے اور آپ اس کے متحمل نہیں تو اس کے لئے بھی کلام پاک میں نجات ہے۔

حدیث (۴) اور اگر آپ کو کوئی دائمی مشغلہ درکار ہے کہ جس میں آپ کے مبارک اوقات ہمیشہ مصروف رہیں تو قرآن پاک سے بڑھ کر نہ ملے گا۔

حدیث (۵) مگر ایسا نہ ہو کہ یہ دولت حاصل ہونے کے بعد چھین جاوے کہ سلطنت ہاتھ آنے کے بعد پھر ہاتھ سے نکل جانا زیادہ حسرت و خسران کا سبب ہوتا ہے اور کوئی حرکت ایسی بھی نہ کر جائے کہ نیکی برباد گناہ لازم۔ وما علینا الا البلاغ۔

اسباب محبت

قرآن پاک کی خوبیوں پر عام شخص کیا متنبہ ہو سکتا ہے۔ ناقص سمجھ کر موافق جو ظاہری طور پر سمجھ میں آیا ظاہر کر دیا مگر اہم فہم کے لئے غور کا راستہ ضرور کھل گیا اس لئے کہ اسباب محبت جن کو اہل فن نے کسی کے ساتھ محبت کا ذریعہ بتلایا ہے پانچ چیز میں منحصر ہے۔ ۱۔ اول اپنا وجود کہ طبعاً آدمی اس کو محبوب رکھتا ہے۔ قرآن شریف میں حوادث امن ہے اس لئے وہ اپنی حیات و بقا کا سبب ہے۔ ۲۔ دوسرے طبعی مناسبت جس کے متعلق اس سے زیادہ وضاحت کیا کی جاسکتی ہے کہ کلام صفت الہی ہے اور مالک اور مملوک آقا اور بندہ میں جو مناسبت ہے وہ واقفوں سے مخفی نہیں ۳۔ تیسرے جمال ۴۔ چوتھے کمال ۵۔ پانچویں احسان۔

قرآن کریم محبت الہی کا افضل ترین سبب ہے ان ہر سہ امور کے متعلق احادیث بالا میں اگر غور فرمائیں گے تو نہ صرف اس جمال و کمال پر جس کی طرف ایک ناقص الفہم نے اشارہ کیا ہے اقتصار کریں گے بلکہ وہ خود بے تردد اس امر تک پہنچیں گے عزت افتخار شوق و سکون جمال و کمال اکرام و احسان لذت و راحت مال و متاع غرض کوئی بھی ایسی چیز نہ پاویں گے جو محبت کے اسباب میں ہو سکتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تنبیہ فرما کر قرآن شریف کو اسی نوع میں اس سے افضل ارشاد نہ فرمایا ہوا البتہ حجاب میں مستور ہونا دنیا کے لوازمات میں سے ہے لیکن عقلمند شخص اس وجہ سے کہ پلچی کا چھلکا خار دار ہے اس کے گودہ سے اعراض نہیں کرتا اور کوئی دل کھویا ہوا اپنی مجذوبہ سے اس لئے نفرت نہیں کرتا کہ وہ اس وقت برقعہ میں ہے۔ پردہ کے ہٹانے کی ہر ممکن سے ممکن کوشش کریگا اور کامیاب نہ بھی ہو سکا تو اس پردہ کے اوپر ہی سے آنکھیں ٹھنڈی کرے گا۔ اس کا یقین ہو جاوے کہ جس کی خاطر برسوں سے سرگرداں ہوں وہ اسی چادر میں ہے ممکن نہیں کہ پھر اس چادر سے نگاہ ہٹ سکے۔ اسی طرح قرآن پاک کے ان فضائل و مناقب اور کمالات کے بعد اگر وہ کسی حجاب کی وجہ سے محسوس نہیں ہوتے تو عاقل کا کام نہیں کہ اس سے بے توجہی اور لاپرواہی کرے بلکہ اپنی تقصیر اور نقصان پر افسوس کرے اور کمالات میں غور۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر قلوب نجاست سے پاک ہو جائیں تو تلاوت کلام اللہ سے کبھی بھی سیری نہ ہو۔ ثابت بنائی کہتے ہیں کہ بیس برس میں نے کلام پاک کو مشقت سے پڑھا اور بیس برس سے مجھے اس کی ٹھنڈک پہنچ رہی ہے پس جو شخص بھی گناہ ہے توبہ کے بعد غور کرے گا کلام پاک کو ”آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری“ کا مصداق پائے گا۔ اے کاش کہ ان الفاظ کے معنی مجھ پر بھی صادق آتے۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

حفظ قرآن کا نبوی نسخہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا ایک مجرب عمل جس کو ترمذی و حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت علیؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں قرآن پاک میرے سینے سے نکل جاتا ہے جو یاد کرتا ہوں وہ محفوظ نہیں رہتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے ایسی ترکیب بتلاؤں کہ جو تجھے بھی نفع دے اور جس کو تو بتلا دے اس کے لئے بھی نافع ہو اور جو کچھ تو سیکھے وہ محفوظ رہے۔ حضرت علیؓ کے دریافت کرنے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ کی شب آوے تو اگر یہ ہو سکتا ہو کہ رات کے اخیر تہائی حصہ میں اٹھے تو یہ بہت ہی اچھا ہے کہ یہ وقت ملائکہ کے نازل ہونے کا ہے اور دعا اس وقت میں خاص طور سے قبول ہوتی ہے۔ اسی وقت کے انتظار میں حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا سَوَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رُبِّيْ عَنَقْرِبِیْ میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا (یعنی جمعہ کی رات کے آخری حصہ میں) پس اگر اس وقت میں جاگنا دشوار ہو تو آدھی رات کے وقت اور یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر شروع ہی رات میں کھڑا ہو اور چار رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ یٰسین شریف پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ دخان اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اٰلم سجدہ اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ ملک پڑھے اور جب التحیات سے فارغ ہو جاوے تو اول حق تعالیٰ شانہ کی خوب حمد و ثنا کر اس کے بعد مجھ پر درود اور سلام

بھیج اس کے بعد انبیاء پر درود بھیج اس کے بعد تمام مومنین کیلئے اور ان تمام مسلمان بھائیوں کے لئے جو تجھ سے پہلے مر چکے ہیں استغفار کر اور اس کے بعد یہ دعا پڑھ۔

فائدہ: دعا آگے آرہی ہے اس کے ذکر سے قبل مناسب ہے کہ حمد و ثنا وغیرہ جن کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے دوسری روایات سے جن کو شروح۔ حصن اور مناجات مقبول وغیرہ میں نقل کیا ہے۔ مختصر طور پر ایک ایک دعا نقل کر دی جائے تاکہ جو لوگ اپنے طور سے نہیں پڑھ سکتے وہ اس کو پڑھیں اور جو حضرات خود پڑھ سکتے ہوں وہ اس پر قناعت نہ کریں بلکہ حمد و صلوة کو بہت اچھی طرح سے مبالغہ سے پڑھیں دعا یہ ہے۔

تمام تعریف جہانوں کے پروردگار کے لیے ہے ایسی تعریف جو اس کی مخلوقات کے اعداد کے برابر ہو اس کی مرضی کے موافق ہو اس کے عرش کے وزن کے برابر ہو اس کے کلمات کی سیاہیوں کے برابر ہو۔ اے اللہ میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی تعریف خود بیان کی اے اللہ ہمارے سردار نبی اُمّی اور ہاشمی پر درود و سلام اور برکات نازل فرما اور تمام نبیوں اور رسولوں اور ملائکہ مقربین پر بھی۔ اے ہمارے رب ہماری اور ہم سے پہلے مسلمانوں کی مغفرت فرما اور ہمارے دلوں میں مومنین کی طرف سے کینہ پیدا نہ کر اے ہمارے رب تو مہربان اور رحیم ہے۔ اے الہ العالمین میری اور میرے والدین کی اور تمام مومنین اور مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ بے شک تو دعاؤں کو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

اس کے بعد وہ دعا پڑھے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بالا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی اور وہ یہ ہے۔

اے الہ العالمین مجھ پر رحم فرما کہ جب تک میں زندہ رہوں گناہوں سے بچتا رہوں اور مجھ پر رحم فرما کہ میں بیکار چیزوں میں کلفت نہ اٹھاؤں اور اپنی مرضیات میں خوش نظری مرحمت فرما۔ اے اللہ اے زمین اور آسمان کے بے نمونہ پیدا کر نیوالے اے عظمت اور بزرگی والے اور اس غلبہ یا عزت کے مالک جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن ہے۔ اے اللہ اے رحمٰن میں تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ جس طرح تو نے اپنی کلام پاک مجھے سکھادی اسی طرح اس کی یاد بھی میرے دل سے چسپاں کر دے اور مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اس کو اس طرح پڑھوں جس سے تو راضی ہو جاوے۔ اے اللہ زمین اور آسمانوں کے بے نمونہ پیدا کرنے والے اے عظمت اور بزرگی والے اور اس غلبہ یا عزت کے مالک جس کے حصول کا ارادہ بھی ناممکن ہے۔ اے اللہ اے رحمٰن میں تیری ذات کے نور کے طفیل تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو میری نظر کو اپنی کتاب کے نور سے منور کر دے اور میری زبان کو اس پر جاری کر دے اور اس کی برکت سے میرے دل کی تنگی کو دور کر دے اور میرے سینے کو کھول دے اور اس کی برکت سے میرے جسم کے گناہوں کا میل دھو دے کہ حق پر تیرے سوا میرا کوئی مددگار نہیں اور تیرے سوا میری یہ آرزو پوری نہیں کر سکتا اور گناہوں سے بچنا یا عبادت پر قدرت نہیں ہو سکتی۔ مگر اللہ برتر و بزرگی والے کی مدد سے۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علی اس عمل کو تین جمعہ یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کرائے اللہ دعا ضرور قبول کی جائے گی۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے نبی

بنا کر بھیجا ہے کسی مومن سے بھی قبولیت دعا نہ چو کے گی۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ علیؓ کو پانچ یا سات ہی جمعہ گزرے ہوں گے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ پہلے میں تقریباً چار آیتیں پڑھتا تھا اور وہ بھی مجھے یاد نہ ہوتی تھیں اور اب تقریباً چالیس آیتیں پڑھتا ہوں اور ایسی ازبر ہو جاتی ہیں کہ گویا قرآن شریف میرے سامنے کھلا ہوا رکھا ہے اور پہلے میں حدیث سنتا تھا اور جب اس کو دوبارہ کہتا تھا تو ذہن میں نہیں رہتی تھی اور اب احادیث سنتا ہوں اور جب دوسروں سے نقل کرتا ہوں تو ایک لفظ بھی نہیں بھٹوٹتا۔

قرآن کریم کا ادب اور اس کا صلہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ ایک بزرگ نے سلطان محمود غزنویؒ کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ ایک رات میں کسی قصبہ میں مہمان تھا۔ جس مکان میں ٹھہرا تھا وہاں طاق پر قرآن شریف کا ایک ورق رکھا تھا۔ میں نے خیال کیا یہاں ورق مصحف رکھا ہوا ہے سونا نہ چاہیے۔ پھر دل میں خیال آیا کہ ورق مصحف کو کہیں اور رکھوادوں اور خود یہاں آرام کروں پھر سوچا کہ یہ بڑی بے ادبی ہوگی کہ اپنے آرام کی خاطر ورق مقدس کی جگہ تبدیل کروں اس ورق کو دوسری جگہ منتقل نہیں کیا اور تمام رات جاگتا رہا میں نے کلام پاک کے ساتھ جو ادب کیا اس کے بدلے حق تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا۔ (دلیل العارفین مجلس پنجم ص ۲۲)

دعا کیجئے: اے اللہ ہمیں قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیے اور اس کے تمام

ظاہری و باطنی آداب کو بجالاتے ہوئے اس کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

قرآن سے متعلق چہل احادیث مبارکہ

عن سلمان رضی اللہ عنہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الاربعین حدیثا التی قال من حفظها من اُمتی دخل الجنة قلت وماہی یا رسول اللہ قال ان تؤمن باللہ والیوم الآخر والملئکة والکتاب والنیین والبعث بعد الموت والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ۔
ترجمہ: سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ چالیس ۴۰ حدیثیں جن کے بارے میں یہ کہا ہے کہ جو ان کو یاد کر لے جنت میں داخل ہوگا وہ کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

(۱) اللہ پر ایمان لاوے یعنی اس کی ذات و صفات پر

(۲) اور آخرت کے دن پر

(۳) اور فرشتوں کے وجود پر

(۴) اور پہلی کتابوں پر

(۵) اور تمام انبیاء پر

(۶) اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر

(۷) اور تقدیر پر کہ بھلا اور بُرا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی

کی طرف سے ہے۔

(۸) اور گواہی دے تو اس امر کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں

(۹) ہر نماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز کو قائم کرے

کامل وضو وہ کہلاتا ہے جس میں آداب و مستحبات کی رعایت رکھی

گئی ہو اور ہر نماز کے وقت اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ نیا

وضو ہر نماز کے لئے کرے۔ اگرچہ پہلے سے وضو ہو کہ یہ مستحب

ہے اور نماز کے قائم کرنے سے اس کے تمام سنن اور مستحبات کا

اہتمام کرنا مراد ہے۔ چنانچہ دوسری روایت میں وارد ہے ان

تسوية الصفوف من اقامة الصلوة یعنی جماعت میں

صفوں کا ہموار کرنا کہ کسی قسم کی کجی یا درمیان میں خلل نہ رہے یہ بھی

نماز قائم کرنے کے مفہوم میں داخل ہے

(۱۰) زکوٰۃ ادا کرے

(۱۱) اور رمضان کے روزے رکھے

(۱۲) اگر مال ہو تو حج کرے یعنی اگر جانے کی قدرت رکھتا ہو تو

حج بھی کرے چونکہ اکثر مانع مال ہی ہوتا ہے اس لئے اس کو ذکر فرمادیا

ورنہ مقصود یہ ہے کہ حج کے شرائط پائے جاتے ہوں تو حج کرے

(۱۳) بارہ رکعات سنت مؤکدہ روزانہ ادا کرے اس کی

تفصیل دوسری روایات میں اس طرح آئی ہے کہ صبح سے پہلے

دو رکعت ظہر سے قبل چار ظہر کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد

دو رکعت عشاء کے بعد دو رکعت

(۱۴) اور وتر کو کسی رات میں نہ چھوڑے چونکہ وہ واجب

ہے اور اس کا اہتمام سنتوں سے زیادہ ہے اس لئے اس کو

تاکیدی لفظ سے ذکر فرمایا۔

(۱۵) اور اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرے

(۱۶) اور والدین کی نافرمانی نہ کرے

(۱۷) اور ظلم سے یتیم کا مال نہ کھاوے یعنی اگر کسی وجہ

سے یتیم کا مال کھانا جائز ہو جیسا کہ بعض صورتوں میں ہوتا ہے تو

مضائقہ نہیں (۱۸) اور شراب نہ پئے

(۱۹) زنا نہ کرے

(۲۰) جھوٹی قسم نہ کھاوے

(۲۱) جھوٹی گواہی نہ دے

(۲۲) خواہشات نفسانیہ پر عمل نہ کرے

(۲۰) اور کلام اللہ شریف کی تلاوت کسی حال میں بھی مت چھوڑ۔
مسلمان کہتے ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا کہ جو شخص اس کو یاد کر لے اس کو کیا اجر ملے گا۔ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ و تقدس اس کا انبیاء اور
علماء کے ساتھ حشر فرما دیں گے۔

حق سبحانہ تعالیٰ ہماری سینات سے درگزر فرما کر اپنے
نیک بندوں میں محض اپنے لطف سے شامل فرمائیں تو اس کی
کرمی شان سے کچھ بھی بعید نہیں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

قرآن کے ذریعہ کھانے والا فاسق فاجر ہے

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں نے
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ
چند سالوں کے بعد ایسے نالائق لوگ پیدا ہوں گے جو نماز ضائع
کریں گے اور نفسانی خواہشات کی پیروی کریں گے۔ یہ لوگ
عنقریب جہنم کی وادی غی میں داخل ہوں گے پھر ایسے نالائق
لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کی ہنسی کی
ہڈی سے نیچے نہیں اترے گا اور اس وقت تین طرح کے لوگ
قرآن پڑھیں گے مومن منافق و فاجر۔ راوی حدیث بشیر
خولانی کہتے ہیں۔ میں نے ولید بن قیس سے پوچھا ان تینوں کی
تشریح کیا ہے؟ کہا منافق تو کافر ہے اور فاسق و فاجر وہ ہے جو
قرآن کے ذریعہ کھائے گا اور مومن وہ ہے جو قرآن پر عمل اور
اعتقاد ایمان لائے گا۔ (مسند احمد وغیرہ)

(۲۳) مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے

(۲۴) عقیقہ عورت کو تہمت نہ لگائے (اسی طرح عقیف مرد کو)

(۲۵) اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھے

(۲۶) لہو و لعب میں مشغول نہ ہو

(۲۷) تماشاخیوں میں شریک نہ ہو

(۲۸) کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا مت کہو یعنی اگر

کوئی عیب دار لفظ ایسا مشہور ہو گیا ہو کہ اس کے کہنے سے نہ عیب سمجھا
جاتا ہو نہ عیب کی نیت سے کہا جاتا ہو جیسا کسی کا نام بدھو پڑ جاوے تو
مضاائقہ نہیں لیکن طعن کی غرض سے کسی کو ایسا کہنا جائز نہیں۔

(۲۹) کسی کا مذاق مت اڑا

(۳۰) نہ مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کر

(۳۱) اور ہر حال میں اللہ جل شانہ کی نعمتوں پر اس کا شکر کر

(۳۲) بلا اور مصیبت پر صبر کر

(۳۳) اور اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو

(۳۴) اعزہ سے قطع تعلق مت کر

(۳۵) بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر

(۳۶) اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کر

(۳۷) سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر ان الفاظ کا

اکثر ورد رکھا کر

(۳۸) جمعہ اور عیدین میں حاضری مت چھوڑ

(۳۹) اور اس بات کا یقین رکھ کہ جو تکلیف و راحت تجھے

پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی۔ اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی

طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا۔

دعا کیجئے

اے اللہ ہمیں قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیے۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ استقبالیہ

عن سلمان رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخر یوم من شعبان فقال یا ایہا الناس قد اظلمکم شہر عظیم مبارک شہر فیہ لیلۃ خیر من الف شہر..... الخ

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخر تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا مہینہ ہے بہت مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کے رات کے قیام (یعنی تراویح) کو ثواب کی چیز بنایا ہے جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض کو ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں کسی فرض کو ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں سترہ فرض ادا کرے یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے اس مہینہ میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو شخص کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے خلاصی کا سبب ہوگا اور روزہ دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ہوگا مگر اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائیگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) یہ ثواب تو اللہ جل شانہ ایک کھجور سے کوئی افطار کرادے یا ایک گھونٹ پانی پلا دے یا ایک گھونٹ لسی پلا دے اس پر بھی مرحمت فرمادیتے ہیں۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ اللہ کی رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے جو شخص اس مہینہ میں ہلکا کر دے اپنے غلام (و خادم) کے بوجھ کو حق تعالیٰ شانہ اس کی مغفرت فرماتے ہیں اور آگ سے آزادی فرماتے ہیں اور چار چیزوں کی اس میں کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں اللہ کی رضا کے واسطے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارہ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو۔ اور آگ سے پناہ مانگو جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔ (ابن خزیمہ)

تشریح: اس حدیث سے چند امور معلوم ہوتے ہیں
 اول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کہ شعبان کی آخر تاریخ میں خاص طور سے اس کا وعظ فرمایا اور لوگوں کو تنبیہ فرمائی تاکہ رمضان المبارک کا ایک سیکنڈ بھی غفلت سے نہ گزر جائے۔ پھر اس وعظ میں تمام مہینہ کی فضیلت بیان فرمانے کے بعد چند اہم امور کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا۔ سب سے اول شب قدر کہ وہ حقیقت میں بہت ہی اہم رات ہے۔

تراویح کی اہمیت

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ نے اس کے روزہ کو فرض کیا

اور اس کے قیام یعنی تراویح کو سنت کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تراویح کا ارشاد بھی خود حق سبحانہ و تقدس کی طرف سے ہے پھر جن روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا کہ میں نے سنت کیا۔ اُن سے مراد تاکید ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تاکید بہت فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے سب ائمہ اس کے سنت ہونے پر متفق ہیں۔

حضرت مولانا الشاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ ماثبت بالسنتہ میں بعض کتب فقہ سے نقل کیا ہے کہ کسی شہر کے لوگ اگر تراویح چھوڑ دیں تو اس کے چھوڑنے پر امام اُن سے مقاتلہ

فرض کو یا بالکل قضا کر دیا یا کم از کم ناقص کر دیا کہ بغیر جماعت کے نماز پڑھنے کو اہل اصول نے اداء ناقص نہ فرمایا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ایک جگہ ارشاد ہے کہ مسجد کے قریب رہنے والوں کو تو (گویا) نماز بغیر مسجد کے ہوتی ہی نہیں۔

مظاہر حق میں لکھا ہے کہ جو شخص بغیر عذر کے بدوں جماعت نماز پڑھتا ہے اس کے ذمہ فرض تو ساقط ہو جاتا ہے مگر اس کو نماز کا ثواب نہیں ملتا۔ اسی طرح دوسری نماز مغرب کی بھی جماعت اکثروں کی افطار کی نذر ہو جاتی ہے اور رکعت اولیٰ یا تکبیر اولیٰ کا تو ذکر ہی کیا ہے اور بہت سے لوگ تو عشاء کی نماز بھی تراویح کے احسان کے بدلے میں وقت سے پہلے ہی پڑھ لیتے ہیں۔ یہ تو رمضان المبارک میں ہماری نماز کا حال ہے جو اہم ترین فرائض میں ہے کہ ایک فرض کے بدلے میں تین کو ضائع کیا۔ یہ تین تو اکثر ہیں۔ ورنہ ظہر کی نماز قیلولہ کی نذر اور عصر کی جماعت افطاری کا سامان خریدنے کی نذر ہوتے ہوئے آنکھوں سے دیکھا گیا ہے۔ اسی طرح اور فرائض پر آپ خود غور فرمالیں کہ کتنا اہتمام رمضان المبارک میں ان کا کیا جاتا ہے اور جب فرائض کا یہ حال ہے تو نوافل کا کیا پوچھنا۔ اشراق اور چاشت تو رمضان المبارک میں سونے کی نذر ہو ہی جاتے ہیں اور اوایمن کا کیسے اہتمام ہو سکتا ہے جب کہ ابھی روزہ کھولا ہے اور آئندہ تراویح کا سہم ہے اور تہجد کا وقت تو ہے ہی عین سحر کھانے کا وقت پھر نوافل کی گنجائش کہاں لیکن یہ سب باتیں بے توجہی اور نہ کرنے کی ہیں۔ ع ”تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں“ کتنے اللہ کے بندے ہیں کہ جن کے لئے انہی اوقات میں سب چیزوں کی گنجائش نکل آتی ہے۔ اگلے سبق میں چند باہمت حضرات کے معمولات آرہے ہیں۔

کرے۔ اس جگہ خاص طور پر ایک بات کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ بہت سے لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ دس دن میں کلام مجید سن لیں پھر چھٹی۔ یہ خیال رکھنے کی بات ہے کہ یہ دو سنتیں الگ الگ ہیں۔ تمام کلام اللہ شریف کا تراویح میں پڑھنا یا سننا یہ مستقل سنت ہے اور پورے رمضان شریف کی تراویح مستقل سنت ہے۔ پس اس صورت میں ایک سنت پر عمل ہوا اور دوسری رہ گئی۔ البتہ جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ یا کسی اور وجہ سے ایک جگہ تراویح پڑھنی مشکل ہو۔ ان کیلئے مناسب ہے کہ اول قرآن شریف چند روز میں سن لیں تاکہ قرآن شریف ناقص نہ رہے پھر جہاں وقت ملا اور موقعہ ہوا وہاں تراویح پڑھ لی کہ قرآن شریف بھی اس صورت میں ناقص نہیں ہوگا اور اپنے کام کا بھی حرج نہ ہوگا۔

رمضان میں نفلی عبادات کی تاکید

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ اور تراویح کا ذکر فرمانے کے بعد عام فرض اور نفلی عبادات کے اہتمام کی طرف متوجہ فرمایا کہ اس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے فرائض کے برابر ہے اور اس کے ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر فرائض کے برابر ہے اس جگہ ہم لوگوں کو اپنی اپنی عبادات کی طرف بھی ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس مبارک مہینہ میں فرائض کا ہم سے کس قدر اہتمام ہوتا ہے اور نوافل میں کتنا اضافہ ہوتا ہے۔ فرائض میں تو ہمارے اہتمام کی یہ حالت ہے کہ سحر کھانے کے بعد جو سوتے ہیں تو اکثر صبح کی نماز فوت ہوگئی اور کم از کم جماعت تو اکثروں کی فوت ہو ہی جاتی ہے گویا سحر کھانے کا شکر یہ ادا کیا کہ اللہ کے سب سے زیادہ مہتمم بالشان

وَعَا كَيْجَی: اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی صحت و قوت نصیب فرمائے اور رمضان المبارک کی جملہ انوار و برکات سے مستفید فرمائیں۔

یا اللہ ہمیں اس ماہ مبارک کی قدر کرنے اور تمام گناہوں کو چھوڑتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

یا اللہ ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائیے۔ اور ہم سب کو دنیا و آخرت کی خیر و برکت عطا فرمائیے۔ وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

رمضان المبارک میں اکابر کے معمولات

عن سلمان رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخیروم من شعبان فقال یاایہا الناس قد اظلمکم شہر عظیم مبارک شہر فیہ لیلۃ خیر من الف شہر... الخ... (ابن خزیمہ)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا معمول

حضرت اقدس مولانا شیخ الہند رحمہ اللہ تراویح کے بعد صبح کی نماز تک نوافل میں مشغول رہتے تھے۔ اور یکے بعد دیگرے متفرق حفاظ سے کلام مجید ہی سنتے رہتے تھے۔

شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ اللہ کے معمولات

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے یہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ دن و رات تلاوت ہی کا ہوتا تھا کہ اس میں ڈاک بھی بند اور ملاقات بھی ذرا گوارہ نہ تھی۔ بعض مخصوص خدام کو صرف اتنی اجازت ہوتی تھی کہ تراویح کے بعد جتنی دیر حضرت سادی چائے کے ایک دو فحجان نوش فرمائیں اتنی دیر حاضر خدمت ہو جایا کریں۔

بزرگوں کے تذکرہ کا مقصد

بزرگوں کے یہ معمولات اس وجہ سے نہیں لکھے جاتے کہ سرسری نگاہ سے ان کو پڑھ لیا جائے یا کوئی تفریحی فقرہ ان پر کہہ دیا جائے بلکہ اس لئے ہیں کہ اپنی ہمت کے موافق ان کا اتباع کیا جائے اور حتی الوسع پورا کرنے کا اہتمام کیا جاوے کہ ہر لائن اپنے مخصوص امتیازات میں دوسرے پر فائق ہے۔ جو لوگ دنیوی مشاغل سے مجبور نہیں ہیں، کیا ہی اچھا ہو کہ گیارہ مہینے ضائع کر دینے کے بعد ایک مہینہ مرثیے کی کوشش کر لیں۔ ملازم پیشہ حضرات جو دس بجے سے چار بجے تک دفتر میں رہنے کے پابند

تستخرج: حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کو متعدد رمضانوں میں دیکھا گیا کہ باوجود ضعف اور پیرانہ سالی کے مغرب کے بعد نوافل میں سو پارہ پڑھنا یا سنانا اور اس کے بعد آدھ گھنٹہ کھانا وغیرہ ضروریات کے بعد ہندوستان کے قیام میں تقریباً سوادو گھنٹے تراویح میں خرچ ہوتے تھے اور مدینہ پاک کے قیام میں تقریباً تین گھنٹے میں عشاء اور تراویح سے فراغت ہوتی۔ اس کے بعد آپ حسب اختلاف موسم دو تین گھنٹے آرام فرمانے کے بعد تہجد میں تلاوت فرماتے اور صبح سے نصف گھنٹہ قبل سحر تناول فرماتے۔ اس کے بعد سے صبح کی نماز تک کبھی حفظ تلاوت فرماتے اور کبھی اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ اسفار یعنی چاندنی میں صبح کی نماز پڑھ کر اشراق تک مراقب رہتے اور اشراق کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ آرام فرماتے۔ اس کے بعد سے تقریباً بارہ بجے تک اور گرمیوں میں ایک بجے تک ”بذل المجہود“ تحریر فرماتے اور ڈاک وغیرہ ملاحظہ فرما کر جواب لکھاتے۔ اس کے بعد ظہر کی نماز تک آرام فرماتے اور ظہر سے عصر تک تلاوت فرماتے۔ عصر سے مغرب تک تسبیح میں مشغول رہتے اور حاضرین سے بات چیت بھی فرماتے۔ ”بذل المجہود“ (عربی شرح ابی داؤد) ختم ہونے کے بعد صبح کا کچھ حصہ تلاوت اور کچھ کتب بنی میں بذل المجہود اور وفاء الوفاء زیادہ تر اس وقت زیر نظر رہتی تھی۔ یہ اس پر تھا کہ رمضان المبارک میں معمولات میں کوئی خاص تغیر نہ تھا کہ نوافل کا یہ معمول دائمی تھا اور نوافل مذکورہ کا تمام سال بھی اہتمام رہتا تھا البتہ رکعات کے طول میں رمضان المبارک میں اضافہ ہو جاتا تھا ورنہ جن اکابر کے یہاں رمضان المبارک کے خاص معمولات مستقل تھے ان کا اتباع تو ہر شخص سے ہونا بھی مشکل ہے۔

ہیں اگر صبح سے دس بجے تک کم از کم رمضان المبارک کا مبارک مہینہ تلاوت میں خرچ کر دیں تو کیا وقت ہے آخر دنیوی ضروریات کے لئے دفتر کے علاوہ اوقات میں سے وقت نکالا ہی جاتا ہے اور کھیتی کرنے والے تو نہ کسی کے نوکر نہ اوقات کے تغیر میں ان کو ایسی پابندی کی کہ اس کو بدل نہ سکیں یا کھیتی پر بیٹھے بیٹھے تلاوت نہ کر سکیں اور تاجروں کے لئے تو اس میں کوئی دقت ہی نہیں کہ اس مبارک مہینہ میں دوکان کا وقت تھوڑا سا کم کر دیں یا کم از کم دوکان ہی پر تجارت کے ساتھ تلاوت بھی کرتے رہا کریں کہ اس مبارک مہینہ کو کلام الہی کے ساتھ بہت ہی خاص مناسبت ہے۔

رمضان اور قرآن کا تعلق

اس وجہ سے عموماً اللہ جل شانہ کی تمام کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر تمام کا تمام اسی ماہ میں نازل ہوا۔ اور وہاں سے حسب موقع تھوڑا تھوڑا، تیس ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ اس کے علاوہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفے اس ماہ کی یکم یا ۳ تاریخ کو عطا ہوئے اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ۱۸ یا ۱۲ رمضان کو ملی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات ۶ رمضان المبارک کو عطا ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل ۱۲ یا ۱۳ رمضان المبارک کو ملی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو

کلام الہی کے ساتھ خاص مناسبت ہے اسی وجہ سے تلاوت کی کثرت اس مہینہ میں منقول ہے اور مشائخ کا معمول۔ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال رمضان میں تمام قرآن شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے تھے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے۔ علماء نے ان دونوں حدیثوں کو ملانے سے قرآن پاک کے دور کرنے کا جو عام طور سے رائج ہے استحباب نکالا ہے۔ بالجملہ تلاوت کا خاص اہتمام جتنا بھی ممکن ہو سکے کرے اور جو تلاوت سے بچے۔ اس کو بھی ضائع کرنا مناسب نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حدیث کے آخر میں چار چیزوں کی طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا اور اس مہینہ میں ان کی کثرت کا حکم فرمایا۔ ۱۔ کلمہ طیبہ ۲۔ اور استغفار اور ۳۔ جنت کے حصول اور ۴۔ دوزخ سے بچنے کی دعا۔ اسلئے جتنا وقت بھی مل سکے ان چیزوں میں صرف کرنا سعادت سمجھے اور یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کی قدر ہے۔ کیا دقت ہے کہ اپنے دنیوی کاروبار میں مشغول رہتے ہوئے زبان سے درود شریف یا کلمہ طیبہ کا بھی ورد رہے اور کل کو یہ کہنے کا منہ باقی رہے۔

۱۔ میں گورہا رہیں ستمہائے روزگار
لیکن تمہاری یاد سے غافل نہیں رہا

دعا کیجئے

یا اللہ اکابر کے ان ہمت افزا معمولات پڑھنے اور سننے کے بعد کچھ ہمت و توفیق کا حصہ ہمیں بھی نصیب فرمائیے اور ہمیں رمضان المبارک کے خیر و برکات سے اپنے دامن کو بھرنے کی توفیق عطا فرمائیے آمین وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

رمضان المبارک کی چھ خصوصیتیں

عن سلمان رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اخریوم من شعبان فقال یاایہا الناس قد اظلمکم شهر عظیم مبارک شهر فیہ لیلۃ خیر من الف شهر... الخ... (ابن خزیمہ)

تشریح: اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہینہ کی کچھ خصوصیتیں اور آداب ارشاد فرمائے۔

صبر کا مہینہ

اولاً یہ کہ یہ صبر کا مہینہ ہے یعنی اگر روزہ وغیرہ میں کچھ تکلیف ہو تو اسے ذوق شوق سے برداشت کرنا چاہیے یہ نہیں کہ مار دھاڑ ہوں پکار جیسا کہ اکثر لوگوں کی گرمی کے رمضان میں عادت ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر اتفاق سے سحر نہ کھائی گئی تو صبح ہی سے روزہ کا سوگ شروع ہو گیا۔ اسی طرح رات کی تراویح میں اگر وقت ہو تو اس کو بڑی بشاشت سے برداشت کرنا چاہیے۔ اس کو مصیبت اور آفت نہ سمجھیں کہ یہ بڑی سخت محرومی کی بات ہے۔ ہم لوگ دنیوی معمولی اغراض کی بدولت کھانا پینا راحت و آرام سب چھوڑ دیتے ہیں۔ تو کیا رضائے الہی کے مقابلہ میں ان چیزوں کی کوئی وقعت ہو سکتی ہے۔

غنمخواری کا مہینہ

پھر ارشاد ہے کہ یہ غنمخواری کا مہینہ ہے یعنی غرباء مساکین کے ساتھ مدارات کا برتاؤ کرنا۔ اگر دس چیزیں اپنی افطاری کے لئے تیار کی ہیں تو دو چار غرباء کے لئے بھی کم از کم ہونی چاہئیں۔ ورنہ اصل تو یہ تھا کہ ان کے لئے اپنے سے افضل نہ ہوتا تو مساوات ہی ہوتی۔ غرض جس قدر بھی ہمت ہو سکے اپنے افطار و سحر کے کھانے میں غرباء کا حصہ بھی ضرور لگانا چاہئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کے لئے عملی نمونہ اور دین کے ہر جزو کو اس قدر واضح طور پر عمل فرما

کر دکھلا گئے کہ اب ہر نیک کام کے لئے ان کی شاہراہ عمل کھلی ہوئی ہے۔ ایثار و غنمخواری کے باب میں ان حضرات کا اتباع بھی دل گردہ والے کام ہے۔ سینکڑوں ہزاروں واقعات ہیں جن کو دیکھ کر بجز حیرت کے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

ابو جہم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں اپنے چچا زاد بھائی کو تلاش کرنے چلا اور اس خیال سے پانی کا مشکیزہ بھی لے لیا کہ اگر اس میں کچھ رقی باقی ہوئی تو پانی پلا دوں گا اور ہاتھ منہ دھو دوں گا۔ وہ اتفاق سے پڑے ہوئے ملے۔ میں اُن سے پانی کو پوچھا۔ انہوں نے اشارہ سے مانگا اتنے میں برابر سے زخمی نے آہ کی۔ چچا زاد بھائی نے پانی پینے سے پہلے اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے پاس گیا اور پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی پیاسے ہیں اور پانی مانگتے ہیں کہ اتنے میں ان کے پاس والے نے اشارہ کر دیا۔ انہوں نے بھی خود پانی پینے سے قبل اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ اتنے میں وہاں تک پہنچا تو اُن کی روح پرواز کر چکی تھی۔ واپس دوسرے صاحب کے پاس پہنچا تو وہ بھی ختم ہو چکے تھے تو لوٹ کر چچا زاد بھائی کے پاس آیا تو دیکھا کہ اُن کا بھی وصال ہو گیا۔ یہ ہیں تمہارے اسلاف کے ایثار کہ خود پیاسے جان دیدی اور اجنبی بھائی سے پہلے پانی پینا گوارا نہ کیا۔ رضی اللہ عنہم وارضاهم ورزقنا اتباعہم۔ امین۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میری امت میں ہر وقت پانسو برگزیدہ بندے اور چالیس ابدال رہتے ہیں۔ جب کوئی شخص اُن میں سے مرجاتا

ہے فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے ہیں اور برائی کا معاملہ کرنے والوں سے (بھی) احسان کا برتاؤ کرتے ہیں اور اللہ کے عطاء فرمائے ہوئے رزق میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا برتاؤ کرتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث سے نقل کیا ہے کہ جو شخص بھوکے کو روٹی کھلائے یا ننگے کو کپڑا پہنائے یا مسافر کو شب باشی کی جگہ دے، حق تعالیٰ شانہ قیامت کے ہولوں سے اس کو پناہ دیتے ہیں۔ یحییٰ برکی رحمہ اللہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ پر ہر ماہ ایک ہزار درہم خرچ کرتے تھے تو حضرت سفیان رحمہ اللہ سجدے میں اُن کے لئے دُعا کرتے تھے کہ یا اللہ یحییٰ نے میری دنیا کی کفایت کی تو اپنے لطف سے اس کی آخرت کی کفایت فرما۔ جب یحییٰ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے خواب میں ان سے پوچھا کہ کیا گزری۔ انہوں نے کہا کہ سفیان رحمہ اللہ کی دُعا کی بدولت مغفرت ہوئی۔

افطار: اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ افطار کرانے کی فضیلت ارشاد فرمائی۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جو شخص حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے اُس پر رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے حضرت جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں (اس کی علامت یہ ہے کہ) اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں۔ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ ایک مشہور محدث ہیں روزانہ پچاس ۵۰ آدمیوں کے روزہ افطار کرانے کا اہتمام کرتے تھے (روح البیان)

رحمت، مغفرت اور آگ سے آزادی

افطار کی فضیلت ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا ہے کہ اس مہینہ

کا اول حصہ رحمت ہے یعنی حق تعالیٰ شانہ کا انعام متوجہ ہوتا ہے اور یہ رحمت عامہ سب مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے اُسکے بعد جو لوگ اس کا شکر ادا کرتے ہیں اُن کے لئے اس رحمت میں اضافہ ہوتا ہے لَیْنِ شَکَرْتُمْ لَکَزَیْدُ نِعْمَتِکُمْ۔ اور اس کے درمیانی حصہ سے مغفرت شروع ہو جاتی ہے اسلئے کہ روزوں کا کچھ حصہ گزر چکا ہے اس کا معاوضہ اور اکرام مغفرت کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے اور آخری حصہ تو بالکل آگ سے خلاصی ہے ہی۔

اور بھی بہت سی روایات میں ختم رمضان پر آگ سے خلاصی کی بشارتیں وارد ہوئی ہیں۔ رمضان کے تین حصے کئے گئے جیسا کہ مضمون بالا سے معلوم ہوا۔ تین حصے رحمت اور مغفرت اور آگ سے خلاصی کے درمیان میں فرق یہ ہے کہ آدمی تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ لوگ جن کے اوپر گناہوں کا بوجھ نہیں۔ اُن کے لئے شروع ہی سے رحمت اور انعام کی بارش ہو جاتی ہے دوسرے وہ لوگ جو معمولی گناہ گار ہیں اُن کے لئے کچھ حصہ روزہ رکھنے کے بعد اُن روزوں کی برکت اور بدلہ میں مغفرت اور گناہوں کی معافی ہوتی ہے۔ تیسرے وہ جو زیادہ گنہگار ہیں اُن کیلئے زیادہ حصہ روزہ رکھنے کے بعد آگ سے خلاصی ہوتی ہے اور جن لوگوں کے لئے ابتداء ہی سے رحمت تھی اور اُن کے گناہ بخشے بخشائے تھے اُن کا تو پوچھنا ہی کیا کہ اُن کے لئے رحمتوں کے کس قدر انبار ہوں گے۔ (واللہ اعلم و علمہ اتم)

ماتحتوں پر تخفیف

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور چیز کی طرف رغبت دلائی ہے کہ آقا لوگ اپنے ملازموں پر اس مہینہ میں تخفیف رکھیں اسلئے کہ آخر وہ بھی روزہ دار ہیں کام کی زیادتی سے ان کو روزہ میں دقت ہوگی البتہ اگر کام زیادہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں کہ رمضان کیلئے ہنگامی ملازم ایک آدھ بڑھالے مگر جب ہی کہ ملازم روزہ دار بھی ورنہ اس کیلئے رمضان بے رمضان برابر اور اس ظلم و

بے غیرتی کا تو ذکر ہی کیا کہ خود روزہ خور ہو کر بے حیائے روزہ دار ملازموں سے کام لے اور نماز روزہ کی وجہ سے اگر تعمیل میں کچھ تساہل ہو تو برسنے لگے وَسَيُعَذِّبُ الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنِّي مُنْقَلِبٌ يُثْقِلُونَ (اور عنقریب ظالم لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ کیسی (مصیبت) کی جگہ لوٹ کر جائیں گے) (مراد جہنم ہے)۔

چار چیزوں کی کثرت

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں چار چیزوں کی کثرت کا حکم فرمایا۔ اول کلمہ شہادت احادیث میں اس کو افضل الذکر ارشاد فرمایا ہے۔ مشکوٰۃ میں بروایت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ جل جلالہ کے بارگاہ میں عرض کیا کہ یا اللہ تو مجھے کوئی ایسی دعا بتلا دے کہ اس کے ساتھ میں تجھے یاد کیا کروں اور دعا کیا کروں۔ وہاں سے لا الہ الا اللہ ارشاد ہوا۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ یہ کلمہ تو تیرے سارے بندے ہی کہتے ہیں۔ میں تو کوئی دعا یا ذکر مخصوص چاہتا ہوں۔ وہاں سے ارشاد ہوا کہ موسیٰ اگر تو ساتوں آسمان اور ان کے آباد کرنے والے میرے سوا یعنی ملائکہ اور ساتوں زمین ایک پلڑہ میں رکھ دیئے جاویں اور دوسرے میں کلمہ طیبہ رکھ دیا جاوے تو وہی جھک جائے گا۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اخلاص سے اس کلمہ کو کہے آسمان کے دروازے اُس کے لئے فوراً کھل جاتے ہیں اور عرش تک پہنچنے میں کسی قسم کی روک نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ کہنے والا

کبار سے بچے۔ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ ضرورت عامہ کی چیز کو کثرت سے مرحمت فرماتے ہیں۔ دنیا میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز جس قدر ضرورت کی ہوتی ہے اتنی ہی عام ہوتی ہے۔ مثلاً پانی ہے کہ عام ضرورت کی چیز ہے حق تعالیٰ شانہ کی بے پایاں رحمت نے اس کو کس قدر عام کر رکھا ہے اور کیمیا جیسی لغو اور بیکار چیز کو عنقا کر دیا۔ اسی طرح کلمہ طیبہ افضل الذکر ہے۔ متعدد احادیث سے اس کی تمام اذکار پر افضلیت معلوم ہوتی ہے اس کو سب سے عام کر رکھا ہے کہ کوئی محروم نہ رہے۔ پھر بھی اگر کوئی محروم رہے تو اس کی بدبختی ہے بالجملہ بہت سی احادیث اس کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں جن کو اختصاراً ترک کیا جاتا ہے دوسری چیز جس کی کثرت کرنے کو حدیث بالا میں ارشاد فرمایا گیا وہ استغفار ہے۔ احادیث میں استغفار کی بھی بہت ہی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص استغفار کی کثرت رکھتا ہے حق تعالیٰ شانہ ہر تنگی میں اس کے لئے راستہ نکال دیتے ہیں اور ہر غم سے خلاصی نصیب فرماتے ہیں اور ایسی طرح روزی کماتے ہیں کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ آدمی گنہگار تو ہوتا ہی ہے۔ بہترین گنہگار وہ ہے جو توبہ کرتا رہے۔ ایک حدیث قریب آنی والی ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو ایک کالا نقطہ اس کے دل پر لگ جاتا ہے اگر توبہ کرتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیز کے مانگنے کا امر فرمایا ہے جن کے بغیر چارہ ہی نہیں۔ جنت کا حصول اور دوزخ سے امن۔

دعا کیجئے

یا اللہ رمضان المبارک کی ان خصوصیات سے ہمیں بھی نواز دے اور ایمان کامل عقل سلیم عطا فرمائے آمین
وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

رمضان میں اُمت محمدیہ کیلئے پانچ خصوصیتیں

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت امتی خمس خصال فی رمضان لم تعطھن امة قبلھم . خلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک الخ (رواہ احمد)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ میری اُمت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی اُمتوں کو نہیں ملی ہیں
۱- یہ کہ انکے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

۲- یہ کہ ان کیلئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔

۳- جنت ہر روز ان کیلئے آراستہ کیجاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں۔

۴- اس میں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں اُن برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں

۵- رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے اسلئے مغفرت کی جاتی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شب قدر ہے فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی ہے۔“

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں پانچ خصوصیتیں ارشاد فرمائی ہیں جو اس امت کیلئے حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے مخصوص انعام ہوئیں اور پہلی اُمت کے روزہ داروں کو مرحمت نہیں ہوئیں کاش ہمیں اس نعمت کی قدر ہوتی اور ان خصوصی عطایا کے حصول کی کوشش کرتے۔

روزہ دار کے منہ کی بو

اول یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو جو بھوک کی حالت میں ہو جاتی ہے حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ شراح حدیث کے اس لفظ کے مطلب میں آٹھ قول ہیں جن کو موطا کی شرح میں بندہ مفصل نقل کر چکا ہے۔ مگر ان میں سے تین قول راجع ہیں۔ اول یہ کہ حق تعالیٰ شانہ

آخرت میں اس بدبو کا بدلہ اور ثواب خوشبو سے عطا فرمائیں گے جو مشک سے زیادہ عمدہ اور دماغ پر دور ہوگی۔ یہ مطلب تو ظاہر ہے اور اس میں کچھ بعد بھی نہیں۔ نیز درمنثور کی ایک روایت میں اس کی تصریح بھی ہے اس لئے یہ بمنزلہ متعین کے ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قیامت میں جب قبروں سے اُنھیں گے تو یہ علامت ہوگی کہ روزہ دار کے منہ سے ایک خوشبو جو مشک سے بھی بہتر ہوگی وہ آئیگی۔ تیسرا مطلب جو بندہ کی ناقص رائے میں ان دونوں سے اچھا ہے وہ یہ کہ دنیا ہی میں اللہ کے نزدیک اس بو کی قدر مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے اور یہ امر باب المحبت سے ہے جس کو کسی سے محبت و تعلق ہوتا ہے اس کی بدبو بھی فریفتہ کے لئے ہزار خوشبوؤں سے بہتر ہوا کرتی ہے۔

مقصود روزہ دار کا کمالِ تقرب ہے کہ بمنزلہ محبوب کے بن جاتا ہے۔ روزہ حق تعالیٰ شانہ کی محبوب ترین عبادتوں میں سے ہے اسی وجہ سے ارشاد ہے کہ ہر نیک عمل کا بدلہ ملائکہ دیتے ہیں مگر روزہ کا بدلہ میں خود عطا کرتا ہوں اس لئے کہ وہ خالص میرے لئے ہے۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ یہ لفظ اجزی بہ ہے۔ یعنی یہ کہ اس کے بدلے میں میں خود اپنے کو دیتا ہوں اور محبوب کے ملنے سے زیادہ اُونچا بدلہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ساری عبادتوں کا دروازہ روزہ ہے یعنی روزہ کی وجہ سے قلب متور ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ہر عبادت کی رغبت پیدا ہوتی ہے مگر جب ہی کہ روزہ بھی روزہ ہو صرف بھوکا رہنا مراد نہیں بلکہ آداب کی رعایت رکھ کر ہو۔

مسئلہ: اس جگہ ایک ضروری مسئلہ قابلِ تنبیہ یہ ہے کہ اس منہ کی بدبو والی حدیثوں کی بناء پر بعض ائمہ روزہ دار کو شام کے وقت مسواک کرنے کو منع فرماتے ہیں۔ حنفیہ کے نزدیک مسواک ہر وقت مستحب ہے اس لئے کہ مسواک سے دانتوں کی یوزائل ہوتی ہے اور حدیث میں جس یوزاکا ذکر ہے وہ معدہ کے خالی ہونے کی ہے نہ کہ دانتوں کی۔ حنفیہ کے دلائل اپنے موقع پر کتب فقہ و حدیث میں موجود ہیں۔

روزہ داروں کے لئے مچھلیوں کا استغفار

دوسری خصوصیت مچھلیوں کے استغفار کرنے کی ہے اس سے مقصود کثرت سے دُعا کرنیوالوں کا بیان ہے۔ متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ ملائکہ اس کیلئے استغفار کرتے ہیں۔ میرے چچا جان کا ارشاد

ہے کہ مچھلیوں کی خصوصیت بظاہر اس وجہ سے ہے کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے ”جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے حق تعالیٰ شانہ اُن کیلئے (دنیا ہی میں) محبوبیت فرما دیں گے“۔ اور حدیث پاک میں ارشاد ہے جب حق تعالیٰ شانہ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے فلاں شخص پسند ہے تم بھی اس سے محبت کرو وہ خود محبت کرنے لگتے ہیں اور آسمان پر آواز دیتے ہیں کہ فلاں بندہ اللہ کا پسندیدہ ہے تم سب اس سے محبت کرو۔ پس اس آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر اس کیلئے زمین پر قبولیت رکھ دی جاتی ہے اور عام قاعدہ کی بات ہے کہ ہر شخص کی محبت اس کے پاس رہنے والوں کو ہوتی ہے لیکن اس کی محبت اتنی عام ہوتی ہے کہ آس پاس رہنے والوں ہی کو نہیں بلکہ دریا کے رہنے والے جانوروں کو بھی اس سے محبت ہوتی ہے کہ وہ بھی دُعا کرتے ہیں اور گویا بر سے متجاوز ہو کر بحر تک پہنچنا محبوبیت کی انتہا ہے۔ نیز جنگل کے جانوروں کا دُعا کرنا بطریق اولیٰ معلوم ہو گیا۔

جنت کی تزیین

تیسری خصوصیت جنت کا مژین ہونا ہے۔ یہ بھی بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے بعض روایات میں آیا ہے کہ سال کے شروع ہی سے رمضان کیلئے جنت کو آراستہ کرنا شروع ہو جاتا ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص کے آنے کا جس قدر اہتمام ہوتا ہے اتنا ہی پہلے سے اس کا انتظام کیا جاتا ہے شادی کا اہتمام مہینوں پہلے سے کیا جاتا ہے۔

دعا کیجئے:

یا اللہ رمضان المبارک کی ان خصوصیات سے ہمیں بھی نواز دے اور ایمان کامل عقل سلیم عطا فرمائے آمین

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

شیاطین کا قید ہونا

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت امتی خمس خصال فی رمضان لم تعطھن امة قبلھم . خلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک الخ (رواہ احمد)

ترجمہ: ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ میری امت کو رمضان شریف کے بارے میں پانچ چیزیں مخصوص طور پر دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملی ہیں

۱- یہ کہ انکے منہ کی بدبو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے۔
۲- یہ کہ ان کیلئے دریا کی مچھلیاں تک دعا کرتی ہیں اور افطار کے وقت تک کرتی رہتی ہیں۔
۳- جنت ہر روز ان کیلئے آراستہ کیجاتی ہے پھر حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ میرے نیک بندے (دنیا کی) مشقتیں اپنے اوپر سے پھینک کر تیری طرف آویں۔

۴- امیں سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں کہ وہ رمضان میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جن کی طرف غیر رمضان میں پہنچ سکتے ہیں

۵- رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کے اسلئے مغفرت کی جاتی ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ شب مغفرت شب قدر ہے فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کو کام ختم ہونے کے وقت مزدوری دیدی جاتی ہے۔“

سرکش شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔ اس بناء پر اگر وہ گناہ غیر سرکشوں کا اثر ہو تو کچھ خلجان نہیں۔ البتہ دوسری روایات میں سرکش کی قید بغیر مطلقاً شیاطین کے مقید ہونے کا ارشاد بھی موجود ہے پس اگر ان روایات سے بھی سرکش شیاطین کا ہی قید ہونا مراد ہے کہ بسا اوقات لفظ مطلق بولا جاتا ہے مگر دوسری جگہ سے اس کی قیودات معلوم ہو جاتی ہیں تب بھی کوئی اشکال نہیں رہا۔ البتہ اگر ان روایات سے سب شیاطین کا محبوس ہونا مراد ہو تب بھی ان معاصی کے صادر ہونے سے کچھ خلجان نہ ہونا چاہیے اسلئے کہ اگرچہ معاصی عموماً شیاطین کے اثر سے ہوتے ہیں مگر سال بھر تک ان کے تلبس اور اختلاط اور زہریلے اثر کے جماؤ کی وجہ سے نفس ان کے ساتھ اس درجہ مانوس اور متاثر ہو جاتا

چوتھی خصوصیت سرکش شیاطین کا قید ہو جانا ہے کہ جس کی وجہ سے معاصی کا زور کم ہو جاتا ہے رمضان المبارک میں رحمت کے جوش اور عبادت کی کثرت کا مقتضی یہ تھا کہ شیاطین بہکانے میں بہت ہی انتھک کوشش کرتے اور پاؤں چوٹی کا زور ختم کر دیتے اور اس وجہ سے معاصی کی کثرت اس مہینہ میں اتنی ہو جاتی کہ حد سے زیادہ۔ لیکن باوجود اس کے یہ مشاہدہ ہے اور محقق کہ مجموعی طور سے گناہوں میں کمی ہو جاتی ہے۔ کتنے شرابی کبابی ایسے ہیں کہ رمضان میں خصوصیت سے نہیں پیتے۔ اور اسی طرح اور گناہوں میں بھی کھلی کمی ہو جاتی ہے لیکن اس کے باوجود گناہ ہوتے ضرور ہیں مگر ان کے سرزد ہونے سے حدیث پاک میں تو کوئی اشکال نہیں اسلئے کہ اس کا مضمون ہی یہ ہے کہ

ہے کہ تھوڑی بہت غیبت محسوس نہیں ہوتی، بلکہ وہی خیالات اپنی طبیعت بن جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ بغیر رمضان کے جن لوگوں سے گناہ زیادہ سرزد ہوتے ہیں، رمضان میں بھی انہی سے زیادہ تر صدور ہوتا ہے اور آدمی کا نفس چونکہ ساتھ رہتا ہے اسی لئے اس کا اثر ہے دوسری بات ایک اور بھی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اسکے قلب میں ایک کالا نقطہ لگ جاتا ہے اگر وہ سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ دھل جاتا ہے ورنہ لگا رہتا ہے اور دوسری مرتبہ گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ لگ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا قلب بالکل سیاہ ہو جاتا ہے پھر خیر کی بات اسکے قلب تک نہیں پہنچتی۔ اسی کو حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام پاک میں **كَلَّا بَلْ رَأٰتْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ** سے ارشاد فرمایا ہے کہ اُن کے قلوب زنگ آلود ہو گئے۔ ایسی صورت میں وہ قلوب ان گناہوں کی طرف خود متوجہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ ایک نوع کے گناہ کو بے تکلف کر لیتے ہیں۔ لیکن اسی جیسا جب کوئی دوسرا گناہ سامنے ہوتا ہے تو قلب کو اس سے انکار ہوتا ہے۔ مثلاً جو لوگ شراب پیتے ہیں، اُن کو اگر سُر کھانے کو کہا جائے تو ان کی طبیعت کو نفرت ہوتی ہے حالانکہ معصیت میں دونوں برابر ہیں، تو اسی طرح جب کہ غیر رمضان میں وہ ان گناہوں کو کرتے رہتے ہیں تو دل ان کے ساتھ رینگے جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے رمضان المبارک میں بھی ان کے سرزد ہونے کیلئے شیاطین کی ضرورت نہیں رہتی۔ بالجملہ اگر حدیث پاک سے سب شیاطین کا مقید ہو جانا مراد ہو تب بھی رمضان المبارک میں گناہوں کے سرزد ہونے سے کچھ اشکال نہیں اور اگر متمرّد اور خبیث شیاطین کا مقید ہونا مراد ہو تب تو کوئی اشکال ہے ہی نہیں۔ اور بندہ ناچیز کے نزدیک یہی توجیہ

اولیٰ ہے اور ہر شخص اس کو غور کر سکتا ہے اور تجربہ کر سکتا ہے کہ رمضان المبارک میں نیکی کرنے کے لئے یا کسی معصیت سے بچنے کے لئے اتنے زور لگانے نہیں پڑتے جتنے کہ غیر رمضان میں پڑتے ہیں۔ تھوڑی سی ہمت اور توجہ کافی ہو جاتی ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ یہ دونوں حدیثیں مختلف لوگوں کے اعتبار سے ہیں۔ یعنی فساق کے حق میں صرف متکبر شیاطین قید ہوتے ہیں اور صلحاء کے حق میں مطلقاً ہر قسم کے شیاطین مجبوس ہو جاتے ہیں۔

سب روزہ داروں کی مغفرت

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ رمضان المبارک کی آخری رات میں سب روزہ داروں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ یہ مضمون پہلی روایت میں بھی گذر چکا ہے۔ چونکہ رمضان المبارک کی راتوں میں شب قدر سب سے افضل رات ہے۔ اسلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خیال فرمایا کہ اتنی بڑی فضیلت اسی رات کے لیے ہو سکتی ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے فضائل مستقل علیحدہ چیز ہے یہ انعام تو ختم رمضان کا ہے۔

مغلوب عقل کے کرشمے

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ”انسان کی تین قوتیں ملکیت، بہیمیت اور شیطنت کے باہم ٹکراؤ میں اگر عقل مغلوب ہو جائے یعنی عقل ان مادوں کی خادم بن جائے اور ان کے تقاضوں کو اپنی تدبیر سے پورا کرنے کی نوکر بن جائے تو پھر یہ بہائم سے چار ہاتھ آگے کا بہیمہ اور شیاطین سے درجنوں اوپر کا شیطان بن جاتا ہے جس سے بہائم اور شیطان بھی پناہ مانگتے ہیں۔“

دعا کیجئے: یا اللہ ہمیں نفس و شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ فرمائیے اور تمام انسانی و شیطانی خیالات سے

ہمارے دل و دماغ کی حفاظت فرمائیے آمین **وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**

تین آدمیوں کی ہلاکت کی دُعا

عن كعب بن عجرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احضروا المنبر فحضرونا فلما ارتقى درجة قال امين فلما ارتقى الدرجة الثانية قال امين فلما ارتقى الدرجة الثالثة قال امين الخ. (رواه الحاكم)

ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب ہو جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم مبارک رکھا تو فرمایا آمین۔ جب دوسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت جبریل میرے سامنے آئے تھے (جب پہلے درجہ پر میں نے قدم رکھا تو) انہوں نے کہا کہ ہلاک ہو جو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اسکی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو جو وہ شخص جس کے سامنے آپکا ذکر مبارک ہو اور وہ دُروندہ بھیجے میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا اُن میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پاویں اور وہ اسکو جنت میں داخل نہ کرائیں۔ میں نے کہا آمین۔

بھی زیادہ اہتمام معلوم ہوتا ہے۔

وہ شخص جو رمضان میں اپنی بخشش نہ کر اسکا

اول وہ شخص کہ جس پر رمضان المبارک گزر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو۔ یعنی رمضان المبارک جیسا خیر و برکت کا زمانہ بھی غفلت اور معاصی میں گزر جائے کہ رمضان المبارک میں مغفرت اور اللہ جل شانہ کی رحمت بارش کی طرح برستی ہے۔ پس جس شخص پر رمضان المبارک کا مہینہ بھی اس طرح گزر جائے کہ اس کی بد اعمالیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے وہ مغفرت سے محروم رہے تو اس کی مغفرت کے لئے اور کون سا وقت ہوگا اور اس کی ہلاکت میں کیا تاثر ہے اور مغفرت کی صورت یہ ہے کہ رمضان المبارک کے جو کام ہیں یعنی روزہ تراویح ان کو نہایت اہتمام سے ادا کرنے کے بعد ہر وقت کثرت کے ساتھ اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرے۔

ایک بد دُعا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین

تشریح: اس حدیث میں حضرت جبریل علیہ السلام نے تین بد دعائیں دی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں پر آمین فرمائی۔ اول تو جبریل علیہ السلام جیسے مقرب فرشتے کی بد دعا ہی کیا کم تھی۔ اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین نے تو جتنی سخت بد دعا بنا دی وہ ظاہر ہے۔ اللہ ہی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمادیں اور ان برائیوں سے محفوظ رکھیں ورنہ ہلاکت میں کیا تردد ہے۔ درمنثور کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حضرت جبریل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آمین کہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آمین جس سے اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ پر

درود نہ پڑھنے والا

تشریح: دوسرا شخص جس کے لئے بددعا کی گئی وہ ہے جس کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو اور وہ درود نہ پڑھے اور بھی بہت سی روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ اسی وجہ سے بعض علماء کے نزدیک جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو تو سننے والوں پر درود شریف کا پڑھنا واجب ہے حدیث بالا کے علاوہ اور بھی بہت سی وعیدیں اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جس کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہو اور وہ درود نہ بھیجے۔ بعض احادیث میں اس کو شقی اور بخیل تر لوگوں میں شمار کیا گیا ہے۔ نیز جفا کار اور جنت کا راستہ بھولنے والا حتیٰ کہ جہنم میں داخل ہونے والا اور بددین تک فرمایا ہے۔ یہ بھی وارد ہوا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک نہ دیکھے۔ محققین علماء نے ایسی روایات کی تاویل فرمائی ہو مگر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ درود شریف نہ پڑھنے والے کیلئے آپ کے ظاہر ارشادات اس قدر سخت ہیں کہ ان کا تحمل دشوار ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ کے احسانات امت پر اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ تحریر و تقریر ان کا احصاء کر سکے اسکے علاوہ آپ کے حقوق امت پر اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کو دیکھتے ہوئے درود شریف نہ پڑھنے والوں کے حق میں ہر وعید اور تنبیہ بجا اور موزوں معلوم ہوتی ہے خود درود شریف کے فضائل اس قدر ہیں کہ ان سے محرومی مستقل بد نصیبی ہے۔ اسے بڑھ کر کیا فضیلت ہوگی کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ

درود بھیجے حق تعالیٰ جل شانہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔ نیز ملائکہ کا اسکے لئے دعا کرنا، گناہوں کا معاف ہونا۔ درجات کا بلند ہونا، اُحد پہاڑ کے برابر ثواب کا ملنا، شفاعت کا اس کیلئے واجب ہونا وغیرہ وغیرہ امور مزید برآں۔ نیز اللہ جل شانہ کی رضا، اسکی رحمت، اس کے غصہ سے امان، قیامت کے ہول سے نجات، مرنے سے قبل جنت میں اپنے ٹھکانے کا دیکھ لینا وغیرہ بہت سے وعدے درود شریف کی خاص خاص مقداروں پر مقرر فرمائے گئے ہیں۔ ان سب کے علاوہ درود شریف سے تنگی، معیشت اور فقر دور ہوتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے دربار میں تقرب نصیب ہوتا ہے، دشمنوں پر مدد نصیب ہوتی ہے اور قلب کی نفاق اور زنگ سے صفائی ہوتی ہے لوگوں کو اس سے محبت ہوتی ہے اور بہت سی بشارتیں ہیں جو درود شریف کی کثرت پر احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بھر میں درود شریف کا پڑھنا عملاً فرض ہے اور اس پر علماء مذہب کا اتفاق ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہو ہر مرتبہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے یا نہیں۔ بعض علماء کے نزدیک ہر مرتبہ درود شریف کا پڑھنا واجب ہے اور دوسرے بعض کے نزدیک مستحب۔

بوڑھے والدین کی خدمت نہ کرنے والا

تیسرے وہ شخص جس کے بوڑھے والدین میں سے دونوں یا ایک موجود ہوں اور وہ ان کی اس قدر خدمت نہ کرے کہ جس کی وجہ سے جنت کا مستحق ہو جائے۔ والدین کے حقوق کی بھی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے۔

دعا کیجئے

یا اللہ ہمیں ان لوگوں میں سے نہ فرمائیے جو کسی وجہ سے محروم ہوئے۔ یا اللہ اپنے فضل سے ہمیں رمضان المبارک کی برکات سے بھر پور نوازئیے آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

رمضان المبارک میں خصوصی رحمت

عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوما وحضرنا رمضان اتاكم رمضان شهر بركة يغشاكم الله فيه فينزل الرحمة الخ. (رواه الطبرانی)

ترجمہ: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آگیا ہے جو بڑی برکت والا ہے حق تعالیٰ شانہ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں۔ خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں دعا کو قبول کرتے ہیں تمہارے تناس کو دیکھتے ہیں اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ۔ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جاوے۔

تشریح: تناس اس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کی حرص میں کام کیا جائے اور مقابلہ پر دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کام کیا جاوے۔ تفاخر اور تقابل والے آویں اور یہاں اپنے اپنے جوہر دکھلاویں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں فخر کی بات نہیں تحدیث بالنعمة کے طور پر لکھتا ہوں۔ اپنی نااہلیت سے خود اگرچہ کچھ نہیں کر سکتا مگر اپنے گھرانہ کی عورتوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہوں کہ اکثر وہ اس کا اہتمام رہتا ہے کہ دوسری سے تلاوت میں بڑھ جاوے۔ خانگی کاروبار کے ساتھ پندرہ بیس پارے روزانہ بے تکلف پورے کر لیتی ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے قبول فرماویں اور زیادتی کی توفیق عطا فرماویں۔

شب و روز جہنم سے آزادی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ کے یہاں سے (جہنم کے) قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لئے ہر شب و روز میں ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

فائدہ: بہت سی روایات میں روزے دار کی دعا کا قبول ہونا وارد ہوا ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی

ہے مگر ہم لوگ اس وقت کھانے پر اس طرح گرتے ہیں کہ دُعا مانگنے کی تو کہاں فرصت خود افطار کی دعا بھی یاد نہیں رہتی۔ افطار کی مشہور دُعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اَمِنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (ترجمہ) اے اللہ تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تجھی پر ایمان لایا ہوں اور تجھی پر بھروسہ ہے تیرے ہی رزق سے افطار کرتا ہوں۔

حدیث کی کتابوں میں یہ دُعا مختصر ملتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ افطار کے وقت یہ دُعا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ. (ترجمہ) اے اللہ تیرے اس رحمت کے صدقے جو ہر چیز کو شامل ہے یہ مانگتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرما دے۔ بعض کتب میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دُعا منقول ہے۔ یَا وَاسِعَ الْفَضْلِ اغْفِرْ لِیْ

(ترجمہ) اے وسیع عطا والے میری مغفرت فرما۔ اور بھی متعدد دعائیں روایات میں وارد ہوئی ہیں مگر کسی دُعا کی تخصیص نہیں اجابت دُعا کا وقت ہے اپنی اپنی ضرورت کے لئے دُعا فرمائیں۔

تین آدمی جن کی دعا رد نہیں ہوتی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد

نہیں ہوتی۔ ایک روزہ دار کی افطار کے وقت دوسرے عادل بادشاہ کی تیسرے مظلوم کی جس کو حق تعالیٰ شانہ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرورت مدد کروں گا، گو (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہو جائے۔

رمضان میں دُعا کی خصوصی مقبولیت

درمنثور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے جب رمضان آتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدل جاتا تھا اور نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا اور دُعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے اور خوف غالب ہو جاتا تھا۔ دوسری روایت میں فرماتی ہیں

کہ رمضان کے ختم تک بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان میں عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حکم فرمادیتے ہیں کہ اپنی اپنی عبادت چھوڑ دو اور روزہ داروں کی دُعا پر آمین کہا کرو۔ بہت سی روایات سے رمضان کی دُعا کا خصوصیت سے قبول ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بے تردّد بات ہے کہ جب اللہ کا وعدہ ہے اور پچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نقل کیا ہوا ہے تو اُس کے پورا ہونے میں کچھ تردد نہیں لیکن اس کے بعد بھی بعض لوگ کسی غرض کیلئے دُعا کرتے ہیں مگر وہ کام نہیں ہوتا تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ دُعا قبول نہیں ہوئی بلکہ دُعا کے قبول ہونے کے معنی سمجھ لینا چاہیے۔

مانگنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں

اللہ جل شانہ کی بارگاہ بھی ایسی بارگاہ ہے کہ اس سے جتنی چیزیں مانگی جائیں اور جتنی دعائیں کی جائیں، اس پر اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتے اور نہ ہی ناراض ہوتے ہیں، بلکہ اس شخص سے ناراض ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا۔ حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔ دنیا میں کوئی شخص کتنا بڑا بنی کیوں نہ ہو، اگر کوئی شخص اس سے صبح کے وقت مانگنے چلا جائے، پھر ایک گھنٹہ کے بعد مانگنے چلا جائے، پھر ایک گھنٹے کے بعد دوبارہ اس کے گھر پہنچ جائے، تو وہ بنی بھی تنگ آ کر اس سے یہ کہہ دے گا کہ تو نے تو میرا پیچھا ہی پکڑ لیا، کسی طرح میری جان چھوڑ۔ لیکن اللہ جل شانہ کا معاملہ اپنے بندوں کے ساتھ یہ ہے کہ بندے جتنا اس سے مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ اتنا ہی ان سے راضی اور خوش ہوتے ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو اور بڑی سے بڑی چیز بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر موقع پر دعائیں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دعا کیجئے

اے اللہ ہم رمضان المبارک میں جو دعائیں مانگیں وہ اپنے فضل و عطا سے قبول فرمائیے اور جو چیزیں ہماری دنیا و آخرت کیلئے بہتر ہوں وہ بغیر مانگے عطا فرمائیے کہ آپ ہماری حاجات سے بخوبی واقف ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

قبولیت دُعا کا مطلب

عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوما وحضرنا رمضان اتاكم رمضان شهر بركة يغشاكم الله فيه فينزل الرحمة الخ. (رواه الطبرانی)

ترجمہ: حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آگیا ہے جو بڑی برکت والا ہے، حق تعالیٰ شانہ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں۔ خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں، دعا کو قبول کرتے ہیں، تمہارے تافس کو دیکھتے ہیں اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ۔ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جاوے۔

گا۔ اس اجر و ثواب کی کثرت کو دیکھ کر وہ بندہ اس کی تمنا کرے گا کہ کاش دنیا میں اس کی کوئی بھی دُعا پوری نہ ہوئی ہوتی کہ یہاں اس کا اس قدر اجر ملتا۔ غرض دُعا نہایت ہی اہم چیز ہے۔ اس کی طرف سے غفلت بڑے سخت نقصان اور خسارہ کی بات ہے اور ظاہر میں اگر قبول کے آثار نہ دیکھیں تو بد دل نہ ہونا چاہیے۔

اس رسالہ کے ختم پر جو لمبی حدیث آ رہی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں بھی حق تعالیٰ شانہ بندہ ہی کے مصالح پر نظر فرماتے ہیں۔ اگر اس کے لئے اس چیز کا عطا فرمانا مصلحت ہوتا ہے تو مرحمت فرماتے ہیں ورنہ نہیں۔ یہ بھی اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہم لوگ بسا اوقات اپنی نا فہمی سے ایسی چیز مانگتے ہیں جو ہمارے مناسب نہیں ہوتی۔

خواہ مخواہ بددُعا دینے سے بچو

اس کے ساتھ دوسری ضروری اور اہم بات قابلِ لحاظ یہ ہے کہ بہت سے مرد اور عورتیں تو خاص طور سے اس مرض میں مبتلا ہیں کہ بسا اوقات غصے اور رنج میں اولاد وغیرہ کو بددُعا دیتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ اللہ جل شانہ کے عالی دربار میں بعض اوقات ایسے خاص قبولیت کے ہوتے ہیں کہ جو مانگو مل جاتا ہے۔ یہ

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب مسلمان دُعا کرتا ہے بشرطیکہ قطع رحمی یا کسی گناہ کی دُعا نہ کرے تو حق تعالیٰ شانہ کے یہاں سے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور ملتی ہے۔ یا خود وہی چیز ملتی ہے جس کی دُعا کی یا اس کے بدلے میں کوئی برائی مصیبت اُس سے ہٹادی جاتی ہے یا آخرت میں اسی قدر ثواب اس کے حصہ میں لگا دیا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ بندہ کو بلا کر ارشاد فرمائیں گے کہ اے میرے بندے میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے قبول کرنے کا وعدہ کیا تھا تو نے مجھ سے دُعا مانگی تھی۔ وہ عرض کریگا کہ مانگی تھی۔ اس پر ارشاد ہوگا کہ تُو نے کوئی دُعا ایسی نہیں کی جس کو میں نے قبول نہ کیا ہو تو نے فلاں دعا مانگی تھی کہ فلاں تکلیف ہٹا دیجائے میں نے اُس کو دنیا میں پورا کر دیا تھا اور فلاں غم کے دفع ہونے کیلئے دُعا کی تھی مگر اس کا اثر کچھ تجھے معلوم نہیں ہوا۔ میں نے اس کے بدلے میں فلاں اجر و ثواب تیرے لئے متعین کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اُس کو ہر ہر دعا یاد کرائی جاوے گی اور اس کا دنیا میں پورا ہونا یا آخرت میں اس کا عوض بتلایا جاوے

قبولیت دعاء کی شرائط

اس سب کے بعد یہ امر بھی نہایت ضروری اور قابل لحاظ ہے کہ دعا کے قبول ہونے کیلئے کچھ شرائط بھی وارد ہوئی ہیں کہ ان کے فوت ہونے سے بسا اوقات دعا رد کر دی جاتی ہے۔ منجملہ اُن کے حرام غذا ہے کہ اس کی وجہ سے بھی دعا رد ہو جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ کھینچ کر دعا مانگتے ہیں اور یارب یارب کرتے ہیں مگر کھانا حرام پینا حرام لباس حرام ایسی حالت میں کہاں دعا قبول ہو سکتی ہے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں مستجاب الدعاء لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ جب کوئی حاکم اُن پر مسلط ہوتا اس کے لئے بددعا کرتے وہ ہلاک ہو جاتا۔ حجاج ظالم کا جب وہاں تسلط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی جس میں ان حضرات کو خاص طور پر شریک کیا اور جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو اُس نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بددعا سے محفوظ ہو گیا کہ حرام کی روزی ان کے پیٹ میں داخل ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہمارے زمانہ کی حلال روزی پر بھی ایک نگاہ ڈالی جائے جہاں ہر وقت سود تک کے جواز کی کوشش جاری ہوں۔ ملازمین رشوت کو اور تاجر دھوکہ دینے کو بہتر سمجھتے ہوں۔

احتمق غصہ میں اول تو اولاد کو کوستی ہیں اور جب وہ مرجاتی ہے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے تو پھر روتی پھرتی ہیں اور اس کا خیال بھی نہیں آتا کہ یہ مصیبت خود ہی اپنی بددعا سے مانگی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی جانوں اور اولاد کو نیز مال اور خادموں کو بددعا نہ دیا کرو۔ مبادا اللہ کے کسی ایسے خاص وقت میں واقع ہو جائے جو قبولیت کا ہے بالخصوص رمضان المبارک کا تمام مہینہ تو بہت ہی خاص وقت ہے اس میں اہتمام سے بچنے کی کوشش اشد ضروری ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ رمضان المبارک میں اللہ کو یاد کرنے والا شخص بخشا بخشایا ہے اور اللہ سے مانگنے والا نامراد نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے ترغیب میں نقل کیا ہے کہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی پکارتا ہے کہ اے خیر کی تلاش کرنے والے متوجہ ہو اور آگے بڑھو۔ اور اے بُرائی کے طلبگار بس کر اور آنکھیں کھول۔ اس کے بعد وہ فرشتہ کہتا ہے کوئی مغفرت کا چاہنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کیجائے۔ کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے۔

دعا کیجئے

اے اللہ ہماری دعا قبول فرمائیے اور تمام خیر و برکات سے نوازئیے۔

اے اللہ ہمیں عبادات دعائیں اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیے آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

سحری کھانے والوں پر رحمت

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی المتسحرین (رواہ الطبرانی)
ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خود حق تعالیٰ شانہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

سحری کی فضیلت اور سحری کا وقت

تشریح: کس قدر اللہ جل جلالہ کا انعام و احسان ہے کہ روزہ کی برکت سے اس سے پہلے کھانے کو جس کو سحری کہتے ہیں اُمت کے لئے ثواب کی چیز بنادیا اور اس میں بھی مسلمانوں کو اجر دیا جاتا ہے۔ بہت سی احادیث میں سحر کھانے کی فضیلت اور اجر کا ذکر ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے سترہ اصحابہ رضی اللہ عنہ سے اس کی فضیلت کی احادیث نقل کی ہیں اور اس کے مستحب ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ بہت سے لوگ کاہلی کی وجہ سے اس فضیلت سے محروم ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ تراویح پڑھ کر کھانا کھا کر سو جاتے ہیں اور وہ اس کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ اس لئے کہ لغت میں سحر اس کھانے کو کہتے ہیں جو صبح کے قریب کھایا جائے جیسا کہ قاموس نے لکھا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آدھی رات سے اس کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ (مرقاۃ) صاحب کشاف رحمہ اللہ نے اخیر کے چھٹے حصہ کو بتلایا ہے یعنی تمام رات کو چھ حصوں پر تقسیم کر کے اخیر کا حصہ مثلاً اگر غروب آفتاب سے طلوع صبح صادق تک بارہ گھنٹے ہوں تو اخیر کے دو گھنٹے سحر کا وقت ہے اور ان میں بھی تاخیر اولے ہے۔ بشرطیکہ اتنی تاخیر نہ ہو کہ روزہ میں شک ہونے لگے۔ سحری کی فضیلت بہت سی احادیث میں آئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے روزہ میں سحری کھانے سے فرق

ہوتا ہے کہ وہ سحری نہیں کھاتے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ سحری کھایا کرو کہ اس میں برکت ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ تین چیزوں میں برکت ہے۔ جماعت میں اور ثرید میں اور سحری کھانے میں اس حدیث میں جماعت سے عام مراد ہے نماز کی جماعت اور ہر وہ کام جس کو مسلمانوں کی جماعت مل کر کرے کہ اللہ کی مدد اس کے ساتھ فرمائی گئی ہے اور ثرید گوشت میں پکی ہوئی روٹی کہلاتی ہے جو نہایت لذیذ کھانا ہوتا ہے تیسرے سحری۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ سحر کھلانے کیلئے بلاتے تو ارشاد فرماتے کہ آؤ برکت کا کھانا کھاؤ۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ سحری کھا کر روزہ پر قوت حاصل کرو اور دو پہر کو سو کر اخیر شب کے اٹھنے پر مدد چاہا کرو۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سحری نوش فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک برکت کی چیز ہے جو اللہ نے تم کو عطا فرمائی ہے اس کو مت چھوڑنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد روایات میں سحری کی ترغیب فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ ارشاد ہے کہ اور کچھ نہ ہو تو ایک چھوہارہ ہی کھالے یا ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔ اس لئے روزہ داروں کو اس ہم خرما و ہم ثواب کا خاص طور سے اہتمام کرنا چاہیے کہ اپنی راحت اپنا نفع اور مفت کا ثواب۔ مگر اتنا ضروری ہے کہ افراط و تفریط ہر چیز میں مضر ہے اس لئے نہ اتنا کم کھاوے کہ

عبادات میں ضعف محسوس ہونے لگے اور نہ اتنا زیادہ کھاوے کہ دن بھر کھٹی ڈکاریں آتی رہیں۔ خود ان احادیث میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ چاہے ایک چھوڑا ہو یا ایک گھونٹ پانی۔ نیز مستقل احادیث میں بھی بہت کھانے کی ممانعت آئی ہے۔

سحری کی برکات

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ بخاری کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ سحری کی برکات مختلف وجوہ سے ہیں اتباع سنت اہل کتاب کی مخالفت کہ وہ سحری نہیں کھاتے اور ہم لوگ حتی الوسع ان کی مخالفت کے مامور ہیں۔

نیز عبادت پر قوت عبادت میں دلچسپی کی زیادتی نیز شدت بھوک سے اکثر بد خلقی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی مدافعت اس وقت کوئی ضرورت مند سائل آجائے تو اس کی اعانت کوئی پڑوس میں غریب فقیر ہو اس کی مدد یہ وقت خصوصیت سے قبولیت دعا کا ہے۔ سحری کی بدولت دعا کی توفیق ہو جاتی ہے اس وقت میں ذکر کی توفیق ہو جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

سحری کے کھانے کی مقدار

ابن دقیق العید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صوفیاء کو سحری کھانے میں کلام ہے کہ وہ مقصد روزہ کے خلاف ہے اس لئے کہ مقصد روزہ پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت کا توڑنا ہے اور سحری کھانا اس مقصد کے خلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مقدار میں اتنا کھانا کہ یہ مصلحت بالکلیہ فوت ہو جائے یہ تو بہتر نہیں۔ اس کے علاوہ حسب حیثیت و ضرورت مختلف ہوتا رہتا ہے۔ قول فیصل بھی یہی ہے کہ اصل سحری و افطار میں کھانے

کی مقدار کم کر لینا ہے مگر حسب ضرورت اس میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً طلباء کی جماعت کہ ان کے لئے تغذیہ طعام منافع صوم کے حاصل ہونے کے ساتھ تحصیل علم کی مضرت کو شامل ہے اس لئے ان کیلئے بہتر یہ ہے کہ کھانے کی مقدار کم نہ کریں کہ علم دین کی اہمیت شریعت میں بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح ذاکرین کی جماعت علیٰ ہذا دوسری جماعتیں جو تغذیہ طعام کی وجہ سے کسی دینی کام میں اہمیت کے ساتھ مشغول نہ ہو سکیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جہاد کو تشریف لے جاتے ہوئے اعلان فرمادیا کہ سفر میں روزہ نیکی نہیں حالانکہ رمضان المبارک کا روزہ تھا مگر اس جگہ جہاد کا تقابل آپڑا تھا۔ البتہ جس جگہ کسی ایسے دینی کام میں جو روزے سے زیادہ اہم ہو ضعف اور کسل پیدا نہ ہو وہاں کھانے کی مقدار میں کمی کرنا ہی مناسب ہے۔

اللہ والوں کا کھانا

شرح احیاء میں عوارف سے نقل کیا ہے کہ سہل رحمہ اللہ بن عبد اللہ تسری پندرہ روز میں ایک مرتبہ کھانا تناول فرماتے تھے اور رمضان المبارک میں ایک لقمہ البتہ روزانہ اتباع سنت کی وجہ سے محض پانی سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ حضرت جنید رحمہ اللہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے لیکن (اللہ والے) دوستوں میں سے کوئی آتا تو اس کی وجہ سے روزہ افطار فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ (ایسے) دوستوں کے ساتھ کھانے کی فضیلت کچھ روزہ کی فضیلت سے کم نہیں اور بھی سلف کے ہزاروں واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ کھانے کی کمی کے ساتھ نفس کی تادیب کرتے تھے مگر شرط وہی ہے کہ اس کی وجہ سے اور دینی اہم امور میں نقصان نہ ہو۔

دعا کیجئے

اے اللہ ہم رمضان المبارک میں جو دعائیں مانگیں وہ اپنے فضل و عطا سے قبول فرمائیے اور جو چیزیں ہماری دنیا و آخرت کیلئے بہتر ہوں وہ بغیر مانگے عطا فرمائیے کہ آپ ہماری حاجات سے بخوبی واقف ہیں۔
وَاجْرُدْغَوْنَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

رمضان کے ثمرات سے محروم

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب صائم لیس له من صیامہ الا الجوع ورب قائم لیس له من قیامہ الا السہر (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزہ کے ثمرات میں بجز بھوکا رہنے کے کچھ بھی حاصل نہیں اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے (کی مشقت) کے سوا کچھ بھی نہ ملا۔

اپنی حفاظت کرتا ہے اسی طرح روزہ سے بھی اپنے دشمن شیطان سے حفاظت ہوتی ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ روزہ حفاظت ہے اللہ کے عذاب سے۔ دوسری روایت میں ہے کہ روزہ جہنم سے حفاظت ہے۔

روزہ کی ڈھال کو توڑنے والی چیزیں

ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ روزہ کس چیز سے پھٹ جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ اور غیبت سے۔ ان دونوں روایتوں میں اور اسی طرح اور بھی بہت متحد روایات میں روزہ میں اس قسم کے امور سے بچنے کی تاکید آئی ہے اور روزہ کا گویا ضائع کر دینا اس کو قرار دیا ہے۔ ہمارے اس زمانہ میں روزہ کے کاٹنے کے لئے مشغلہ اس کو قرار دیا جاتا ہے کہ واہی تباہی میری تیری باتیں شروع کر دی جائیں۔ بعض علماء کے نزدیک جھوٹ اور غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں ان حضرات کے نزدیک ایسی ہیں جیسے کہ کھانا پینا وغیرہ سب روزہ کو توڑنے والی اشیاء ہیں۔ جمہور کے نزدیک اگرچہ روزہ ٹوٹتا نہیں۔ مگر روزہ کے برکات جاتے رہنے سے تو کسی کو بھی انکار نہیں۔

روزہ دار کے لئے چھ آداب

مشائخ نے روزہ کے آداب میں چھ امور تحریر فرمائے ہیں کہ

محرومی کے اسباب

تشیخ: علماء کے اس حدیث کی شرح میں چند اقوال ہیں اول یہ کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو دن بھر روزہ رکھ کر مال حرام سے افطار کرتا ہے کہ جتنا ثواب روزہ کا ہوا تھا اس سے زیادہ گناہ حرام مال کھانے کا ہو گیا اور دن بھر بھوکا رہنے کے سوا اور کچھ نہ ملا۔

دوسرے یہ کہ وہ شخص مراد ہے جو روزہ رکھتا ہے لیکن غیبت میں بھی مبتلا رہتا ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ روزہ کے اندر گناہ وغیرہ سے احتراز نہیں کرتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جامع ہوتے ہیں یہ سب صورتیں اس میں داخل ہیں اور ان کے علاوہ بھی۔ اسی طرح جاگنے کا حال ہے کہ رات بھر شب بیداری کی مگر تفریحاً تھوڑی سی غیبت یا کوئی اور حماقت بھی کر لی تو وہ سارا جاگنا بیکار ہو گیا۔ مثلاً صبح کی نماز ہی قضا کر دی یا محض ریا اور شہرت کیلئے جاگا تو وہ بیکار ہے۔

روزہ ڈھال ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

ڈھال ہونے کا مطلب

فائدہ: ڈھال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آدمی ڈھال سے

روزہ دار کو ان کا اہتمام ضروری ہے۔

(۱) نگاہ کی حفاظت: اوّل نگاہ کی حفاظت کہ کسی بے محل جگہ پر نہ پڑے حتیٰ کہ کہتے ہیں کہ بیوی پر بھی شہوت کی نگاہ نہ پڑے۔ پھر اجنبی کا ذکر اور اسی طرح کسی لہو و لعب وغیرہ ناجائز جگہ نہ پڑے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص اس سے خوف کی وجہ سے بچ رہے۔ حق تعالیٰ شانہ اس کو ایسا نور ایمانی نصیب فرماتے ہیں جس کی حلاوت اور لذت قلب میں محسوس کرتا ہے۔ صوفیاء نے بے محل کی تفسیر یہ کی ہے کہ ہر ایسی چیز کا دیکھنا اس میں داخل ہے جو دل کو حق تعالیٰ شانہ سے ہٹا کر کسی دوسری طرف متوجہ کر دے۔

(۲) زبان کی حفاظت: دوسری چیز زبان کی حفاظت ہے۔ جھوٹ، چغل خوری، لغو، بکواس، غیبت، بدگوئی، بدکلامی، جھگڑا وغیرہ سب چیزیں اس میں داخل ہیں۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے۔ اس لئے روزہ دار کو چاہیے کہ زبان سے کوئی فحش بات یا جہالت کی بات مثلاً تمسخر، جھگڑا وغیرہ نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا جھگڑنے لگے تو کہہ دے کہ میرا روزہ ہے یعنی دوسرے کی ابتداء کرنے پر بھی اُس سے نہ اُجھے۔ اگر وہ سمجھنے والا ہو تو اس سے کہہ دے کہ میرا روزہ ہے اور اگر وہ بے وقوف نا سمجھ ہو تو اپنے دل کو سمجھا دے کہ تیرا روزہ ہے تجھے ایسی لغویات کا جواب مناسب نہیں، بالخصوص غیبت اور جھوٹ سے تو بہت ہی احتراز ضروری ہے کہ بعض علماء کے نزدیک اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ روزہ میں اس شدت سے بھوک لگی کہ ناقابل برداشت بن گئی ہیں، ہلاکت کے قریب پہنچ گئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ اُن کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس میں تے کرنے کا حکم فرمایا دونوں نے تے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ کھایا ہوا خون نکلا۔ لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ شانہ کی حلال روزی سے تو روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں۔ اس حدیث سے ایک مضمون اور بھی مترشح ہوتا ہے کہ غیبت کرنے کی وجہ سے روزہ بہت زیادہ معلوم ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ دونوں عورتیں روزہ کی وجہ سے مرنے کے قریب ہو گئیں۔ اسی طرح اور بھی گناہوں کا حال ہے اور تجربہ اس کی تائید کرتا ہے کہ روزہ میں اکثر متقی لوگوں پر ذرا بھی اثر نہیں ہوتا اور فاسق لوگوں کی اکثر بُری حالت ہوتی ہے اس لئے اگر یہ چاہیں کہ روزہ نہ لگے تب بھی اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ گناہوں سے اس حالت میں احتراز کریں، بالخصوص غیبت سے جس کو لوگوں نے روزہ کاٹنے کا مشغلہ تجویز کر رکھا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے اپنے کلام پاک میں غیبت کو اپنے بھائی کے مُردار گوشت سے تعبیر فرمایا ہے اور احادیث میں بھی بکثرت اس قسم کے واقعات ارشاد فرمائے گئے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کا حقیقہ گوشت کھایا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ دانتوں میں خلال کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے تو آج گوشت چکھا بھی نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں کو لگ رہا ہے، معلوم ہوا کہ ان کی غیبت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حفظ میں رکھے کہ ہم لوگ اس سے بہت ہی غافل ہیں، عوام کا

ذکر نہیں خواص بتلاتے ہیں۔ ان لوگوں کو چھوڑ کر جو دنیا دار کہلاتے ہیں۔ دین داروں کی مجالس بھی بالعموم اس سے کم خالی ہوتی ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اکثر اس کو غیبت بھی نہیں سمجھا جاتا ہے۔ اگر اپنے یا کسی کے دل میں کچھ کھٹکا بھی پیدا ہو تو اس پر اظہارِ واقعہ کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ غیب کیا چیز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کی پس پشت ایسی بات کرنی جو اُسے ناگوار ہو۔ سائل نے پوچھا کہ اگر اس میں واقعہ وہ بات موجود ہو جو کہی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہی تو غیبت ہے۔ اگر واقعہ موجود نہ ہو تب تو بہتان ہے۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گذر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذابِ قبر ہو رہا ہے ایک کو لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے دوسرے کو پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سود کے سترہ ۷ سے زیادہ باب ہیں سب سے سہل اور ہلکا درجہ اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے اور ایک درہم سود کا پینتیس زنا سے زیادہ سخت ہے اور بدترین سود اور سب سے زیادہ خبیث ترین سود مسلمان کی آبروریزی

ہے۔ احادیث میں غیبت اور مسلمان کی آبروریزی پر سخت سے سخت وعیدیں آئی ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ ان میں سے کچھ معتد بہ روایات کروں اس لئے کہ ہماری مجلسیں اس سے بہت ہی زیادہ پُر رہتی ہے مگر مضمون دوسرا ہے اس لئے اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اس بلا سے محفوظ فرمائیں۔

باقی اعضاء کی حفاظت کا بیان اگلے درس میں آئے گا۔

برکاتِ رمضان

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”رمضان کے مہینے میں دن بھر روزہ کے ذریعے جو ممنوعات متروکہ ہیں نفس کو سے مانجھا اور صاف کیا جاتا ہے اور شب کو اس صاف شدہ ظرف پر تلاوت و تراویح سے جو مجموعہ افعال برہے قلعی کی جاتی ہے جس سے وہ چمک اٹھتا ہے اور اس میں قرب و اتصال اور قبول و وصال کی اس چمک دمک سے انوار خداوندی منعکس ہونے لگتے ہیں گویا نفس انسان رحمان نظر آنے لگتا ہے۔ پس ماہ رمضان جیسے برکات مہینہ ہے ویسے ہی تقویٰ کا بھی مہینہ ہے اور جیسے اس میں اثم سے بچاؤ میسر آتا ہے ویسے ہی اس میں عدوان سے بچاؤ کی توفیق بھی ملتی ہے۔“ (جواہر حکمت)

دعا کیجئے

اے اللہ! رمضان کی برکت سے ہمارے تمام اعضاء ظاہری و باطنی کی حفاظت فرمائیے اور اپنی عافیت کا معاملہ فرمائیے۔ اور ہماری کسی بے ادبی کی وجہ سے ہمیں رمضان کی خیر و برکات سے محروم نہ فرمائیے۔ یا اللہ اپنے فضل و کرم کا معاملہ فرمائیے آمین

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

رمضان کے ثمرات سے محروم

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب صائم لیس له من صیامہ الا الجوع ورب قائم لیس له من قیامہ الا السہر (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزہ کے ثمرات میں بجز بھوکا رہنے کے کچھ بھی حاصل نہیں اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے (کی مشقت) کے سوا کچھ بھی نہ ملا۔

رمضان المبارک میں بعض اعضاء کی حفاظت کا بیان پچھلے درس میں آچکا ہے بعض اعضاء کا بیان اور تفصیل یہ ہے

تشریح: (۳) کان کی حفاظت: تیسری چیز جس کا روزہ دار کو اہتمام ضروری ہے وہ کان کی حفاظت ہے ہر مکروہ چیز سے جس کا کہنا اور زبان سے نکالنا ناجائز ہے اس کی طرف کان لگانا اور سننا بھی ناجائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غیبت کا کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

(۴) تمام اعضاء کی حفاظت: چوتھی چیز باقی اعضاء بدن مثلاً ہاتھ کا ناجائز چیز کے پکڑنے سے پاؤں کا ناجائز چیز کی طرف چلنے سے روکنا اور اسی طرح اور باقی اعضاء بدن کا۔ اسی طرح پیٹ کا افطار کی وقت مشتبہ چیز سے محفوظ رکھنا۔ جو شخص روزہ رکھ کر حرام مال سے افطار کرتا ہے۔ اُس کا حال اُس شخص کا سا ہے کہ کسی مرض کیلئے دوا کرتا ہے مگر اس میں تھوڑا سا سنکھیا بھی ملا لیتا ہے کہ اس مرض کیلئے تو وہ دوا مفید ہو جائے گی مگر یہ زہر ساتھ ہی ہلاک بھی کر دے گا۔

(۵) کم کھانا: پانچویں چیز افطار کے وقت حلال مال سے بھی اتنا زیادہ نہ کھانا کہ شکم سیر ہو جائے اسلئے کہ روزہ کی غرض اس سے فوت ہو جاتی ہے۔ مقصود روزہ سے قوت شہوانیہ اور بہیمیہ کا کم کرنا ہے اور قوت نورانیہ اور ملکیہ کا بڑھانا ہے۔ گیارہ مہینہ تک بہت کچھ کھایا ہے اگر ایک مہینہ اس میں کچھ کمی ہو جائے گی تو کیا جان نکل جاتی ہے۔ مگر ہم لوگوں کا حال ہے کہ

افطار کے وقت تلافی مافات میں اور سحر کی وقت حفظ ماقدم میں اتنی زیادہ مقدار کھا لیتے ہیں کہ بغیر رمضان کے اور بغیر روزہ کی حالت کے اتنی مقدار کھانے کی نوبت بھی نہیں آتی۔ رمضان المبارک بھی ہم لوگوں کے خود کا کام دیتا ہے۔ علامہ غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ روزہ کی غرض یعنی قہر ابلیس اور شہوتِ نفسانیہ کا توڑنا کیسے حاصل ہو سکتا ہے اگر آدمی افطار کے وقت اس مقدار کی تلافی کر لے جو فوت ہوئی۔ حقیقت یہ ہم لوگ بجز اسکے کہ اپنے کھانے کے اوقات بدل دیتے ہیں۔ اس کے سوا کچھ بھی کمی نہیں کرتے بلکہ اور زیادتی مختلف انواع کی کر جاتے ہیں جو بغیر رمضان کے میسر نہیں ہوتی۔ لوگوں کی کچھ ایسی عادت ہو گئی ہے کہ عمدہ عمدہ اشیاء رمضان کیلئے رکھتے ہیں اور نفس دن بھر کے فاقہ کے بعد جب ان پر پڑتا ہے تو خوب زیادہ سیر ہو کر کھاتا ہے تو بجائے قوت شہوانیہ کے ضعیف ہونے کے اور بھڑک اٹھتی ہے اور جوش میں آ جاتی ہے اور مقصد کے خلاف ہو جاتا ہے۔ روزہ کے اندر مختلف اغراض اور فوائد اور اس کے مشروع ہونے سے مختلف منافع مقصود ہیں وہ سب جب ہی حاصل ہو سکتے ہیں جب کچھ بھوکا بھی رہے۔ بڑا منافع تو یہی ہے جو معلوم ہو چکا یعنی شہوتوں کا توڑنا یہ بھی اسی پر موقوف ہے کہ کچھ وقت بھوک کی حالت میں گزرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شیطان آدمی کے بدن میں خون کی طرح چلتا ہے اس کے راستوں کو بھوک سے بند کرو۔ تمام اعضاء کا سیر ہونا نفس کے

بھوکا رہنے پر موقوف ہے جب نفس بھوکا رہتا ہے تو تمام اعضاء سیر رہتے ہیں اور جب نفس سیر ہوتا ہے تو تمام اعضاء بھوکے رہتے ہیں دوسری غرض روزہ سے فقراء کے ساتھ تشبہ اور ان کے حال پر نظر ہے وہ بھی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جب سحر میں معدہ کو دودھ جلیبی سے اتنا نہ بھر لے کہ شام تک بھوک ہی نہ لگے فقراء کے ساتھ مشابہت جب ہی ہو سکتی ہے جب کچھ وقت بھوک کی بیتابی کا بھی گزرے۔ بشرحانی رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص گئے وہ سردی میں کانپ رہے تھے اور کپڑے پاس رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ وقت کپڑے نکالنے کا ہے فرمایا کہ فقراء بہت ہیں اور مجھ میں ان کی ہمدردی کی طاقت نہیں اتنی ہمدردی کر لوں کہ میں بھی ان جیسا ہو جاؤں مشائخ صوفیاء نے عامۃً اس پر تنبیہ فرمائی ہے اور فقہانے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ صاحب مراقی الفلاح رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سحر میں زیادتی نہ کرے جیسا کہ متعمم لوگوں کی عادت ہے کہ غرض کو فوت کر دیتا ہے۔ علاوہ طحاوی رحمہ اللہ اس کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ غرض کا مقصود یہ ہے کہ بھوک کی تلخی کچھ محسوس ہوتا کہ زیادتی ثواب کا سبب ہو اور مساکین و فقراء پر ترس آ سکے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ کو کسی برتن کا بھرنا اس قدر ناپسند نہیں ہے جتنا کہ پیٹ کا پڑھنا ناپسند ہے۔ ایک جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کیلئے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے۔ اگر کوئی شخص بالکل کھانے پر تل جائے تو اس سے زیادہ نہیں کہ ایک تہائی پیٹ کھانے کیلئے رکھے اور ایک تہائی پینے کیلئے اور ایک تہائی خالی۔ آخر کوئی تو بات تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی روز تک مسلسل لگاتار روزہ رکھتے تھے کہ درمیان میں کچھ بھی نوش نہیں فرماتے تھے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ کو پورے رمضان المبارک میں دیکھا گیا کہ افطار و سحر دونوں وقت کی مقدار تقریباً

ڈیڑھ چپاتی سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ کوئی خادم عرض بھی کرتا تو فرماتے کہ بھوک نہیں ہوتی، دوستوں کے خیال سے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں اور اس سے بڑھ کر حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری رحمہ اللہ کے متعلق آنا ہے کہ کئی کئی دن مسلسل ایسے گزر جاتے تھے کہ تمام شب کی مقدار سحر و افطار بے دودھ کی چائے کے چند فنجان کے سوا کچھ نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ حضرت کے مخلص خادم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نور اللہ مرقدہ نے لجاجت سے عرض کیا کہ ضعف بہت ہو جائیگا حضرت کچھ تناول ہی نہیں فرماتے تو حضرت نے فرمایا کہ الحمد للہ جنت کا لطف حاصل ہو رہا ہے۔ حق تعالیٰ ہم سیاہ کاروں کو بھی ان پاک ہستیوں کا اتباع نصیب فرما دیں تو زہد نصیب۔

(۶) خوف و خشیت: چھٹی چیز جس کا لحاظ روزہ دار کے

لئے ضروری فرماتے ہیں یہ ہے کہ روزہ کے بعد اس سے ڈرتے رہنا، بھی ضروری ہے کہ نہ معلوم یہ روزہ قابل قبول ہے یا نہیں اور اسی طرح ہر عبادت کے ختم پر کہ نہ معلوم کوئی لغزش جس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا ایسی تو نہیں ہوگئی جس کی وجہ سے یہ منہ پر ماردیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ہیں کہ قرآن پاک ان کو لعنت کرتا رہتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں جن لوگوں کا اولین وہلہ میں فیصلہ ہوگا (ان کے من جملہ) ایک شہید ہوگا جس کو بلایا جائیگا اور اللہ کے جو جو انعام دنیا میں اُس پر ہوئے تھے وہ اس کو جتائے جائیں گے وہ ان سب نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ اس کے بعد اس سے پوچھا جائیگا کہ ان نعمتوں میں کیا حق ادا کیگی کی۔ وہ عرض کریگا کہ تیرے راستہ میں قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے۔ بلکہ قتال اس لئے کیا تھا کہ لوگ بہادر کہیں سو کہا جا چکا۔ اس کے بعد حکم ہوگا اور منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائیگا۔ ایسے ہی ایک عالم بلایا جائے گا اس کو بھی

اسی طرح سے اللہ کے انعامات جتلا کر پوچھا جائے گا کہ ان انعامات کے بدلے میں کیا کارگزاری ہے وہ عرض کریگا کہ علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کی خاطر تلاوت کی۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اسلئے کیا گیا تھا کہ لوگ علامہ کہیں سوکھا جاچکا۔ اس کو بھی حکم ہوگا اور منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اسی طرح ایک دولت مند بلایا جائے گا اس سے انعامات الہی شمار کرانے اور اقرار لینے کے بعد پوچھا جائیگا کہ اللہ کی ان نعمتوں میں کیا عمل کیا وہ کہے گا کہ کوئی خیر کار راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں میں نے کچھ خرچ نہ کیا ہو۔ ارشاد ہوگا کہ جھوٹ ہے یہ اس لئے کیا گیا تھا کہ لوگ سخی کہیں سوکھا جاچکا۔ اس کو بھی حکم ہوگا اور منہ کے بل کھینچ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا اللہ محفوظ فرمائیں کہ یہ سب بدعتی کے ثمرات ہیں۔ اس قسم کے بہت سے واقعات احادیث میں مذکور ہیں اس لئے روزہ دار کو اپنی نیت کی حفاظت کے ساتھ اس سے خائف بھی رہنا چاہیے اور دعا بھی کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ شانہ اس کو اپنی رضا کا سبب بنالیں۔ مگر ساتھ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اپنے عمل کو قابل قبول نہ سمجھنا امر آخر اور کریم آقا کے لطف پر نگاہ امر آخر ہے اس کے لطف کے انداز بالکل نرالے ہیں معصیت پر بھی کبھی ثواب دے دیتے ہیں تو پھر کوتاہی عمل کا کیا ذکر۔

خواص روزہ داروں کی خاص صفت

یہ چھ چیزیں عام صلحاء کے لئے ضروری بتلائی جاتی ہیں۔ خواص

اور مقربین کیلئے ان کے ساتھ ایک ساتویں چیز کا بھی اضافہ کرتے ہیں کہ دل کو اللہ کے سوا کسی چیز کی طرف بھی متوجہ نہ ہونے دے حتیٰ کہ روزہ کی حالت میں اس کا خیال اور تدبیر کہ افطار کیلئے کسی چیز کے حاصل کرنے کا قصد بھی خطا فرماتے ہیں بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ روزہ میں شام کو افطار کے لئے کسی چیز کے حاصل کرنے کا قصد بھی خطا ہے اس لئے کہ یہ اللہ کے وعدہ رزق پر اعتماد کی کمی ہے۔ شرح احیاء میں بعض مشائخ کا قصہ لکھا ہے کہ اگر افطار کے وقت سے پہلے کوئی چیز کہیں سے آ جاتی تھی تو اس کو کسی دوسرے کو دیدیتے تھے مبادا دل کو اس کی طرف التفات ہو جائے اور توکل میں کسی قسم کی کمی ہو جائے۔ مگر یہ امور بڑے لوگوں کے لئے ہیں۔ ہم لوگوں کو ان امور کی ہوس کرنا بھی بے محل ہے اور اس حالت پر پہنچے بغیر اس کو اختیار کرنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

ہر عضو پر روزہ فرض ہے

مفسرین نے لکھا ہے کہ کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ میں آدمی کے ہر جزو پر روزہ فرض کیا گیا ہے پس زبان کا روزہ جھوٹ وغیرہ سے بچنا ہے اور کان کا روزہ ناجائز چیزوں کے سننے سے احتراز آنکھ کا روزہ لہو و لعب کی چیزوں سے احتراز ہے اور ایسے ہی باقی اعضاء حتیٰ کہ نفس کا روزہ حرص و شہوتوں سے بچنا دل کا روزہ حُب دنیا سے خالی رکھنا روح کا روزہ آخرت کی لذتوں سے بھی احتراز اور سر خاص کا روزہ غیر اللہ کے وجود سے بھی احتراز ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ ان تمام چیزوں پر ہمیں کار بند رہنے کی توفیق عطا فرمائیے اور رمضان کی خیر و

برکات سے نوازئیے ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائیے آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ایک دن روزہ نہ رکھنے کا نقصان

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من افطروا من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقضہ صوم الدھر کلہ وان صامہ (رواہ احمد)
ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص (قصداً) بلا کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کے روزہ کو افطار کر دے، غیر رمضان کا روزہ چاہے تمام عمر کے روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔

روزے کی قضاء اور کفارہ

تشریح: بعض علماء کا مذہب جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ حضرات بھی ہیں اس حدیث کی بناء پر یہ ہے کہ جس نے رمضان المبارک کے روزہ کو بلا وجہ کھو دیا اس کی قضا ہو ہی نہیں سکتی چاہے عمر بھر روزے رکھتا رہے مگر جمہور فقہاء کے نزدیک اگر رمضان کا روزہ رکھا ہی نہیں تو ایک روزے کے بدلے ایک روزہ سے قضا ہو جائے گی اور اگر روزہ رکھ کر توڑ دیا۔ تو قضا کے ایک روزہ کے علاوہ دو مہینہ کے روزہ کفارہ کے ادا کرنے سے فرض ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے البتہ وہ برکت اور فضیلت جو رمضان المبارک کی ہے ہاتھ نہیں آ سکتی اور اس حدیث پاک کا مطلب یہی ہے کہ وہ برکت ہاتھ نہیں آ سکتی جو رمضان شریف میں روزہ رکھنے سے حاصل ہوتی۔ یہ سب کچھ اس حالت میں ہے کہ بعد میں قضا بھی کرے اور اگر سرے سے رکھے ہی نہیں جیسا کہ اس زمانہ کے بعض فساق کی حالت ہے تو اس کی گمراہی کا کیا پوچھنا۔

روزہ ارکان اسلام میں سے ہے

روزہ ارکان اسلام سے ایک رکن ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ارشاد فرمائی ہے سب سے اول توحید و رسالت کا اقرار اس کے بعد اسلام کے چاروں مشہور

رکن ۱۔ نماز ۲۔ روزہ ۳۔ زکوٰۃ ۴۔ حج۔ کتنے مسلمان ہیں جو مردم شماری میں مسلمان شمار ہوتے ہیں لیکن ان پانچوں میں سے ایک کے بھی کرنے والے نہیں سرکاری کاغذات میں وہ مسلمان لکھے جائیں مگر اللہ کی فہرست میں وہ مسلمان شمار نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اسلام کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔ ۱۔ کلمہ شہادت اور ۲۔ نماز اور ۳۔ روزہ۔ جو شخص ان میں سے ایک بھی چھوڑ دے وہ کافر ہے اس کا خون کر دینا حلال ہے۔ علماء نے ان جیسی روایات کو انکار کے ساتھ مقید کیا ہو یا کوئی تاویل فرمائی ہو مگر اس سے انکار نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ایسے لوگوں کے بارے میں سخت سے سخت وارد ہوئے ہیں۔ فرائض کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے والوں کو اللہ کے قہر سے بہت ہی زیادہ ڈرنے کی ضرورت ہے کہ موت سے کسی کو چارہ نہیں دنیا کی عیش و عشرت بہت جلد چھوٹنے والی چیز ہے کارآمد چیز صرف اللہ کی اطاعت ہے۔

دین کی کسی بھی بات کا مذاق اڑانا کفر ہے

بہت سے جاہل تو اتنے ہی پر کفایت کرتے ہیں کہ روزہ نہیں رکھتے لیکن بہت سے بد دین زبان سے بھی اس قسم کے الفاظ بک دیتے ہیں کہ جو کفر تک پہنچا دیتے ہیں۔ مثلاً روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو۔ یا ہمیں بھوکا مارنے سے

المؤمنین کا ہے تو اس فرض سے کوئی بھی سبکدوش نہیں کہ اس کی اس ناپاک حرکت پر اظہار نفرت کرے اور اس سے کم تو ایمان کا کوئی درجہ ہی نہیں کہ اس کو دل سے بُرا سمجھے۔

گناہوں کا تریاق

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”انسان کی پوری زندگی پر اتباع سنت چھا جائے جب اس کے ایمان میں کمال آجائے گا اور اس کو مومن کامل کہیں گے لیکن یاد رکھئے اتباع سنت کے یہ معنی ہر گز نہیں کہ کبھی بھی غلطی نہ ہو اور گناہ نہ ہو۔ یہ شان تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ ہم سے گناہ ہوتے ہیں اور گناہ کرتے بھی ہیں مگر اس کا حل یہ ہے کہ فوراً توبہ کر لیں صدق دل سے توبہ کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک میں فرمایا گیا ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له“ یعنی گناہ سے توبہ کر نیوالا ایسا ہے گویا اُس نے گناہ کیا ہی نہیں کیا ٹھکانہ ہے رحمت خداوندی کا

اللہ کو کیا مل جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے الفاظ سے بہت ہی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے اور بہت غور و اہتمام سے ایک مسئلہ سمجھ لینا چاہیے کہ دین کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا تمسخر اور مذاق اڑانا بھی کفر کا سبب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص عمر بھر نماز نہ پڑھے کبھی بھی روزہ نہ رکھے اسی طرح اور کوئی فرض ادا نہ کرے بشرطیکہ اس کا منکر نہ ہو وہ کافر نہیں جس فرض کو ادا نہیں کرتا اس کا گناہ ہوتا ہے اور جو اعمال ادا کرتا ہے اُن کا اجر ملتا ہے لیکن دین کی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ بات کا تمسخر بھی کفر ہے جس سے اور بھی تمام عمر کے نماز روزہ نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ بہت زیادہ قابل لحاظ امر ہے اسلئے روزہ کے متعلق بھی کوئی ایسا لفظ ہر گز نہ کہے اور اگر تمسخر وغیرہ نہ کرے تب بھی بغیر عذر افطار کرنے والا فاسق ہے۔ حتیٰ کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جو شخص رمضان میں علی الاعلان بغیر عذر کے کھاوے اس کو قتل کیا جاوے لیکن قتل پر اگر اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے قدرت نہ ہو کہ یہ کام امیر

دعا کیجئے

اے اللہ ہمیں ہمت و قوت اور صحت عطا فرمائیے تاکہ ہم رمضان المبارک کے روزے مکمل ادب و احترام کیساتھ بسہولت رکھ سکیں۔ اور بغیر کسی عذر شرعی کے ہم مکمل روزے اور تراویح ادا کر سکیں اور آپ کی رضا والے اعمال کر کے اپنے دامن کو تقویٰ سے آراستہ کر سکیں۔ یا اللہ اپنے فضل کا معاملہ فرمائیے۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

شب قدر کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۚ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ
مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۚ تَنْزَلُ الْمَلَائِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ ۚ
سَلَامٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے اور (شوق بڑھانے کیلئے فرمائے ہیں کہ) آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے (آگے جواب ہے) کہ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے (اور وہ شب قدر ایسی ہے کہ) اس رات میں فرشتے اور روح القدس (یعنی جبرائیل علیہ السلام) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر (زمین کی طرف) اُترتے ہیں (اور وہ شب) سراپا سلام ہے وہ شب (اسی صفت و برکت کے ساتھ) طلوع فجر تک رہتی ہے۔

میں مختلف روایات ہیں کہ اس انعام کا سبب کیا ہوا۔ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی اُمتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بہت بہت ہوئی ہیں اور آپ کی اُمت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن۔ اس سے اللہ کے لاڈلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا۔ اس کی تلافی میں یہ رات مرحمت ہوئی کہ اگر کسی خوش نصیب کو دس راتیں بھی نصیب ہو جاویں اور ان کو عبادت میں گزار دے تو گویا آٹھ سو تینتیس ۸۳۳ برس چار ماہ سے بھی زیادہ زمانہ کامل عبادت میں گزار دیا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ ایک ہزار مہینے تک اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا رہا۔ صحابہ رضی اللہ عنہ کو اس پر رشک آیا تو اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے اس کی تلافی کیلئے اس رات کا نزول فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے چار

تراسی برس چار ماہ سے زیادہ کی عبادت کا ثواب رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے جو بہت ہی برکت اور خیر کی رات ہے۔ قرآن پاک میں اس کو ہزار مہینوں سے افضل بتلایا ہے۔ ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ ہوتے ہیں خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس رات کی عبادت نصیب ہو جائے کہ جو شخص اس ایک رات کو عبادت میں گزار دے اس نے گویا تراسی برس چار ماہ سے زیادہ زمانہ کو عبادت میں گزار دیا اور اس زیادتی کا بھی حال معلوم نہیں کہ ہزار مہینے سے کتنے ماہ زیادہ افضل ہے۔ اللہ جل شانہ کا حقیقہ بہت ہی بڑا انعام ہے کہ قدر دانوں کے لئے یہ ایک بے نہایت نعمت مرحمت فرمائی۔

شب قدر کی نعمت کا سبب

درمنثور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ شب قدر حق تعالیٰ جل شانہ نے میری اُمت کو مرحمت فرمائی ہے۔ پہلی اُمتوں کو نہیں ملی۔ اس بارے

فائدہ: یعنی قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اسی رات میں اُتر ہے۔ یہ ہی ایک بات اس رات کی فضیلت کیلئے کافی تھی کہ قرآن پاک جیسی عظمت والی چیز اس میں نازل ہوئی چہ جائیکہ اُس میں اور بھی بہت سے برکات و فضائل شامل ہو گئے ہوں۔ آگے زیادتی شوق کے لئے ارشاد فرماتے ہیں۔ وَمَا أَذْرُكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ؟ آپ کو علم بھی ہے کہ شب قدر کیسی بڑی چیز ہے؟ یعنی اس رات کو بڑائی اور فضیلت کا آپ کو علم بھی ہے کہ کتنی خوبیاں اور کس قدر فضائل اس میں ہیں۔ اس کے بعد چند فضائل کا ذکر فرماتے ہیں۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے اُس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے اور اس زیادتی کا علم بھی نہیں کہ کتنی زیادہ ہے۔

انسان کی عظمت

تَنْزِيلُ الْمَلَكِ اس رات میں فرشتے اُترتے ہیں۔ علامہ رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ملائکہ نے جب ابتداء میں تجھے دیکھا تو تجھ سے نفرت ظاہر کی تھی اور بارگاہِ عالی میں عرض کیا تھا ایسی چیز کو آپ پیدا فرماتے ہیں جو دنیا میں فساد کرے اور خون بہا دے اس کے بعد والدین نے جب تجھے اول دیکھا تھا جب کہ تو منی کا قطرہ تھا تو تجھ سے نفرت کی تھی۔ حتیٰ کہ کپڑے کو اگر لگ جاتا تو کپڑے کو دھونے کی نوبت آتی۔ لیکن جب حق تعالیٰ شانہ نے اُس قطرہ کو صورت مرحمت فرمادی تو والدین کو بھی شفقت اور پیار کی نوبت آئی اور آج جب کہ توفیق الہی سے تو شب قدر معرفت الہی اور طاعت ربانی میں مشغول ہے تو ملائکہ بھی اپنے اس فقرہ کو معذرت کرنے کیلئے اُترتے ہیں۔

روح سے کیا مراد ہے

وَالرُّوحُ فِيهَا اور اس رات میں روح القدس یعنی حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نازل ہوتے ہیں۔ رُوح کے

حضرات کا ذکر فرمایا حضرت ایوبؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت حزقیلؑ، حضرت یوشعؑ کی اسی ۸۰ اسی ۸۰ برس تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہے اور پل جھپکنے کے برابر بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حیرت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور سورۃ القدر سنائی۔ اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں۔ اس قسم کے اختلاف روایات کی اکثر وجہ یہ ہوتی ہے کہ ایک ہی زمانہ میں جب مختلف واقعات کے بعد کوئی آیت نازل ہوتی ہے تو ہر واقعہ کی طرف نسبت ہو سکتی ہے۔ بہر حال سبب نزول جو بھی کچھ ہوا ہو لیکن اُمت محمدیہ کے لئے یہ اللہ جل شانہ کا بہت ہی بڑا انعام ہے یہ رات بھی اللہ ہی کا عطیہ ہے اور اس میں عمل بھی اسی کی توفیق سے میسر ہوتا ہے۔

کس قدر قابل رشک ہیں وہ مشائخ جو فرماتے ہیں کہ بلوغ کے بعد سے مجھ سے شب قدر کی عبادت کبھی فوت نہیں ہوئی۔ البتہ اس رات کی تعمین میں علماء اُمت کے درمیان میں بہت ہی کچھ اختلاف ہے۔ تقریباً پچاس کے قریب اقوال ہیں سب کا احاطہ دشوار ہے البتہ مشہور اقوال کا ذکر عنقریب آنے والا ہے۔

سورۃ القدر کی تفسیر

کتب احادیث میں اس رات کی فضیلت مختلف انواع اور متعدد روایات سے وارد ہوئی ہے جن میں سے بعض کا ذکر آتا ہے مگر چونکہ اس رات کی فضیلت خود قرآن پاک میں بھی مذکور ہے اور مستقل ایک سورت اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس لئے مناسب ہے کہ اول اس سورہ شریفہ کی تفسیر لکھ دی جائے۔ ترجمہ حضرت اقدس حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ کی تفسیر بیان القرآن سے ماخوذ ہے اور فوائد دوسری کتب سے

يَسْمِعُ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ
بے شک ہم نے قرآن پاک کو شب قدر میں اتارا ہے۔

امر خیر کو لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں۔ مظاہر حق میں لکھا ہے کہ اسی رات میں ملائکہ کی پیدائش ہوئی اور اسی رات میں آدم کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا۔ اسی رات میں جنت میں درخت لگائے گئے اور دعا وغیرہ کا قبول ہونا تو بکثرت روایات میں وارد ہے۔ درمنثور کی ایک روایت میں ہے کہ اسی رات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اور اسی رات میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔

سلامتی کی برسات

سَلَامٌ وہ رات سراپا سلام ہے یعنی تمام رات ملائکہ کی طرف سے مومنین پر سلام ہوتا رہتا ہے کہ ایک فوج آتی ہے دوسری جاتی ہے جیسا کہ بعض روایات میں اس کی تصریح ہے۔ یا یہ مراد ہے کہ یہ رات سراپا سلامتی ہے شرف و فساد وغیرہ سے امن ہے۔

پوری رات برکت والی ہے

ہی حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ وہ رات (ان ہی برکات کے ساتھ) طلوع فجر تک رہتی ہے۔ یہ نہیں کہ رات کے کسی خاص حصہ میں یہ برکت ہو اور کسی میں نہ ہو بلکہ صبح ہونے تک ان برکات کا ظہور رہتا ہے۔ اس سورہ شریفہ کے ذکر کے بعد کہ خود اللہ جل جلالہ کے کلام پاک میں اس رات کی کئی نوع کی فضیلتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں، احادیث کے ذکر کی ضرورت نہیں رہتی لیکن احادیث میں بھی اس کی فضیلت بکثرت وارد ہوئی ہے۔ اُن میں سے چند احادیث اگلے سبق میں ذکر کی جاتی ہیں۔

معنی میں مفسرین کے چند قول ہیں۔ جمہور کا یہی قول ہے جو اوپر لکھا گیا کہ اس سے حضرت جبریل علیہ السلام مراد ہیں۔ علامہ رازی نے لکھا ہے کہ یہی قول زیادہ صحیح ہے اور حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی افضلیت کی وجہ سے ملائکہ کے ذکر کے بعد خاص طور سے اُن کا ذکر فرمایا۔ بعض کا قول ہے کہ روح سے مراد ایک بہت بڑا فرشتہ ہے کہ تمام آسمان و زمین اس کے سامنے ایک لقمہ کے بقدر ہیں۔ بعضوں کا قول ہے کہ اس سے مراد فرشتوں کی ایک مخصوص جماعت ہے جو اور فرشتوں کو بھی صرف لیلۃ القدر ہی میں نظر آتے ہیں۔ چوتھا قول یہ ہے کہ یہ اللہ کی کوئی مخصوص مخلوق ہے جو کھاتے پیتے ہیں مگر نہ فرشتے ہیں نہ انسان۔ پانچواں یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں جو اُمّت محمدیہ کے کارنامے دیکھنے کیلئے ملائکہ کے ساتھ اترتے ہیں۔ چھٹا قول یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے یعنی اس رات میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور ان کے بعد میری رحمت خاص نازل ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی چند اقوال ہیں مگر مشہور قول پہلا ہی ہے۔ سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ شب قدر میں حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ کے ساتھ اترتے ہیں اور جس شخص کو ذکر وغیرہ میں مشغول دیکھتے ہیں اُس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

شب قدر میں ہونے والے گزشتہ واقعات

بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مَنْ كُلِّ أُمِّرٍ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر

دعا کیجئے

اے اللہ ان تمام چیزوں پر ہمیں کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائیے اور رمضان کی خیر و برکات سے نوازئیے ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائیے آمین وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

تمام چھوٹے گناہوں کی معافی

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قام لیلة القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ماتقدم من ذنبہ. (کذا فی الترغیب عن البخاری ومسلم)
ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص لیلة القدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہو۔ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

قیام اور احتساب کا مطلب

تشریح: کھڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز پڑھے اور اسی حکم میں یہ بھی ہے کہ کسی اور عبادت تلاوت اور ذکر وغیرہ میں مشغول ہو اور ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ریا وغیرہ کسی بدعتی سے کھڑا نہ ہو بلکہ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا اور ثواب کے حصول کی نیت سے کھڑا ہو۔ خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ثواب کا یقین کر کے بشاشتِ قلب سے کھڑا ہو۔ بوجھ سمجھ کر بددلی کے ساتھ نہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جس قدر ثواب کا یقین اور اعتقاد زیادہ ہوگا۔ اتنا ہی عبادت میں مشقت کا برداشت کرنا سہل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو شخص قرب الہی میں جس قدر ترقی کرتا جاتا ہے عبادت میں انہماک زیادہ ہوتا رہتا ہے۔

عبادت سے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں

نیز یہ معلوم ہو جانا بھی ضروری ہے کہ حدیث بالا اور اس جیسی احادیث میں گناہوں سے مراد علماء کے نزدیک صغیرہ گناہ ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن پاک میں جہاں کبیرہ گناہوں کا ذکر آتا ہے اُن کو اَلْاَمَنُ تَاکِبَ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اسی بناء پر علماء کا اجماع ہے کہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا۔ پس جہاں احادیث میں گناہوں کے معاف ہونے کا ذکر آتا ہے علماء اس کو صغائر کے ساتھ مقید فرمایا کرتے ہیں میرے والد

صاحب نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ کا ارشاد ہے کہ احادیث میں صغائر کی قید دو وجہ سے مذکور نہیں ہوتی، اول تو یہ کہ مسلمان کی شان یہ ہے ہی نہیں کہ اس کے ذمہ کبیرہ گناہ ہو کیونکہ جب کبیرہ گناہ اس سے صادر ہو جاتا ہے تو مسلمان کی اصل شان یہ ہے کہ اس کو اُس وقت تک چین ہی نہ آوے جب تک کہ اس گناہ سے توبہ نہ کر لے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب اس قسم کے موقع ہوتے ہیں مثلاً لیلة القدر ہی میں جب کوئی شخص بامیدِ ثواب عبادت کرتا ہے تو اپنی بد اعمالیوں پر ندامت اس کیلئے گویا لازم ہے اور ہو ہی جاتی ہے اس لئے توبہ کا تحقق خود بخود ہو جاتا ہے کہ توبہ کی حقیقت گذشتہ پر ندامت اور آئندہ کونہ کرنے کا عزم ہے لہذا اگر کوئی شخص کبائر کا مرتکب بھی ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ لیلة القدر ہو یا کوئی اور اجابت کا موقع ہو اپنی بد اعمالیوں سے سچے دل سے پچھتگی کے ساتھ دل و زبان سے توبہ بھی کر لے تاکہ اللہ کی رحمتِ کاملہ متوجہ ہو اور صغیرہ کبیرہ سب طرح کے گناہ معاف ہو جاویں اور یاد آ جاوے تو اس سبب کار کو بھی اپنی مخلصانہ دعاؤں میں یاد فرمالیں۔

شب قدر کا محروم ہر خیر سے محروم ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار

مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتہً محروم ہی ہے۔

لوگوں کی بے پرواہی کا سبب

حقیقتہً اس کی محرومی میں کیا تامل ہے جو اس قدر بڑی نعمت کو ہاتھ سے کھو دے۔ ریلوے ملازم چند کوڑیوں کی خاطر رات رات بھر جاگتے ہیں اگر اسی ۸۰ برس کی عبادت کی خاطر کوئی ایک مہینہ تک رات میں جاگ لے تو کیا دقت ہے۔ اصل یہ ہے کہ دل میں تڑپ ہی نہیں اور اگر ذرا سا چسکہ پڑ جائے تو پھر ایک رات کیا سینکڑوں راتیں جاگی جاسکتی ہیں۔

ألفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو

ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی عبادت

آخر کوئی بات تو تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ساری بشارتوں اور وعدوں کے جن کا آپ کو یقین تھا پھر اتنی لمبی نماز پڑھتے تھے کہ پاؤں ورم کر جاتے تھے۔ انہی کے نام لیوا اور امتی آخر ہم بھی کہلاتے ہیں ہاں جن لوگوں نے ان امور کی قدر کی وہ سب کچھ کر گئے اور نمونہ بن کر امت کو دکھلا گئے کہنے والوں کو یہ موقعہ بھی نہیں رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرص کون کر سکتا ہے اور کس سے ہو سکتی ہے۔ دل میں سما جانے کی بات ہے کہ چاہنے والے کے لئے دودھ کی نہر پہاڑ سے کھودنی بھی مشکل نہیں ہوتی، مگر یہ بات کسی کی جوتیاں سیدھی کئے بغیر مشکل سے حاصل ہوتی ہے۔

تمنا درِ دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزانہ میں

حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی عبادت آخر کیا بات تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز کے بعد گھر میں تشریف لے جاتے اور صبح تک نماز میں گزار دیتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز میں گزار دیتے۔ صرف رات کے اول حصہ میں تھوڑا سا سوتے تھے رات کی ایک ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔

تابعین و صلحاء رحمہم اللہ کی رات کی عبادتیں

شرح احیاء میں ابو طالب رحمہ اللہ کی سے نقل کیا ہے کہ چالیس تابعین سے بطریق تو اتنی بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کے وضو سے نماز صبح پڑھتے تھے۔ حضرت شہاد رضی اللہ عنہ رات کو لیٹتے اور تمام رات کروٹیں بدل کر صبح کر دیتے اور کہتے یا اللہ آگ کے ڈرنے میری نیند اڑا دی۔ اسود بن یزید رحمہ اللہ رمضان میں مغرب عشاء کے درمیان تھوڑی دیر سوتے اور بس۔ سعید بن المسیب رحمہ اللہ کے متعلق منقول ہے کہ پچاس برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ صلہ بن اشیم رحمہ اللہ رات بھر نماز پڑھتے اور صبح کو یہ دعا کرتے کہ یا اللہ میں اس قابل تو نہیں ہوں کہ جنت مانگوں صرف اتنی درخواست ہے کہ آگ سے بچا دیجو۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ تمام رمضان تو ہر تین رات میں ایک ختم فرماتے مگر عشرہ اخیر میں ہر رات میں ایک قرآن شریف ختم کرتے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھنا اتنا مشہور و معروف ہے کہ اس سے انکار تاریخ کے اعتماد کو ہٹاتا ہے۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ قوت کس طرح حاصل ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے ناموں کے طفیل ایک مخصوص طریق پر دعا کی تھی۔ صرف دو پہر کو تھوڑی دیر سوتے اور فرماتے کہ حدیث

والے موجود ہیں اس درجہ کا مجاہدہ نہ سہی مگر اپنے زمانہ کے موافق اپنی طاقت و قدرت کے موافق نمونہ سلف اب بھی موجود ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا اقتدا کرنے والے اس دورِ فساد میں بھی موجود ہیں نہ راحت و آرام انہماک عبادت سے مانع ہوتا ہے نہ دنیوی مشاغل سدِ راہ ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے۔ اے ابنِ آدم تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا، میں تیرے سینے کو غنا سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو بند کر دوں گا ورنہ تیرے سینے کو مشاغل سے بھر دوں گا اور فقر زائل نہیں ہوگا۔ روزِ مرہ کے مشاہدات اس سچے ارشاد کے شاہدِ عدل ہیں۔

میں قیلولہ کا ارشاد ہے گویا دوپہر کے سونے میں بھی اتباعِ سنت کا ارادہ ہوتا۔ قرآن شریف پڑھتے ہوئے اتنا روتے کہ پڑوسیوں کو ترس آنے لگتا تھا۔ ایک مرتبہ ساری رات اس آیت کو پڑھتے اور روتے گذاردی بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ الْخ (سورہ قمر رکوع ۳) ابراہیم رحمہ اللہ بن ادہم رمضان المبارک میں نہ تو دن کو سوتے نہ رات کو۔ امام شافعی رحمہ اللہ رمضان المبارک میں دن رات کی نمازوں میں ساٹھ قرآن شریف ختم کرتے اور ان کے علاوہ سینکڑوں کے واقعات ہیں جنہوں نے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ پر عمل کر کے بتلادیا کہ کرنے والے کیلئے کچھ مشکل نہیں۔ یہ سلف کے واقعات ہیں۔ اب بھی کرنے

شوال کے چھ روزے

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہِ شوال میں چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔“
رمضان کا مہینہ اگر انتیس کا ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے تیس روزوں کا ثواب عطا فرماتے ہیں تو رمضان کے بعد جس نے شوال کے چھ روزے رکھ لئے اس کے چھتیس روزے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کا کریمانہ قانون یہ ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا عطا فرماتے ہیں تو چھتیس روزوں کا ثواب تین سو ساٹھ کے برابر ہوگا سال کے دن بھی تین سو ساٹھ ہوتے ہیں۔

ہر مہینے کے تین روزے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ”مجھے بتایا گیا ہے کہ تم ہمیشہ دن کو روزے رکھتے ہو اور رات بھی نوافل پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔“

دعا کیجئے

اے اللہ اپنے فضل سے ہمارے صغیرہ کبیرہ تمام گناہوں کی مغفرت فرمائیے اور رمضان

کی برکت سے ہمیں اپنا احتساب و محاسبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین

وَاجِدْ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کی عبادت پر فخر اور رحمت

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا كان ليلة القدر نزل جبرئیل فی کبکبة من الملكة یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذكر اللہ عزوجل الخ (رواہ البیہقی)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شب قدر میں حضرت جبرئیل ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور اس شخص کیلئے جو کھڑے یا بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہے (اور عبادت میں مشغول ہے) دعائے رحمت کرتے ہیں اور جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ جل شانہ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کی عبادت پر فخر فرماتے ہیں (اس لئے کہ انہوں نے آدمیوں پر طعن کیا تھا) اور ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ اے فرشتو اس مزدور کا جو اپنی خدمت پوری پوری ادا کر دے کیا بدلہ ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی اجرت پوری دیدی جائے تو ارشاد ہوتا ہے کہ فرشتو! میرے غلاموں اور باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا پھر دعا کے ساتھ چلاتے ہوئے (عید گاہ کی طرف) نکلے ہیں میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم میری بخشش کی قسم میرے علو شان کی قسم میرے بلندی مرتبہ کی قسم میں ان لوگوں کی دعا ضرور قبول کروں گا۔ پھر ان لوگوں کو خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے پس یہ لوگ عید گاہ سے ایسے حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔

ہر عبادت گزار کے گھر فرشتے آتے ہیں

تشریح: حضرت جبرئیل کا ملائکہ کے ساتھ آنا خود قرآن پاک میں بھی مذکور ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے اور بہت سی احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے۔ رسالہ کی سب سے اخیر حدیث میں اس کا مفصل ذکر آ رہا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ ہر ذاکر و شاعر کے گھر جاویں اور ان سے مصافحہ کریں ”غالیۃ المواعظ“ میں حضرت اقدس شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی غنیۃ سے نقل کیا ہے۔ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ فرشتے حضرت جبرئیل کے کہنے

سے متفرق ہو جاتے ہیں اور کوئی گھر چھوٹا بڑا جنگل یا کشتی ایسی نہیں ہوتی جس میں کوئی مومن ہو اور وہ فرشتے مصافحہ کرنے کے لئے وہاں نہ جاتے ہوں لیکن اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں لٹکا یا سور یا حرام کاری کی وجہ سے جنبی یا تصویر ہو۔ مسلمانوں کے کتنے گھر ایسے ہیں جن میں خیالی زینت کی خاطر تصویریں لٹکائی جاتی ہیں اور اللہ کی اتنی بڑی نعمت رحمت سے اپنے ہاتھوں اپنے کو محروم کرتے ہیں۔ تصویر لٹکانے والا ایک آدھ ہوتا ہے مگر اس گھر میں رحمت کے فرشتوں کے داخل ہونے سے روکنے کا سبب بن کر سارے ہی گھر کو اپنے ساتھ محروم رکھتا ہے۔

دعا کیجئے: اے اللہ ہمیں اپنے فضل و کرم سے شب قدر کی قدر کرنے اور اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کی توفیق عطا

فرمائیں اور اس عظیم نعمت کی خیر و برکات سے محروم نہ فرمائیے وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

لیلۃ القدر کو طاق راتوں میں تلاش کرو

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحروا لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان. (مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔

طاق راتیں کونسی ہیں

تشریح: جمہور علماء کے نزدیک اخیر عشرہ اکیسویں رات سے شروع ہوتا ہے عام ہے کہ مہینہ ۲۹ کا ہو یا ۳۰ کا۔ اس حساب سے حدیث بالا کے مطابق شب قدر کی تلاش ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ راتوں میں کرنا چاہئے اگر مہینہ ۲۹ کا ہو تب اخیر عشرہ یہی کہلاتا ہے مگر ۴۰ خرم رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ عشرہ کے معنی دس کے ہیں لہذا اگر تیس ۳۰ کا چاند رمضان المبارک کا ہو تب تو یہ ہے لیکن اگر ۲۹ کا چاند ہو تو اس صورت میں اخیر عشرہ بیسویں شب سے شروع ہوتا ہے اور اس صورت میں وتر راتیں یہ ہوں گی۔ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر ہی کی تلاش میں رمضان المبارک کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور وہ بالاتفاق اکیسویں شب سے شروع ہوتا تھا اس لئے بھی جمہور کا قول اکیسویں رات سے طاق راتوں میں قوی احتمال ہے زیادہ رائج ہے۔ اگرچہ احتمال اور راتوں میں بھی ہے۔ اور دونوں قولوں پر تلاش جب ممکن ہے کہ بیسویں شب سے لیکر عید کی رات تک ہر رات میں جاگتا رہے اور شب قدر کی فکر میں لگا رہے۔ دس گیارہ راتیں کوئی ایسی اہم یا مشکل چیز نہیں جن کو جاگ کر گزار دینا اس شخص کے لئے کچھ مشکل ہو جو ثواب کی امید رکھتا ہو۔

لیلۃ القدر کی تعیین کا اٹھایا جانا

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرماویں مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ حضرت نے ارشاد

فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی خبر دوں مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا کہ جس کی وجہ سے اُس کی تعیین اٹھالی گئی کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ کے علم میں بہتر ہو لہذا اب اس رات کو نویں اور ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

جھگڑے کی نحوست

اس حدیث میں تین مضمون قابل غور ہیں۔ امر اول جو سب سے اہم وہ جھگڑا ہے جو اس قدر سخت بُری چیز ہے کہ اس کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے شب قدر کی تعیین اٹھالی گئی اور صرف یہی نہیں بلکہ جھگڑا ہمیشہ برکات سے محرومی کا سبب ہوا کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہیں نماز، روزہ، صدقہ وغیرہ سب سے افضل چیز بتلاؤں۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ضرور۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس کا سلوک سب سے افضل ہے اور آپس کی لڑائی دین کو مونڈنے والی ہے یعنی جیسے استرے سے سر کے بال ایک دم صاف ہو جاتے ہیں آپس کی لڑائی سے دین بھی اسی طرح صاف ہو جاتا ہے۔ دنیا دار دین سے بے خبر لوگوں کا کیا ذکر جب کہ بہت سی لمبی تسبیحیں پڑھنے والے دین کے دعویٰ دار بھی ہر وقت آپس کی لڑائی میں مبتلا رہتے ہیں اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو غور سے دیکھیں اور پھر اپنے اس دین کی فکر کریں جس کے گھمنڈ میں صلح کے لئے جھکنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی آبروریزی کو بدترین سودا اور خبیث ترین سودا ارشاد فرمایا ہے لیکن ہم لوگ لڑائی کے زور میں نہ مسلمان کی آبرو کی پروا کرتے ہیں نہ اللہ اور اس کے

لوگوں میں جو شرفاء کہلاتے ہیں دیندار سمجھے جاتے ہیں اُن کی مجالس اُن کے مجامع اُن کی تقریبات اس کمینہ حرکت سے لبریز ہیں۔ لیکن ان سب کے بعد یہ بھی معلوم ہونا ضروری ہے کہ یہ سب دنیوی دشمنی اور عداوت پر ہے۔ اگر کسی شخص کے فسق کی وجہ سے یا کسی دینی امر کی حمایت کی وجہ سے ترک تعلق کرے تو جائز ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا۔ تو اُن کے بیٹے نے اس پر ایسا لفظ کہہ دیا جو صورتاً حدیث پر اعتراض تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مرنے تک اُن سے نہیں بولے اور بھی اس قسم کے واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ثابت ہیں لیکن اللہ تعالیٰ شانہ دانا ویدنا ہیں قلوب کے حال کو اچھی طرح جاننے والے ہیں اس سے خوب واقف ہیں کہ کون سا ترک تعلق دین کی خاطر ہے اور کون سا اپنی وجاہت اور کسر شان اور بڑائی کی وجہ سے ہے۔ ویسے تو ہر شخص اپنے کینہ اور بغض کو دین کی طرف منسوب کر ہی سکتا ہے۔

رضاء بالقضاء

دوسرا امر جو حدیث بالا میں معلوم ہوتا ہے وہ حکمت الہی کے سامنے رضا اور قبول و تسلیم ہے کہ باوجود اس کے کہ شب قدر کی تعیین کا اٹھ جانا صورتاً بہت ہی بڑی خیر کا اٹھ جانا تھا لیکن چونکہ اللہ کی طرف سے ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شاید ہمارے لئے یہی بہتر ہو۔ نہایت عبرت اور غور کا مقام ہے اللہ جل شانہ کی رحیم و کریم ذات بندہ پر ہر وقت مہربان ہے اگر بندہ اپنی بد اعمالی سے کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے تب بھی اللہ جل شانہ کی طرف سے تھوڑی سی توجہ اور اقرارِ عجز کے بعد اللہ کا کرم شامل حال ہو جاتا ہے اور وہ مصیبت بھی کسی بڑی خیر کا سبب بنادی جاتی ہے اور اللہ کے لئے کوئی چیز مشکل نہیں۔

سچے رسول کے ارشادات کا خیال۔ خود اللہ جل شانہ کا ارشاد کیا ہے وَلَا تَنَازَعُوا فَعَفَا غُفُوتُكُمْ وَاللَّيْةِ اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی (بیان القرآن) آج وہ لوگ جو ہر وقت دوسروں کا وقار گھٹانے کی فکر میں رہتے ہیں تنہائی میں بیٹھ کر غور کریں کہ خود وہ اپنے وقار کو کتنا صدمہ پہنچا رہے ہیں اور اپنی ان ناپاک اور کمینہ حرکتوں سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کتنے ذلیل ہو رہے ہیں اور پھر دنیا کی ذلت بدیہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ چھوٹ چھٹاؤ رکھے اگر اس حالت میں مر گیا تو سیدھا جہنم میں جاوے گا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ہر پیرو جمعرات کے دن اللہ کی حضوری میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور اللہ جل شانہ کی رحمت سے (نیک اعمال کی بدولت مشرکوں کے علاوہ) اوروں کی مغفرت ہوتی رہتی ہے مگر جن دو میں جھگڑا ہوتا ہے ان کی مغفرت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ ان کو چھوڑے رکھو جب تک صلح نہ ہو۔ ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ ہر پیرو جمعرات کو اعمال کی پیشی ہوتی ہے اس میں توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول ہوتی ہے اور استغفار کرنے والوں کی استغفار قبول کی جاتی ہے مگر آپس میں لڑنے والوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے ایک جگہ ارشاد ہے کہ شبِ براءت میں اللہ کی رحمت عامہ خلقت کی طرف متوجہ ہوتی ہے (اور ذرا سے بہانہ سے) مخلوق کی مغفرت فرمائی جاتی ہے مگر دو شخصوں کی مغفرت نہیں ہوتی۔ ایک کافر دوسرا وہ جو کسی سے کینہ رکھے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ تین شخص ہیں جن کی نماز قبولیت کیلئے ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی جن میں آپس میں لڑنے والے بھی فرمائے ہیں۔

جھگڑے فساد کا سبب

یہ جگہ اُن روایات کے احاطہ کی نہیں مگر چند روایات اس لئے لکھ دی ہیں کہ ہم لوگوں میں عوام کا ذکر نہیں خواص میں اور اُن

دعا کیجئے: اے اللہ ہمیں اپنی مبارک رات کے انوارات و انعامات سے نوازے اور تمام جھگڑوں سے ہماری ہمارے گھر والوں کی حفاظت فرمائیے۔ اور ہمیں محبت سے ایک دوسرے کا احترام کرنے کی توفیق فرمائیے۔ وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

شب قدر کو مخفی رکھنے کی حکمتیں

عن عائشة رضی اللہ عنہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحروا لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان. (مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں کہ لیلة القدر کو رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔

شخص کو میسر ہو ہی جاتی ہیں۔ چوتھی یہ کہ جتنی راتیں طلب میں خرچ ہوتی ہیں ان سب کا مستقل ثواب علیحدہ ملے گا۔ پانچویں یہ کہ رمضان کی عبادت میں حق تعالیٰ جل شانہ ملائکہ پر تقاضا فرماتے ہیں جیسا کہ پہلی روایات میں معلوم ہو چکا۔ اس صورت میں تقاضا کا زیادہ موقع ہے کہ بندے باوجود معلوم نہ ہونے کے محض احتمال اور خیال پر رات رات بھر جاگتے ہیں اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں کہ جب احتمال پر اس قدر کوشش کر رہے ہیں اگر بتلا دیا جاتا کہ یہی رات شب قدر ہے تو پھر ان کوششوں کا کیا حال ہوتا۔ ان کے علاوہ اور بھی مصالح ہو سکتی ہیں۔ ایسے ہی امور کی وجہ سے عادة اللہ یہ جاری ہے کہ اس نوع کی اہم چیزوں کو مخفی فرمادیتے ہیں۔ چنانچہ اسم اعظم کو مخفی فرمادیا۔ اسی طرح جمعہ کے دن ایک وقت خاص مقبولیت دعا کا ہے اس کو بھی مخفی فرمادیا۔ ایسے ہی اور بھی بہت سی چیزیں اس میں شامل ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جھگڑے کی وجہ سے اس خاص رمضان المبارک میں تعین بھلا دی گئی ہو اور اسکے بعد دیگر مصالح مذکورہ کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے تعین ہٹا دی گئی ہو۔

نویں ساتویں اور پانچویں رات کی تعین

تیسری بات جو اس حدیث پاک میں وارد ہے وہ شب قدر کی تلاش کے لئے تین راتیں ارشاد فرمائی ہیں نویں ساتویں پانچویں۔ دوسری روایات کے ملانے سے اتنا تو محقق ہے کہ یہ تینوں راتیں اخیر عشرہ کی ہیں لیکن اس کے بعد پھر چند احتمال ہیں کہ اخیر عشرہ میں اگر اول سے شمار کیا جائے تو حدیث کا محمل

تشریح: علماء نے شب قدر کے اخفاء میں بھی چند مصالح ارشاد فرمائے ہیں۔ اول یہ کہ اگر تعین باقی رہتی تو بہت سی کوتاہ طالع ایسی ہوتیں کہ اور راتوں کا اہتمام بالکل ترک کر دیتیں اور اس صورت موجودہ میں اس احتمال پر کہ آج ہی شاید شب قدر ہو۔ متعدد راتوں میں عبادت کی توفیق طلب والوں کو نصیب ہو جاتی ہے۔ دوسری یہ کہ بہت سے لوگ ہیں کہ معاصی کئے بغیر ان سے رہا ہی نہیں جاتا۔ تعین کی صورت میں اگر باوجود معلوم ہونے کے اس رات میں معصیت کی جرأت کی جاتی تو سخت اندیشہ ناک تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد میں تشریف لائے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ سو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو جگا دو تا کہ وضو کر لیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جگا تو دیا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ تو خیر کی طرف بہت تیزی سے چلنے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیوں نہ جگا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبادا انکار کر بیٹھتا اور میرے کہنے پر انکار کفر ہو جاتا تیرے کہنے سے انکار پر کفر نہیں ہوگا۔ تو اسی طرح حق سبحانہ و تقدس کی رحمت نے گوارا نہ فرمایا کہ اس عظمت والی رات کے معلوم ہونے کے بعد کوئی گناہ پر جرأت کرے تیسری یہ کہ تعین کی صورت میں اگر کسی شخص سے وہ رات اتفاقاً چھوٹ جاتی تو آئندہ راتوں میں افسردگی وغیرہ کی وجہ سے پھر کسی رات کا بھی جاگنا نصیب نہ ہوتا۔ اور اب رمضان کی ایک دو رات تو کم از کم ہر

۲۹، ۲۷، ۲۵ رات ہوتی ہے اور اگر اخیر شمار کیا جائے جیسا کہ بعض الفاظ سے مترشح ہے تو پھر ۲۹ کے چاند کی صورت میں ۲۱، ۲۳، ۲۵ اور ۳۰ کے چاند کی صورت میں ۲۲، ۲۴، ۲۶ ہے۔ اسکے علاوہ بھی تعین میں روایات بہت مختلف ہیں اور اسی وجہ سے علماء کے درمیان میں اس کے بارے میں بہت کچھ اختلاف ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ پچاس کے قریب علماء کے اقوال ہیں۔ روایات کے بکثرت اختلاف کی وجہ محققین کے نزدیک یہ ہے کہ یہ رات کسی تاریخ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ مختلف سالوں میں مختلف راتوں میں ہوتی ہے جس کی وجہ سے روایات مختلف ہیں کہ ہر سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کے متعلق مختلف راتوں میں تلاش کا حکم فرمایا اور بعض سالوں میں متعین طور سے بھی ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک مرتبہ شب قدر کا ذکر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کوئی تاریخ ہے۔ عرض کیا گیا کہ ۲۲ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ہی کی رات میں تلاش کرو۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ شب قدر نبی کے زمانہ کے ساتھ خاص رہتی ہے یا بعد میں بھی ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت تک رہے گی۔ میں نے عرض کیا کہ رمضان کے کس حصہ میں ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشرہ اول اور عشرہ آخر میں تلاش کرو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور باتوں میں مشغول ہو گئے۔ میں نے موقع پا کر عرض کیا۔ اُجی یہ تو بتلا دیجئے کہ عشرہ کے کون سے حصہ میں ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے ناراض ہوئے کہ نہ اس سے قبل مجھ پر اتنے خفا ہوئے تھے نہ بعد میں اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ شانہ کا یہ مقصود ہوتا تو بتلا نہ دیتے۔ آخر کی سات رات میں تلاش کرو بس اس کے بعد اور کچھ نہ پوچھئے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳

شب متعین طور پر ارشاد فرمائی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سورہا تھا مجھے خواب میں کسی نے کہا کہ اُٹھ آج شب قدر ہے میں جلدی سے اُٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی نیت بندھ رہی تھی اور یہ رات ۲۳ شب تھی۔ بعض روایات میں متعین طور سے ۲۴ شب کا ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص تمام سال رات کو جاگے وہ شب قدر کو پاسکتا ہے (یعنی شب قدر تمام سال میں دائر رہتی ہے) کسی نے ابی بن کعب سے اس کو نقل کیا تو وہ فرمانے لگے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی غرض یہ ہے کہ لوگ ایک رات پر قناعت کر کے نہ بیٹھ جائیں پھر قسم کھا کر یہ بتلایا کہ وہ ۲۷ رمضان کو ہوتی ہے اور اسی طرح بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ اور تابعین کی رائے ہے کہ وہ ۲۷ شب میں ہوتی ہے۔ ابی کعب ابن رضی اللہ عنہ کی تحقیق یہی ہے ورنہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تحقیق وہی ہے کہ جو شخص تمام سال جاگے وہ اس کو معلوم کر سکتا ہے اور درمنثور کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کرتے ہیں۔ ائمہ میں سے بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مشہور قول یہ ہے کہ یہ تمام سال میں دائر رہتی ہے۔ دوسرا قول امام صاحب رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ تمام رمضان میں دائر رہتی ہے۔ صاحبین رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تمام رمضان کی کسی ایک رات میں ہے جو متعین ہے۔ مگر معلوم نہیں۔ شافعیہ کا رائج قول یہ ہے کہ ۲۱ شب میں ہونا اقرب ہے امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ رمضان کے آخر عشرہ کی طاق راتوں میں دائر رہتی ہے کسی سال کسی رات میں اور کسی سال کسی دوسری رات میں۔ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ ستائیسویں رات میں زیادہ اُمید ہے۔ شیخ العارفین محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ان لوگوں کا قول زیادہ صحیح ہے جو کہتے ہیں کہ تمام سال میں دائر رہتی ہے اس لئے کہ میں نے دو مرتبہ اس کو

شعبان میں دیکھا ہے ایک مرتبہ ۱۵ کو اور ایک مرتبہ ۱۹ کو اور دو مرتبہ رمضان کے درمیانی عشرہ میں ۱۳ کو اور ۱۸ کو اور رمضان کے آخر عشرہ کی ہر طاق رات میں دیکھا ہے۔ اس لئے مجھے اس کا یقین ہے کہ وہ سال کی راتوں میں پھرتی رہتی ہے لیکن رمضان المبارک میں بکثرت پائی جاتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ شب قدر سال میں دو مرتبہ ہوتی ہے ایک وہ رات ہے جس میں احکام خداوندی نازل ہوتے ہیں اور اسی رات میں قرآن شریف لوح محفوظ سے اترتا ہے یہ رات رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں تمام سال میں دائر رہتی ہے لیکن جس سال قرآن پاک نازل ہوا اس سال رمضان المبارک میں تھی اور اکثر رمضان المبارک ہی میں ہوتی ہے اور دوسری شب قدر وہ ہے جس میں روحانیت کا ایک خاص انتشار ہوتا ہے اور ملائکہ بکثرت زمین پر اترتے ہیں اور شیاطین دور رہتے ہیں دعائیں اور عبادتیں قبول ہوتی ہیں یہ ہر رمضان میں ہوتی ہے اور آخر عشرہ کی وتر راتوں میں ہوتی ہے اور بدلتی رہتی ہے۔

ہمیں مسلسل تلاش میں رہنا چاہیے

بہر حال شب قدر ایک ہو یا دو ہر شخص کو اپنی ہمت و وسعت کے موافق تمام سال اسکی تلاش میں سعی کرنا چاہیے نہ ہو سکے تو

رمضان بھر جستجو چاہیے اگر یہ بھی مشکل ہو تو عشرہ اخیرہ کو غنیمت سمجھنا چاہیے اتنا بھی نہ ہو سکے تو عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں کو ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیے اور اگر خدا نخواستہ یہ بھی نہ ہو سکے تو ستائیسویں شب کو تو بہر حال غنیمت بار دہ سمجھنا ہی چاہیے کہ اگر تائید ایزدی شامل حال ہے اور کسی خوش نصیب کو میسر ہو جائے تو پھر تمام دنیا کی نعمتیں اور راحتیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں لیکن اگر میسر نہ بھی ہو تب بھی اجر سے خالی نہیں بالخصوص مغرب عشاء کی نماز جماعت سے مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام تو ہر شخص کو تمام سال بہت ہی ضروری ہونا چاہیے کہ اگر خوش قسمتی سے شب قدر کی رات میں یہ دو نمازیں جماعت سے میسر ہو جائیں تو کس قدر باجماعت نمازوں کا ثواب ملے۔ اللہ کا کس قدر بڑا انعام ہے کہ کسی دینی کام میں اگر کوشش کی جاوے تو کامیابی نہ ہونے کی صورت میں بھی اس کوشش کا اجر ضرور ملتا ہے لیکن اس کے باوجود کتنے ہمت والے ہیں جو دین کے درپے ہیں دین کے لئے مرتے ہیں کوششیں کرتے ہیں اور اس کے بالمقابل اغراض دنیویہ میں کوشش کے بعد اگر نتیجہ مرتب نہ ہو تو وہ کوشش بے کار اور ضائع۔ لیکن اس پر بھی کتنے لوگ ہیں کہ دنیوی اغراض اور بیکار و لغو امور کے حاصل کرنے کیلئے جان و مال دونوں کو برباد کرتے ہیں۔

ع بہیں تفاوت رہ از کجا است تا کجا

دعا کیجئے

یا اللہ! ہمیں لیلۃ القدر کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے اور ہماری سستی وغیرہ کی

وجہ سے ہمیں اس کے انوار و برکات سے محروم نہ فرمائیے آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

شب قدر کی علامات

عن عبادة بن الصامت رضى الله عنه انه سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ليلة القدر فقال في رمضان في العشرة الاواخر فانها في ليلة وتر في احدى وعشرين او ثلث وعشرين او خمس وعشرين او سبع وعشرين او تسع وعشرين او احدى ليلة من رمضان الخ (احمد وبيهقي)

ترجمہ: حضرت عباده رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے۔ ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ یا رمضان کی آخر رات میں جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس رات میں عبادت کرے اس کے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس رات کی منجملہ اور علامتوں کے یہ ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے صاف شفاف نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل گویا کہ اس میں (انوار کی کثرت کی وجہ سے) چاند کھلا ہوا ہے اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے۔ نیز اس کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے بعد کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے ایسا بالکل ہموار تکیہ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں رات کا چاند۔ اللہ جل شانہ نے اس دن کے آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا (بخلاف اور دنوں کے کہ طلوع آفتاب کے وقت شیطان کا اس جگہ ظہور ہوتا ہے)

شب قدر کی دعاء

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جاوے تو کیا دعا مانگوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عني۔ جس کا ترجمہ یہ ہے اے اللہ تو بیشک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو پس معاف فرما دے مجھ سے بھی۔

فائدہ: نہایت جامع دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف و کرم سے آخرت کے مطالبہ سے معاف فرمادیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس رات میں دعا کے ساتھ مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے۔ بہ نسبت دوسری عبادات کے۔ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صرف دعا نہیں بلکہ مختلف عبادات میں جمع کرنا افضل ہے مثلاً تلاوت نماز دعا اور مراقبہ وغیرہ۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سب امور منقول ہیں۔ یہی قول زیادہ اقرب ہے۔

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

تشریح: اس حدیث کا اول مضمون تو سابقہ روایات میں ذکر ہو چکا ہے۔ آخر میں شب قدر کی چند علامات ذکر کی ہیں جن کا مطلب صاف ہے کسی توضیح کا محتاج نہیں ان کے علاوہ اور بھی بعض علامات روایات میں اور ان لوگوں کے کلام میں ذکر کی گئی ہیں جن کو اس رات کی دولت نصیب ہوئی ہے۔ بالخصوص اس کے بعد جب صبح کو آفتاب نکلتا ہے تو بغیر شعاع کے نکلتا ہے۔ یہ علامت بہت سی روایات حدیث میں وارد ہوئی ہے اور ہمیشہ پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اور علامتیں لازمی اور لابدی نہیں ہیں۔ عبدہ بن ابی لبابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیس شب کو سمندر کا پانی چکھا تو بالکل میٹھا تھا۔ ایوب بن خالد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے نہانے کی ضرورت ہو گئی میں نے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو بالکل میٹھا تھا اور یہ تیس شب کا قصہ ہے۔

مشائخ نے لکھا ہے کہ شب قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے۔ حتیٰ کہ درخت زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر ایسی چیزوں کا تعلق امور کشفیہ سے ہے جو ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتے۔

اعتکاف کی غرض

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکف العشر الاول من رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة تریکیۃ ثم اطلع رأسہ فقال انی اعتکف العشر الاول التمس هذه الليلة ثم اعتکف العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی انها فی العشر الاواخر الخ. (مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا اور پھر دوسرے عشرہ میں بھی پھر ترکی خیمہ سے جس میں اعتکاف فرما رہے تھے باہر سر نکال کر ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش اور اہتمام کی وجہ سے کیا تھا۔ پھر اسی کی وجہ سے دوسرے عشرے میں کیا۔ پھر مجھے کسی بتلانے والے (یعنی فرشتے) نے بتلایا کہ وہ رات اخیر عشرہ میں ہے لہذا جو لوگ میرے ساتھ اعتکاف کر رہے ہیں وہ اخیر عشرہ کا بھی اعتکاف کریں۔ مجھے یہ رات دکھلا دی گئی تھی پھر بھلا دی گئی (اس کی علامت یہ ہے) کہ میں نے اپنے آپ کو اس رات کے بعد کی صبح میں کیچڑ میں سجدہ کرتے دیکھا۔ لہذا اب اس کو اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ اس رات میں بارش ہوئی اور مسجد چھتر کی تھی وہ ٹپکی اور میں نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر کیچڑ کا اثر اکیس ۲۱ کی صبح کو دیکھا۔

سارے ہی رمضان میں عبادت کا بہت زیادہ اہتمام اور کثرت فرماتے تھے لیکن اخیر عشرہ میں کچھ حد ہی نہیں رہتی تھی رات کو خود بھی جاگتے اور گھر کے لوگوں کو بھی جگانے کا اہتمام فرماتے تھے جیسا کہ صحیحین کی متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے بخاری و مسلم کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اخیر عشرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم لنگی کو مضبوط باندھ لیتے اور راتوں کا احیاء فرماتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگاتے۔ لنگی مضبوط باندھنے سے کوشش میں اہتمام کی زیادتی بھی مراد ہو سکتی ہے۔ اور بیویوں سے بالکل احتراز بھی مراد ہو سکتا ہے۔

اعتکاف کے دو فائدے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں۔

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ اعتکاف کی ہمیشہ رہی ہے اس مہینہ میں تمام مہینہ کا اعتکاف فرمایا اور جس سال وصال ہوا ہے اس سال بیس روز کا اعتکاف فرمایا تھا لیکن اکثر عادت شریفہ چونکہ اخیر عشرہ ہی کے اعتکاف کی رہی ہے اس لئے علماء کے نزدیک سنت مؤکدہ وہی ہے۔ حدیث بالا سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس اعتکاف کی بڑی غرض شب قدر کی تلاش ہے۔ اور حقیقت میں اعتکاف اس کے لئے بہت ہی مناسب ہے کہ اعتکاف کی حالت میں اگر آدی سوتا ہوا بھی ہو تب بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔

نیز اعتکاف میں چونکہ آنا جانا اور ادھر ادھر کے کام بھی کچھ نہیں رہتے اس لئے عبادت اور کریم آقا کی یاد کے علاوہ اور کوئی مشغلہ بھی نہ رہے گا۔ لہذا شب قدر کے قدردانوں کے لئے اعتکاف سے بہتر صورت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اول تو

جتنی کہ کرنے والے کے لئے۔

فائدہ: دو مخصوص نفعے اعتکاف کے اس حدیث میں ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے حفاظت ہو جاتی ہے ورنہ بسا اوقات کوتاہی اور لغزش سے کچھ اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اس میں آدمی گناہ میں مبتلا ہو ہی جاتا ہے اور ایسے متبرک وقت میں معصیت کا ہو جانا کس قدر ظلم عظیم ہے۔ اعتکاف کی وجہ سے اُن سے امن اور حفاظت رہتی ہے دوسرے یہ کہ بہت سے نیک اعمال جیسا کہ جنازہ کی شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ اعتکاف میں بیٹھ جانے کی وجہ سے معتکف ان کو نہیں کر سکتا، اس لئے اعتکاف کی وجہ سے جن عبادتوں سے رُکا رہا اُن کا اجر بغیر کئے بھی ملتا بھی رہے گا۔ اللہ اکبر کس قدر رحمت اور فیاضی ہے کہ ایک عبادت آدمی کرے اور دس عبادتوں کا ثواب مل جائے۔ درحقیقت اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈتی ہے اور تھوڑی سی توجہ اور مانگ سے دھواں دار برستی ہے۔ رع بہانہ مے دہد بہانے دہد مگر ہم لوگوں کو سرے سے اس کی قدر ہی نہیں، ضرورت ہی نہیں توجہ کون کرے اور کیوں کرے کہ دین کی وقعت ہی ہمارے قلوب میں نہیں۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا اپنے اعتکاف کا خیال نہ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں معتکف تھے آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کر کے (چپ چاپ) بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ

عنہ نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں غمزہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے اُس نے کہا اے رسول اللہ کے چچا کے بیٹے میں بیشک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس قبر والے کی عزت کی قسم میں اس حق کے ادا کرنے پر قادر نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا کیا میں اس سے تیری سفارش کروں اس نے عرض کیا کہ جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ سن کر جوتہ پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے اس شخص نے عرض کیا کہ آپ اپنا اعتکاف بھول گئے فرمایا بھولا نہیں ہوں بلکہ میں نے اس قبر والے (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے اور ابھی زمانہ کچھ زیادہ نہیں گزرا۔ (یہ لفظ کہتے ہوئے) ابن عباس رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے بھائی کے کسی کام میں چلے پھرے اور کوشش کرے اس کیلئے دس برس کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کی واسطے کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتے ہیں جن کی مسافت آسمان اور زمین کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہے اور جب ایک دن کے اعتکاف کی یہ فضیلت ہے تو دس برس کے اعتکاف کی کیا کچھ ہوگی۔

اعتکاف کا ثواب

فائدہ: اس حدیث سے دو مضمون معلوم ہوئے۔ اول یہ کہ ایک دن کے اعتکاف کا ثواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل فرما دیتے ہیں اور ہر خندق اتنی بڑی ہے جتنا سارا جہاں اور ایک دن سے زیادہ جس

قدر زیادہ دنوں کا اعتکاف ہوگا اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا۔ علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے کشف الغمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص عشرہ رمضان کا اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمروں کا اجر ہے اور جو شخص مسجد جماعت میں مغرب سے عشاء تک کا اعتکاف کرے کہ نماز قرآن کے علاوہ کسی سے بات نہ کرے حق تعالیٰ شانہ اس کے لئے جنت میں ایک محل بناتے ہیں۔ دوسرا مضمون جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے وہ مسلمانوں کی حاجت روائی کہ دس برس کے اعتکاف سے افضل ارشاد فرمایا ہے اسی وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اعتکاف کی پرواہ نہیں فرمائی کہ اس کی تلافی پھر بھی ہو سکتی ہے اور اس کی قضا ممکن ہے اسی وجہ سے صوفیاء کا مقولہ ہے کہ اللہ جل شانہ کے یہاں ٹوٹے ہوئے دل کی جتنی قدر ہے اتنی کسی چیز کی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مظلوم کی بددعا سے احادیث میں بہت ڈرایا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو حاکم بنا کر بھیجتے تھے اور نصائح کے ساتھ واتق دعوة المظلوم۔ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ مظلوم کی بددعا سے بچو

۔ بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید
مسئلہ: اس جگہ ایک مسئلہ کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لئے بھی مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اعتکاف واجب ہو تو اس کی قضاء واجب ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضرورت بشری کے علاوہ کسی ضرورت سے بھی مسجد سے باہر تشریف نہیں لاتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ ایثار کہ دوسرے کی وجہ سے اپنا اعتکاف توڑ دیا۔ ایسے ہی لوگوں کے مناسب ہے کہ دوسروں کی خاطر خود پیاسے تڑپ تڑپ کر مر جاویں مگر پانی کا آخری قطرہ اس لئے نہ پیئیں کہ دوسرا زخمی جو پاس لیٹا ہوا ہے وہ اپنے سے مقدم ہے یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ اعتکاف نفلی اعتکاف ہو۔ اس صورت میں کوئی اشکال نہیں۔ خاتمہ میں ایک طویل حدیث جس میں کئی نوع کے فضائل ارشاد فرمائے ہیں۔ ذکر کر کے اس رسالہ کو ختم کیا جاتا ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ ہمیں رمضان المبارک کے حقوق و فرائض ادا کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائیے اور جو آپ کے مخلص بندے اعتکاف کریں انہیں ہم سب کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں اور ان کے اعتکاف کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائیے اور اس اعتکاف کی برکات سے پورے اہل علاقہ کو نوازئیے آمین

وَ اخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اعتکاف اور اس کی اقسام

اعتکاف کہتے ہیں مسجد میں اعتکاف کی نیت کر کے ٹھہرنے کو۔ حنفیہ کے نزدیک اس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک واجب جو منت اور نذر کی وجہ سے ہو جیسے یہ کہے کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا یا بغیر کسی کام پر موقوف کرنے کے یونہی کہہ لے کہ میں نے اتنے دنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کر لیا یہ واجب ہوتا ہے اور جتنے دنوں کی نیت کی ہے اس کا پورا کرنا ضروری ہے دوسری قسم سنت ہے جو رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ ان ایام کے اعتکاف فرمانے کی تھی۔ تیسرا اعتکاف نفل ہے جس کے لئے نہ کوئی وقت نہ ایام کی مقدار جتنے دن کا جی چاہے کر لے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص تمام عمر کے اعتکاف کی نیت کر لے تب بھی جائز ہے البتہ کمی میں اختلاف ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک ایک دن سے کم کا جائز نہیں۔ لیکن امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک تھوڑی دیر کا بھی جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اس لئے ہر شخص کے لئے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کر لیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ میں مشغول رہے اعتکاف کا ثواب بھی رہے۔ میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ کو ہمیشہ اس کا اہتمام کرتے دیکھا کہ جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو دایاں پاؤں اندر داخل کرتے ہی اعتکاف کی نیت فرماتے تھے۔ اور بسا اوقات خدام کی تعلیم کی غرض سے آواز سے بھی نیت فرماتے تھے۔

اعتکاف کے فضائل و برکات

اعتکاف کا بہت زیادہ ثواب اور اس کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی کے در پر

جا پڑے کہ اتنے میری درخواست قبول نہ ہو ٹلنے کا نہیں۔ نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے اگر حقیقت یہی حال ہو تو سخت سے سخت دل والا بھی پیچتا ہے اور اللہ جل شانہ کی کریم ذات تو بخشش کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے بلکہ بے بہانہ مرحمت فرماتے ہیں

۔ تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے در تری رحمت کے ہیں ہر دم کھلے خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے اس لئے جب کوئی شخص اللہ کے دروازے پر دنیا سے منقطع ہو کر جا پڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تا مل ہو سکتا ہے اور جل شانہ جس کو اکرام فرمادیں اس کے بھرپور خزانوں کا بیان کون کر سکتا ہے اس کے آگے کہنے سے قاصر ہوں کہ نامرد بلوغ کی کیفیت کیا بیان کر سکتا ہے مگر ہاں یہ ٹھان لے کہ

۔ جس گل کو دل دیا ہے پھول پر فدا ہوں یا وہ بغل میں آئے یا جاں قفس سے چھوٹے ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصود اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر اسی کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولیوں کے بدلہ میں اُسی کی پاک ذات سے مشغول ہو جائے اور اسکے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر ایسی طرح اسمیں لگ جاوے کہ خیالات، تفکرات سب کی جگہ اس کا پاک ذکر

اس کی محبت سما جاوے حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ اُنس کے بدلہ اللہ کے ساتھ اُنس پیدا ہو جاوے کہ یہ اُنس قبر کی وحشت میں کام دے کہ اُس دن اللہ کی پاک ذات کے سوانہ کوئی منوس نہ دل بہلانے والا۔ اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو چکا ہوگا تو کس قدر لذت سے وقت گزرے گا۔

جی ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن

بیٹھا رہوں تصور جاننا کئے ہوئے

صاحب مراقی الفلاح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال سے ہے۔ اس کی خصوصیتیں حد شمار سے خارج ہیں کہ اس میں قلب کو دنیا و مافیہا سے یکسو کر لینا ہے اور نفس کو مولیٰ کے سپرد کر دینا اور آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے۔

پھر جی میں ہے کہ در پر کسی کے پڑا رہوں

سرزیر بار مکتب درباں کئے ہوئے

نیز اس میں ہر وقت عبادت میں مشغولی ہے کہ آدمی سوتے جاگتے ہر وقت عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کی ساتھ تقرب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے۔ میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری

طرف (آہستہ بھی) چلتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ نیز اس میں اللہ کے گھر پڑ جانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے، نیز اللہ کے قلعہ میں محفوظ ہوتا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں وغیرہ وغیرہ بہت سے فضائل اور خواص اس اہم عبادت کے ہیں۔

مسئلہ: مرد کے لئے سب سے افضل جگہ مسجد مکہ ہے پھر مسجد مدینہ منورہ، پھر مسجد بیت المقدس ان کے بعد مسجد جامع پھر اپنی مسجد۔ امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کرے اس میں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہو۔ صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک شرعی مسجد ہونا کافی ہے اگرچہ جماعت نہ ہوتی ہو۔ عورت کو اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہیے۔ اگر گھر میں کوئی جگہ مسجد کے نام سے متعین نہ ہو تو کسی کو نہ کو اس کے لئے مخصوص کر لے۔ عورتوں کے لئے اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ سہل ہے کہ گھر میں بیٹھے بیٹھے کاروبار بھی گھر کی لڑکیوں وغیرہ سے لیتی رہیں اور مفت کا ثواب بھی حاصل کرتی رہیں مگر اس کے باوجود عورتیں اس سنت سے گویا بالکل ہی محروم رہتی ہیں۔

دعا کیجئے

اے اللہ ہمیں رمضان المبارک کے حقوق و فرائض ادا کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائیے اور جو آپ کے مخلص بندے اعتکاف کریں انہیں ہم سب کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں اور ان کے اعتکاف کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائیے اور اس اعتکاف کی برکات سے پورے اہل علاقہ کو نوازئیے آمین

وَاجْرِدْ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

پورے رمضان المبارک میں ہونیوالے انعامات الہیہ کی تفصیل

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول ان الجنة لتبخر وتزین من الحول الى الحول لدخول شهر رمضان فاذا كانت اول ليلة من شهر رمضان هبت ریح من تحت العرش الخ (اللہ غیب)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کے لئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے پس جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام میسرہ ہے (جس کے جھونکوں کی وجہ سے) جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں جس سے ایسی دل آویز سُرِیلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی پس خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالا خانوں کے درمیان کھڑے ہو کر آواز دیتی ہیں کہ کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تا کہ حق تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں۔ پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی رات ہے وہ بلیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے۔ جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے (آج) کھول دیئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرما دیتے ہیں: کہ جنت کے دروازے کھول دے اور مالک (جہنم کے داروغہ) سے فرما دیتے ہیں: کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کر دے اور جبریلؑ کو حکم ہوتا ہے کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرو اور گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان کی ہر رات میں ایک منادی کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ یہ آواز دے کہ ہے کوئی مانگنے والا جس کو میں عطا کروں ہے کوئی توبہ کر نیوالا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں کوئی ہے مغفرت چاہنے والا کہ میں اسکی مغفرت کروں کون ہے جو غنی کو قرض دے ایسا غنی جو نادار نہیں ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان شریف میں روزانہ افطار کی وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کئے گئے تھے اُن کے برابر اُس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں اور جس رات شب قدر ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ حضرت جبریلؑ کو حکم فرماتے ہیں وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اُنکے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا

ہے جس کو کعبہ کے اوپر کھڑا کرتے ہیں اور حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سو ۱۰۰ بازو ہیں جن میں سے دو بازو کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں پھر حضرت جبریل فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو یا بیٹھا ہو نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو اس کو سلام کریں اور مصافحہ کریں ان کی دعاؤں پر آمین کہیں صبح تک یہی حالت رہتی ہے۔ جب صبح ہو جاتی ہے تو جبریل آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت اب کوچ کرو اور چلو۔ فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مومنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرمادیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ چار شخص کون ہیں۔ ارشاد ہوا کہ ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو۔ دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو۔ تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا اور ناطہ توڑ نیوالا ہو۔ چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو پھر جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام (آسمانوں پر) لیلۃ الجائزہ (انعام کی رات) سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں۔ وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کریم رب کی (درگاہ) کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔ اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف فرمانے والا ہے پھر جب لوگ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدلہ یہی ہے کہ اسکی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو مجھ سے مانگو۔ میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا۔ اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم کہ جب تک تم میرا خیال رکھو گے۔ میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا) میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوا اور فضیحت نہ کروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔ پس فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو افطار کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ اللہم اجعلنا منہم۔ (اس حدیث کی تشریح اگلے درس میں آئے گی)

رمضان المبارک کی برکتوں سے محروم

تشریح: چند امور قابل غور ہیں جن میں سب سے اول اور اہم تو یہ ہے کہ بہت سے محروم رمضان کی مغفرت عامہ سے بھی مستثنیٰ تھے جیسا کہ پہلی روایات میں معلوم ہو چکا ہے اور وہ عید کی اس مغفرت عامہ سے بھی مستثنیٰ کر دیئے گئے جن میں سے آپس کے لڑنے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے بھی ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے کہ تم نے اللہ کو ناراض کر کے اپنے لئے کون سا ٹھکانہ ڈھونڈ رکھا ہے۔ افسوس تم پر بھی جس کے حاصل کرنے کے غلط خیال میں تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بددعائیں برداشت کر رہے ہو، جبریلؑ کی بددعائیں اٹھا رہے ہو اور اللہ کی رحمت و مغفرت عامہ سے بھی نکالے جا رہے ہو۔ میں پوچھتا ہوں کہ آج تم نے اپنے مقابل کو زک دے ہی دی اپنی مونچھ اُونچی کر ہی لی وہ کتنے دن تمہارے ساتھ رہ سکتی ہے جب کہ اللہ کا پیارا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اوپر لعنت کر رہا ہے۔ اللہ کا مقرب فرشتہ تمہاری ہلاکت کی بددعا دے رہا ہے۔ اللہ جل شانہ تمہیں اپنی مغفرت و رحمت سے نکال رہے ہیں اللہ کے واسطے سوچو اور بس کرو۔ صبح کا بھٹکا شام کو گھر آ جائے تو کچھ نہیں گیا۔ آج وقت ہے اور تلافی ممکن اور کل جب ایسے حاکم کی پیشی میں جانا ہے جہاں نہ عزت و وجاہت کی پوچھ نہ مال و متاع کا رآمد وہاں صرف تمہارے اعمال کی پوچھ ہے اور ہر حرکت لکھی لکھائی سامنے ہے۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے حقوق میں درگزر فرماتے ہیں۔ مگر بندوں کے آپس کے حقوق میں بغیر بدلہ دیئے نہیں چھوڑتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مفلس میری امت میں وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن نیک اعمال کے ساتھ آوے اور نماز روزہ صدقہ سب ہی کچھ لاوے لیکن کسی کو گالی دے رکھی ہے کسی کو تہمت لگا دی تھی کسی کو مار پیٹ کی تھی۔ پس یہ سب دعوے دار آویں گے اور اس کے نیک اعمال میں سے

ان حرکتوں کا بدلہ وصول کر لیں گے اور جب اس کے پاس نیک اعمال ختم ہو جاویں گے تو اپنی برائیاں ان حرکتوں کے بدلہ میں اس پر ڈالتے رہیں گے اور پھر اس انبار کی بدولت وہ جہنم رسید ہو جائے گا اور اپنی کثرتِ اعمال کے باوجود جو حسرت و یاس کا عالم ہوگا۔ وہ محتاج بیان نہیں۔

وہ مایوس تمنا کیوں نہ سوئے آسمان دیکھے
کہ جو منزل بمنزل اپنی محنت رائیگاں دیکھے
مغفرت در مغفرت

دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ اس رسالہ میں چند مواقع مغفرت کے ذکر کئے گئے ہیں اور ان کے علاوہ بھی بہت سے امور ایسے ہیں کہ وہ مغفرت کے سبب ہوتے ہیں اور گناہ ان سے معاف ہو جاتے ہیں۔ اس پر ایک اشکال ہوتا ہے وہ یہ کہ جب ایک مرتبہ گناہ معاف ہو چکے تو اس کے بعد دوسری دفعہ معافی کے کیا معنی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مغفرت کا قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ بندہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے اگر اس پر کوئی گناہ ہوتا ہے تو اس کو مٹاتی ہے اور اگر اس کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہوتا تو اس کے بقدر اس پر رحمت اور انعام کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

فیصلہ مغفرت کے گواہ

تیسرا امر یہ ہے کہ سابقہ احادیث میں بھی بعض جگہ اور اس حدیث میں ابھی حق تعالیٰ شانہ نے اپنی مغفرت فرمانے پر فرشتوں کو گواہ بنایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کی عدالت کے معاملات ضابطہ پر رکھے گئے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ان کی تبلیغ کے بارے میں بھی گواہ طلب کئے جائیں گے۔ چنانچہ احادیث کی کتابوں میں بہت سے مواقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم سے میرے بارے میں سوال ہوگا لہذا تم گواہ رہو کہ میں پہنچا چکا ہوں۔ بخاری وغیرہ میں روایت ہے کہ

حضرت نوح علیہ السلام قیامت کے دن بلائے جائیں گے اُن سے دریافت کیا جائے گا کہ تم نے رسالت کا حق ادا کیا ہمارے احکام پہنچائے تھے۔ وہ کہیں گے مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ

ہمارے پاس نہ کوئی بشارت دینے والا آیا نہ ڈرانے والا تو حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ اپنے گواہ پیش کرو۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی امت کو پیش کریں گے۔ اُمت محمد یہ بُلائی جائے گی اور گواہی دے گی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ اُن سے جرح کی جائے گی کہ تم کو کیا خبر کہ نوح نے اپنی اُمت کو احکام پہنچائے۔ یہ عرض کریں گے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سچی کتاب اُتری اس میں خبر دی گئی۔ اسی طرح اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بھی پیش آئے گا۔ اسی کے متعلق ارشاد خداوندی ہے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ قیامت میں گواہیاں چار طرح کی ہوں گی۔ ایک ملائکہ کی جس کے متعلق آیات ذیل میں تذکرہ ہے۔ مَا يَلْفُظُونَ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ

وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۖ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۖ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ

دوسری گواہی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہوگی جس کے متعلق ارشاد ہے۔

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ

أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا

تیسری اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی ہوگی جس کے متعلق ارشاد ہے۔ وَجِئْنَا بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ

چوتھی آدمی کی اپنے اعضاء کی گواہی جس کے متعلق ارشاد ہے۔

يَوْمَ نَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلَيْسَ اللَّهُ بِذِي بَيْنٍ ۖ وَلَا نَذِيرٍ ۚ

اور اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيُهُمْ ۖ ذَٰلِكَ

اختصار کے خیال سے ان آیات کا ترجمہ نہیں لکھا۔ سب آیات کا حاصل قیامت کے دن ان چیزوں کی گواہی دینے کا ذکر ہے جن کا بیان آیت کے شروع میں لکھ دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی مومنوں کے ساتھ شفقت

چوتھا امر حدیث بالا میں یہ ارشاد مبارک ہے کہ میں تم کو کفار کے سامنے رسوا اور فضیحت نہ کروں گا۔ یہ حق تعالیٰ شانہ کا غایت درجہ کا لطف و کرم اور مسلمانوں کے حال پر غیرت ہے کہ اللہ کی رضا کے ڈھونڈنے والوں کے لئے یہ بھی لطف و انعام ہے کہ ان لغزشوں اور سیئات سے وہاں بھی درگزر اور پردہ پوشی کی جاتی ہے۔ عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ ایک مومن کو اپنے قریب بُلا کر اس پر پردہ ڈال کر کہ کوئی دوسرا نہ دیکھے اس کی لغزشوں اور سیئات یا دولا کر اس سے ہر گناہ کا اقرار کرائیں گے اور وہ اپنے گناہوں کی کثرت اور اقرار پر یہ سمجھے گا کہ اب ہلاکت کا وقت قریب آ گیا۔ تو ارشاد ہوگا کہ میں نے دنیا میں تجھ پر ستاری فرمائی ہے تو آج بھی اُن پر پردہ ہے اور معاف ہیں۔ اس کے بعد اس کے نیک اعمال کا دفتر اس کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

اور بھی سینکڑوں روایات سے یہ مضمون معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا کے ڈھونڈنے والوں اس کے احکام کی پابندی کرنے والوں کی لغزشوں سے درگزر کر دیا جاتا ہے اس لئے نہایت اہمیت کے ساتھ ایک مضمون سمجھ لینا چاہیے کہ جو لوگ اللہ والوں کی کوتاہیوں پر ان کی غیبت میں مبتلا رہتے ہیں وہ اس کا لحاظ رکھیں کہ مبادا قیامت میں اُن کے نیک اعمال کی برکت سے اُن کی لغزشیں تو معاف کر دی جائیں اور پردہ پوشی فرمائی جائے۔ لیکن تم لوگوں کے اعمال نامے غیبت کا دفتر بن کر ہلاکت کا سبب بنیں۔

اللہ جل شانہ اپنے لطف سے ہم سب سے درگزر فرمادیں۔

انعام کی رات

پانچواں امر ضروری یہ ہے کہ حدیث بالا میں عید کی رات کو انعام کی رات سے پکارا گیا اس رات میں حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے اپنے بندوں کو انعام دیا جاتا ہے اس لئے بندوں کو بھی اس رات کی بے حد قدر کرنی چاہیے۔ بہت سے لوگ عوام کا توہ چھنا ہی کیا خواص بھی رمضان کے تھکے ماندے اس رات میں میٹھی نیند سوتے ہیں۔ حالانکہ یہ رات بھی خصوصیت سے عبادت میں مشغول رہنے کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ثواب کی نیت کر کے دونوں عیدوں میں جاگے (اور عبادت میں مشغول رہے) اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن سب کے دل مرجاویں گے (یعنی فتنہ و فساد کے وقت جب لوگوں کے قلوب پر مردنی چھاتی ہے اس کا دل زندہ رہے گا اور ممکن ہے کہ صُور پھونکے جانے کا دن مراد ہو کہ اس کی رُوح بے ہوش نہ ہوگی۔)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص پانچ راتوں میں (عبادت کے لئے جاگے۔ اُس کے واسطے جنت واجب ہو جاوے گی۔ لیلة الترویہ (آٹھ ذی الحجہ کی رات) لیلة العرفہ (۹ ذی الحجہ کی رات) لیلة النحر (۱۰ ذی الحجہ کی رات) اور عید الفطر کی رات اور شب براءت یعنی ۱۵ شعبان کی رات۔

فقہاء نے بھی عیدین کی رات میں جاگنا مستحب لکھا ہے۔ ماثبت بالسنة میں امام شافعی رحمہ اللہ صاحب سے نقل کیا ہے کہ پانچ راتیں دُعا کی قبولیت کی ہیں۔ جمعہ کی رات، عیدین کی راتیں، غرہ رجب کی رات اور نصف شعبان کی رات۔

تنبیہ: بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ رمضان المبارک میں جمعہ کی رات کا بھی خصوصیت سے اہتمام چاہیے کہ جمعہ اور اس کی رات بہت متبرک اوقات ہیں۔ احادیث میں اُن کی بہت فضیلت آئی ہے مگر چونکہ بعض روایات میں جمعہ کی رات کو قیام کے ساتھ مخصوص کرنے کی ممانعت بھی وارد ہوئی ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ایک دورات کو اس کے ساتھ اور بھی شامل کر لے۔

دل کی اصلاح کا تیر بہدف نسخہ

حکیم الامت مجدد المملۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ایک تو دین کی کتابیں دیکھنا یا سننا، دوسرا مسائل دریافت کرتے

رہنا، تیسرا اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرنا یا انہیں سن لیا کرنا، ساتھ ہی اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا جائے تو یہ اصلاح قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ (یعنی محاسبہ نفس) کے لئے نکال لینا چاہئے جس میں اپنے نفس سے اس طرح کی باتیں کرنی چاہئیں۔ ”اے نفس ایک دن دنیا سے جانا ہے موت بھی آنے والی ہے اس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے اور خدا تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اگر گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے اس لئے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لئے کچھ سامان کر یہ عمر بڑی قیمتی دولت ہے اس کو فضول مت برباد کر مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہیں ہوگی پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے“

دعا کیجئے: اے اللہ! رمضان المبارک میں آپ کے فضل و احسان کا کوئی ٹھکانہ نہیں آپ ہمیں محض اپنے فضل سے رمضان کی برکتوں، مغفرتوں سے محروم نہ فرمائیے اور اس ماہ مبارک میں ہم سے جو عبادات ہو سکیں وہ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیے اور ہمیں بھی ان حضرات میں شامل فرمالیجئے جن پر آپ نے اس ماہ مبارک میں انعام فرمایا اور ان کی بخشش فرمادی اے اللہ ہماری بھی مغفرت فرمادیجئے آمین وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ